سلطان العارفین

حضرت سلطان باہوؒ

(حیات و تعلیمات)

پروفیسر سیّد احمد سعید ہمدانی

Marfat.com

سلطان العارفین

حضرت سلطان باہوؒ

حیات و تعلیمات

پروفیسر سیّد احمد سعید ہمدانی

BRITISH ACADEMY 4 HUMAN UNDERSTANDING

برٹش اکیڈمی فار ہیومن انڈرسٹینڈنگ

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف

نام کتاب: سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ حیات وتعلیمات

مصنف: پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی

اہتمام: ناصر احمد

کمپوزنگ: رضوان الحسن

اشاعت: اپریل2014ء

تعداد: 1000

ٹائٹل: مدثر علی

ناشر: برٹش اکیڈمی فار ہیومن انڈرسٹینڈنگ

مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس 43 نسبت روڈ لاہور۔

قیمت (پاؤنڈ): 10 پاؤنڈ

قیمت (روپے): 500 روپے

ملنے کا پتہ برطانیہ:

برٹش اکیڈمی فار ہیومن انڈرسٹینڈنگ

17 ایمبر سلے روڈ B12 8UR برمنگھم

رابطہ نمبر: 0044 121 440 4096

موبائل: 0044 786 973 4157

E-mail:books@bahu.co

ملنے کا پتہ پاکستان:

نستلیق پبلیکیشنز

فیروز سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-37351963 موبائل: 0331-4489310

E-mail:nastalique786@gmail.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

''حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ.....حیات وتعلیمات'' پیشِ خدمت ہے۔

اسے لکھتے ہوئے نیت یہ رہی ہے کہ اس سے تمام قارئین خاص و عام بہرہ اندوز ہو سکیں۔ اس سے پہلے دو کتب ''احوال و مقاماتِ حضرت سلطان باہوؒ'' اور ترجمہ وشرح رسالہ ''روحی'' لکھی گئیں مگر بعدازاں بعض احباب نے رائے دی کہ وہ تصوف کے بارے میں ابتدائی معلومات نہ رکھنے والے اور کم پڑھے لکھے لوگوں کی ذہنی سطح سے بلند تر ثابت ہوئی ہیں۔ لہٰذا اب کسی کتاب کی تالیف ضروری سمجھی گئی جو ہر سطح پر قاری کے لئے مفید اور معلومات افزا ہو۔ اللہ کرے کہ زیرِ نظر کتاب سے مجھ فقیر کو اس مقصد میں کامیابی حاصل ہو۔

حضرت سلطان باہوؒ کے حالات زندگی کے بارے میں لکھتے ہوئے اب بھی زیادہ تر انحصار ''مناقبِ سلطانی'' پر ہی کرنا پڑتا ہے جو حضرت سلطان صاحبؒ کی اولاد میں سے پانچویں پشت میں ایک بزرگ حضرت صاحبزادہ سلطان حامدؒ نے لکھی۔ انہوں نے ان روایات کی روشنی میں حالات لکھے جو بزرگوں اور درویشوں کی زبانی ان تک پہنچیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ردوبدل کے ساتھ وہی روایات یا بعض مزید روایات درگاہ شریف کے عقیدتمندوں اور حضرت سلطان العارفینؒ کی اولاد کے حافظے میں گردش کرتی رہیں اور ان کی روایت وحکایت بھی جاری رہی۔ اس تمام عرصہ میں جو لوگ درگاہ پر رہے وہ بعض اوقات انہیں قلمبند کرتے رہے۔ حضرت سلطان العارفینؒ کی سوانح لکھتے ہوئے اب کے ان روایات پر مشتمل یہ مجموعے بھی پیشِ نظر رہے جن میں مندرجہ ذیل اہم ہیں:

۱۔ مخزن الاسرار مؤلفہ فقیر نور محمد سروری قادری کلاجوی

Marfat.com

۲۔ رسالہ سوانح عمری حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ حاجی مولوی محمد دین گجراتی مطبوعہ ۱۹۲۷ء

۳۔ مجموعہ یادداشت حضرت صاحب زادہ سلطان محمد عبد العزیزؒ۔ مؤخر الذکر دونوں تحریروں کے لئے یہ فقیر حضرت صاحبزادہ سلطان محمد صفدر علی[1] کا شکر گزار ہے۔ مولوی محمد دین گجراتیؒ کا رسالہ نایاب تھا اور ان کے والد مکرم حضرت سلطان محمد عبد العزیزؒ کی یادداشتیں غیر مطبوعہ تھیں۔ انہوں نے ازراہِ کرم اس فقیر کو ان سے استفادہ کرنے کا موقع بہم پہنچایا۔

بایں ہمہ یہ بات اب بھی بڑی حد تک درست ہے کہ بعض روایات کی مزید تصدیق و تحقیق کا کوئی ذریعہ نہیں ہے البتہ اس کتاب میں جہاں تک ممکن تھا، کہیں کہیں روایت کے ساتھ دِرایت سے بھی کام لیا گیا ہے۔

تعلیمات پر مختصر نوٹ لکھنے کے بعد حضرت سلطان العارفینؒ کے مختلف موضوعاتِ تصوف وسلوک پر موزوں اور عام فہم ارشادات نقل کیے گئے ہیں جنہیں ان کے تمام رسائل و کتب کے مطالعہ کی غواصی کے بعد منتخب کیا گیا۔ انتخاب کرتے ہوئے ایسے جملے نوٹ کیے گئے جو مفہوم کے لحاظ سے مکمل اور سمجھنے میں آسان ہیں۔

پہلے خیال تھا کہ ان ارشادات کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں مگر وصال سے چند ہفتے قبل حضرت سلطان غلام دستگیر القادری[2] رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے تو انہوں نے مشورہ دیا کہ

[1] یہ اوراق زیرِ کتابت تھے کہ حضرت سلطان محمد صفدر علی ایک موٹر کے حادثہ کے سبب عین عنفوان شباب میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنا للہ و اِنا الیہ راجعون۔ آپ صحیح معنوں میں اپنے اجداد کے فقر کے وارث تھے۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں ان کے درجات بلند فرمائے۔

[2] اس دور میں حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان کے اسلاف میں حضرت سلطان غلام دستگیر القادری ایک بزرگ شیخ طریقت تھے۔ وہ حقیقی معنوں میں ایک عارف کامل تھے۔ وزیرستان، بلوچستان اور ڈیرہ جات کے علاقوں میں ان کے ہزاروں مرید تھے۔ اکثر انہی علاقوں میں دوروں پر رہتے تھے اور وہاں کے باشندوں کی تعلیم و

Marfat.com

حوالے دے دینے چاہئیں تا کہ اگر کوئی صاحبِ علم وفہم مزید مطالعہ اور تصدیق وتحقیق کرنا چاہے تو ایسا کر سکے۔ اس کی تعمیل کی گئی اور حوالوں کی فہرست آخر میں دے دی گئی ہے۔

اردو اور فارسی میں عام زبان میں استعمال ہونے والے کئی الفاظ ایسے ہیں جو تصوف میں اصطلاحات کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ اہلِ تصوف وسلوک کے ہاں ان کے معنی متبعین ہیں۔ عام قارئین کے لئے اس کتاب میں استعمال ہونے والے ایسے الفاظ و اصطلاحات کی فہرست میں مع شرح بھی مہیا کر دی گئی ہے۔

سید احمد سعید ہمدانی

نوشہرہ (وادیٔ سون سکیسر)

۶۔ ستمبر ۱۹۸۶ء

تربیت اور فلاح و بہبود میں کوشاں رہتے تھے۔ امسال ۱۹۸۶ء گرمیوں میں دِل کا دورہ پڑنے پر کوئٹہ کے ہسپتال میں داخل ہوئے اور وہیں پر ۹ محرم الحرام ۱۴۰۴ ہجری کو وفات پائی۔

درگاہ شریف حضرت سلطان باہوؒ پر عرس جاری تھا۔ نعش مبارک ایمبولینس پر کوئٹہ سے لائی گئی، عاشورہ کے روز جنازہ ہوا اور دربار کے نزدیک اپنی بستی میں تعمیر شدہ روضہ میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی قبر کو پرنور بنائے۔ مجھ فقیر پر بہت شفقت فرماتے تھے اور حضرت سلطان العارفینؒ کے بارے میں میرے کام پر خوش ہوتے اور دعا فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بھی اجرِ خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
-1	حضرت سلطان باہوؒ کا عہد	11
-2	حیاتِ حضرت سلطان باہوؒ	19
-3	تعلیمات	74
-4	پنجابی شاعری	89
-5	ارشادات	92
-6	شرحِ اصطلاحاتِ صوفیہ	127
-7	حوالہ جات	140

Marfat.com

بزمِ باہوؒ (لاہور) کے اراکین

جناب میاں محمد جاوید (صدر)

اور

جناب راجا رسالو (جنرل سیکرٹری)

کے نام

جن کی مساعیٔ جمیلہ نے جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں بھی
حضرت سلطان العارفین سلطان باہُو رحمتہ اللہ علیہ کی
تعلیمات کے مطالعہ کا ذوق پیدا کیا۔

Marfat.com

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کا عہد

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کا سال پیدائش بعض تذکرہ نگاروں نے سال ۱۶۳۱ء لکھا ہے مگر کئی جگہوں پر سال ۱۶۲۷ء درج ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ شاہجہان کے جشنِ تاج پوشی کا سال تھا۔

شہزادہ خرم مغلوں اور ترکوں کے دستور کے مطابق اپنے حریفوں کو راستے سے ہٹا کر ''ابوالمظفر شہاب الدین صاحب قِران ثانی شاہجہان غازی'' کے لقب سے ۱۶۲۸ء کو تخت پر بیٹھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت سلطان باہوؒ اس سے کچھ پہلے یا کچھ بعد میں پیدا ہوئے۔

شاہجہان نے تخت نشینی کے معاً بعد پہلے تو دکن اور راجپوتانے کی بغاوتوں کو فرو کیا۔ اس کے بعد ۱۶۳۲ء میں ساحلی علاقوں پر پرتگیزی فتنے کا قلع قمع کیا۔ ۱۶۳۰۔۱۶۳۲ء میں دکن میں سخت قحط پڑا تو حتیٰ الامکان متاثرین کو مدد بہم پہنچائی۔ پھر ایک دو سالوں میں دکن کی ریاستوں کو باقاعدہ مطیع بنالیا۔

اب شاہجہان کے دِل میں یہ سمائی کے وہ شمال مغربی علاقوں مثلاً قندھار اور آبائی علاقوں مثلاً ازبکستان میں بلخ، بخارا اور سمرقند کو قبضے میں لائے مگر قندھار ہی فتح ہو سکا نہ بلخ بخارا حاصل کر کے اس کے دِل کو تسکین ہوئی۔ الٹا مغل سلطنت کے وقار کو صدمہ پہنچا۔

شاہجہان نے ملک کے مختلف حصے اپنے بیٹوں کی عملداری میں دیئے مگر بڑے بیٹے اور ولی عہد داراشکوہ کو اپنے پاس پایۂ تخت میں رکھا۔ دکن میں اپنے بیٹے اورنگ زیب کو حاکم مقرر کیا جو

Marfat.com

۱۶۳۶ء سے ۱۶۴۴ء تک اس علاقے میں مزید فتوحات اور انتظار میں مصروف رہا مگر اس عرصہ میں اس کا بڑا بھائی داراشکوہ اس کے خلاف باپ کے کان بھرتا رہا اس لئے شاہی مداخلت جاری رہی حتیٰ کہ اورنگ زیب نے ۸ سال بعد تنگ آ کر دست برداری اختیار کر لی لیکن پھر کچھ ماہ بعد بہن شہزادی جہاں آراء بیگم کی کوششوں سے باپ بیٹا میں تعلقات کچھ خوشگوار ہوئے تو ۱۶۴۵ء میں اورنگ زیب کو گجرات کا حاکم بنا دیا گیا جہاں سے ۱۶۴۷ء میں اسے بلخ بخارا کی مہمات پر روانہ کر دیا گیا۔ وہاں اگرچہ اس نے اپنے طور پر بہادری اور جنگی مہارت کا مظاہرہ کیا مگر یہ مہمات نتیجہ کے لحاظ سے شاہجہان کے ناکام عسکری منصوبوں میں شمار کی جاتی ہیں۔

۱۶۵۳ء میں دوسری بار اورنگ زیب کو دکن کا حاکم بنا دیا گیا۔

اس وقت دکن میں آئے دن نئے عمال آنے کی وجہ سے حالات خاصے بگڑ چکے تھے۔ اقتصادی حالت خراب تھی جسے درست کرنے کے بعد اورنگ زیب نے کسانوں کی حوصلہ افزائی کی اور ٹوڈرمل کا پیمائش اور مالیئے کا سسٹم رائج کیا جس سے دوبارہ کچھ خوشحالی کی صورت پیدا ہوئی۔

اس کے بعد اورنگ زیب نے گولکنڈہ اور بیجاپور کی ریاستوں کو دوبارہ مطیع کرنے کی طرف توجہ دی مگر اس تمام عرصہ میں پہلے کی طرح داراشکوہ کی طرف سے شاہجہان کے ذریعے مداخلت جاری رہی جس سے اورنگ زیب کو خاصی کوفت کا سامنا کرنا پڑا۔

اورنگ زیب دکن میں مصروف تھا کہ شاہجہان کی بیماری کی خبر پھیلی اور ساتھ ہی دکن جیسے دور دراز مقامات پر یہ افواہ گردش کرنے لگی کہ شاہجہان کی وفات واقع ہو چکی ہے اور داراشکوہ اقتدار پر اپنے قبضے کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ شاہجہان کے باقی تینوں بیٹے اورنگ زیب، شجاع اور مراد جو پایۂ تخت سے دور صوبوں میں بیٹھے تھے، چوکنے ہو گئے۔ اورنگ زیب دکن میں، شجاع بنگال میں اور مراد گجرات میں تھا۔ دربار میں ولی عہد داراشکوہ براجمان تھا اور باپ کی سرپرستی کے ساتھ اس کی ایک بہن جہاں آراء بیگم کی معاونت اسے حاصل تھی دوسری بہن روشن آراء بیگم کی ہمدردیاں اورنگ زیب کے ساتھ تھیں۔

Marfat.com

شاہجہان سے اس کے مرض نے شاید قوت فیصلہ چھین لی تھی اس لئے اس کے جیتے جی چاروں سگے بھائیوں میں جنگ چھڑ گئی۔

یوں تو مغلوں میں تخت نشینی کے لئے ہمیشہ جنگ ہوا کرتی تھی کیونکہ ان کے ہاں بادشاہ کی جانشینی کے لئے ولی عہد کا بادشاہ ہونا کوئی حتمی طور پر طے شدہ امر خیال نہیں کیا جاتا تھا چنانچہ یہ جنگ تخت نشینی بھی کچھ زیادہ اہم نہ ہوتی اگر اس مقابلے کے پیچھے نظریات وعقائد کی کشمکش بطور محرک کام کرتی نظر نہ آتی۔

شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے اس کی مذہبی پالیسی کی بناء پر دینی معاملہ اہمیت اختیار کر گیا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ اور دیگر راسخ العقیدہ علماء نے اس گمراہی کی مخالفت کی تھی جو دربار اور شاہی محلات میں ہندوؤں کے بعض عقائد اور رسوم ورواج کو اپنانے سے پھیل رہی تھی۔ اس دوران میں خود مسلمانوں کے اندر بھی شیعہ سنی مناقشت جڑیں پکڑتی رہی اور تصوف کے پردے میں ظواہر شریعت کے خلاف بے راہروی کو بھی پھیلنے کا موقع ملتا رہا۔

اکبر کے بعد یہ کھچڑی جہانگیر اور شاہجہان دونوں کے زمانے میں پکتی رہی اور جب مذکورہ چاروں شہزادوں کے درمیان جنگ تخت نشینی شروع ہوئی تو گویا اب اس کشمکش کے عروج کا وقت آ گیا تھا۔ لہٰذا ہر بااثر دینی گروہ یا فرقہ نے اپنے عقائد اور مفادات کے پیش نظر شہزادوں کی پشت پناہی کی۔

داراشکوہ نے ایک صوفی کی حیثیت سے اپنے نظریاتی مسلک کی ابتداء کی تھی اور صوفیاء کرام کے حالات ومناقب سفینۃ الاولیاء (۱۶۴۰ء) اور سکینۃ الاولیاء (۱۶۴۲ء) میں بیان کئے۔ فقہ میں حنفی مذہب اور طریقت میں قادری طریقہ سے وابستگی کی بناء پر حنفی اور قادری کے القاب اپنے نام کے ساتھ لگا لئے۔ مُلا شاہ بدخشی کا مرید بنا اور ان کی زیر نگرانی مراقبات وغیرہ کا بھی التزام کرتا رہا۔ اس نے اپنے ایک رسالہ حق نما (۱۶۴۱ء) میں اپنی کچھ واردات بھی بیان کی ہیں مگر بعد ازاں اس کا شوق اسے ہندو ویدانت کے مطالعہ کی طرف لے گیا۔ اس نے ۱۶۵۵ء میں مجمع

Marfat.com

البحرین لکھی اور تصوف اور ہندو سرّیت کو برابری کا درجہ دیا۔ اس دور میں اس نے اپنے نام کے ساتھ حنفی اور قادری لکھنا بھی چھوڑ دیا۔ ۱۶۵۷ء میں اس نے سرِّ اکبر لکھی جس میں کچھ اُپنشدوں کا ترجمہ کیا گیا تھا اور قرآن کا کے بارے میں ایسے الفاظ لکھے جنہیں لوگوں نے ناپسند کیا۔ یہ تو اس کی علمی دلچسپیوں کا حال تھا مگر اس پس منظر کے ساتھ کچھ باتیں اس کے ذاتی کردار میں بھی انوکھی تھیں مثلاً اپنے صوفی ہونے کا اعلان کرنے کے باوجود وہ ظواہر شریعت کی پابندی کو اپنے لئے ضروری خیال نہ کرتا تھا۔ شراب پیتا تھا۔ اپنے عقائد کے جواز میں بابا لال جیسے ہندو یوگیوں کے اقوال دہراتا تھا۔ ویدوں کو الہامی مانتا اور کہتا تھا۔ ہندوؤں کے ساتھ مجلس زیادہ تھی، ایک ایسی انگوٹھی پہنتا تھا جس کے نگینہ پر ''پربھو'' کندہ تھا۔ اسی طرح مسلمانوں میں سے اہل شیعہ میں رسوخ حاصل تھا۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں راسخ العقیدہ مسلمان اس کی تخت نشینی کو اسلام کے لئے خطرہ سمجھنے لگے تھے۔ مسلمانوں میں بارسوخ طبقے مثلاً اکابر سادات، سنی علماء اور صوفیاء سب کی حمایت وہ کھو بیٹھا تھا۔ چنانچہ ان امراء نے بھی جو ان طبقوں کے زیر اثر تھے اس سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔

نظریاتی لحاظ سے دوسری اہم حیثیت اورنگ زیب کی تھی جس کی ایک راسخ العقیدہ مسلمان شہزادے کے طور پر دور دور تک شہرت تھی۔ وہ شریعت کے اوامر ونواہی کا سختی کے ساتھ پابند تھا۔ طریقت میں وہ برہان پور (بابِ دکن) کے شیخ برہان کا جنہیں عام طور پر ملا حضرت جی کہا جاتا تھا، مرید تھا۔ اور برہان پور کے تمام صوفیا و اتقیاء شیخ بایزید برہان پوری، شیخ نظام فاضل برہانپوری، شیخ قطب برہان پوری اور سید شیر محمد قادری بھی اورنگ زیب کی تائید کرتے تھے۔ بعض مقامات پر کچھ بزرگوں نے کھلم کھلا اس موقع پر اورنگ زیب کے حق میں دعائیں کیں۔ ان میں گوالیار کے ایک صوفی بزرگ سید نعمت اللہ نارنولیؒ نمایاں نظر آتے ہیں۔ وہ کبھی شہزادے سے ملے تک نہیں تھے لیکن اس کی خوبیاں سن کر اس کے مؤید ہو گئے تھے حالانکہ اورنگ زیب کا بھائی شجاع ان کے مریدوں میں سے تھا چنانچہ جب اورنگ زیب کا مقابلہ کرنے کے لئے شجاع روانہ ہوا تو

Marfat.com

انہوں نے اس کی حرکت پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے بنگال کے علاقے سے ہجرت کی۔ اسی طرح اورنگ زیب نقشبندی طریقہ کے شیخ حضرت خواجہ معصوم سرہندیؒ کا بھی جو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے عظیم فرزند اور خلیفہ تھے معتقد و مرید تھا۔ داراشکوہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کیخلاف تھا۔ اس بناء پر نقشبندی صوفیاء واولیاء کی دعائیں بھی اورنگ زیب کے حق میں تھیں۔

امر واقع یہی ہے کہ صوفیاء کرام، علماء وفقہاء اور تمام سُنّی سادات اورنگ زیب کا ساتھ دے رہے تھے۔ ان سب کو یقین تھا کہ اورنگ زیب کے سریر آرائے سلطنت ہونے کے بعد مذہبی بے راہروی کا سیلاب تھم جائے گا اور اسلام کو استحکام نصیب ہوگا۔

دوسرے دونوں بھائی یعنی شجاع اور مراد نے بھی اپنے طور پر بزرگوں کی حمایت حاصل کرنا چاہی چنانچہ جیسا کہ ذکر ہوا شجاع حضرت نعمت اللہ نارنولی کا مرید تھا اور مراد نے بھی ایک بزرگ سید جعفر شاہ گجراتی کی بیعت کر رکھی تھی لیکن ان کا یہ تعلق جنگ تخت نشینی میں ان کے کچھ کام نہ آسکا۔ عوام وخاص کی نگاہوں میں درحقیقت مقابلہ اورنگ زیب اور داراشکوہ کے درمیان تھا۔

بالآخر اورنگ زیب کو کامیابی حاصل ہوئی۔ شاہجہان کو عمر کے باقی ماندہ برس قید میں گزارنے پڑے، داراشکوہ مارا گیا اور اورنگ زیب ''ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی'' کے لقب سے ۱۶۶۹ء میں تخت پر بیٹھا۔ دو ماہ تک اس کی تخت نشینی کی خوشیاں منائی جاتی رہیں۔

شہزادوں کی اس جنگ تخت نشینی کے موقع پر حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی عمر تقریباً تیس (۳۰) سال ہوگی۔ اندریں بارہ یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ان کی ہمدردیاں کس شہزادے کے ساتھ تھیں۔ اس وقت ان کی جو تصنیفات موجود ہیں ان میں انہوں نے اورنگ زیب کی کھل کر تعریف کی ہے اور اسے ''حضرت سلطان بادشاہ خلائق پناہ محی الدین اورنگ زیب، بادشاہ غازی، عادل بادل زاہد اسرار ربانی سے واقف اور علم سبحانی سے آگاہ'' (نور الہدیٰ ابتدائی سطور) کہا ہے۔ اپنے رسالہ ''قرب دیدار'' کے شروع صفحات میں یہ شعر لکھا ہے۔

Marfat.com

عملِ شاہی عبید اللہ الٰہ است

کہ اورنگ زیب غازی بادشاہ است

''پنجاب کے صوفی شعراء'' (انگریزی) کی مصنف ڈاکٹر لاجونی رام کرشن اوران سے متاثر لوگوں نے اس بارے میں بے سود قلابے ملائے ہیں۔ پہلے تو انہوں نے یہی بات سو فیصد درست مان لی کہ حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ دہلی کے حضرت سید عبدالرحمٰن قادریؒ کے مرید تھے، پھر چونکہ وہ قادری تھے اس لئے ان کی ہمدردیاں خواہ مخواہ داراشکوہ کے ساتھ ہونی چاہئیں کیونکہ وہ بھی قادریوں سے نسبت رکھتا تھا۔ پہلی بات تو صرف اس حد تک صحیح مانی جاسکتی ہے کہ حضرت سلطان العارفینؒ اِن سید عبدالرحمٰن قادریؒ سے کبھی ملے ہوں گے لیکن ان سے بیعت کا بیان روایت و درایت کی رو سے خلافِ واقعہ نظر آتا ہے (اس کی صراحت زیرِ نظر کتاب میں مناسب موقع پر کردی گئی ہے) جہاں تک داراشکوہ کا قادریوں سے تعلق کا مسئلہ ہے تو وہ بھی جنگ تخت نشینی چھڑنے سے پہلے اگر کلی طور پر نہیں ٹوٹ چکا تھا تو خاصا کمزور ہو گیا تھا۔ اسی لئے اس دور کے تمام بزرگانِ طریقت داراشکوہ کو ہندوستان کا حکمران نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔

ایک اور بات بھی ڈاکٹر لاجونتی اوران کے ساتھیوں کی سمجھ میں نہیں آئی۔ ان کا سوال یہ ہے کہ حضرت سلطان العارفینؒ آخر اورنگ زیب کے دربار سے کیوں دور رہے؟ لیکن اگر اس کے جواب میں ایک سوال ان سے پوچھ لیا جائے کہ آخر حضرت سلطان صاحبؒ کا دربار سے متعلق ہونا کیوں ضروری تھا؟ تو ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہوگا۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ تمام عمر مراکزِ حکومت سے دور کوہستانی اور صحرائی عوام میں تبلیغ کرتے پھرے اور فقر و درویشی میں طالبانِ حق کی تربیت میں مصروف رہے۔ تاریخ تصوف میں بعض مشائخ ایسے نظر آتے ہیں جنہوں نے امراء و شرفاء سے ربط و ضبط رکھا تا کہ اس کے ذریعہ سے ان لوگوں کے کان میں بھی حق کی بات پڑتی رہے۔ اور موقع پڑنے پر لوگوں کی شکایات ان تک پہنچا کر ان کی دادرسی کرا سکیں لیکن کچھ مشائخ کا عمل اس کے برعکس رہا ہے۔ انہوں نے محلوں اور درباروں سے کوئی سروکار نہیں

Marfat.com

رکھا اور خاموشی کے ساتھ عوام کی تعلیم وتربیت میں مصروف رہے اور اس کام کو پیغمبروں کی سنت سمجھ کر باقی سب مشاغل اور تعلقات پر اسے فوقیت دی۔ حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ ثانی الذکر گروہ کے رویہ کے مطابق عمل پیرا رہے۔

آپؒ زیادہ تر سرائیکی علاقوں میں مصروف کار رہے اور یہ عجیب بات ہے کہ اورنگ زیب کے عہد میں اس علاقے کو چھوڑ کر باقی تمام علاقوں میں کچھ نہ کچھ بدامنی پیدا کرنے والے واقعات رونما ہوتے رہے مثلاً شمالی ہندوستان میں جاٹوں، سکھوں اور ستنامیوں نے بغاوتیں کیں جنہیں فرو کیا جاتا رہا۔ شمال مغربی علاقوں میں افغانوں کے خلاف فوج کشی کی گئی اور دکن میں مرہٹوں نے عذر مچائے رکھا مگر سرائیکی علاقے پر امن رہے۔

۱۶۹۰ء میں جب حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ تو اس وقت بھی اورنگ زیب حکمران تھا (اس کی وفات ۱۷۰۷ء میں ہوئی)

ایک عجیب بات یہ نظر آتی ہے کہ ۱۶۹۰ء تک اورنگ زیب ہر مہم میں کامیاب رہا لیکن ۱۶۹۰ء کے بعد یکلخت حالات کا رخ خلاف ہو گیا یعنی اورنگ زیب دکن میں جہاں وہ مصروفِ پیکار تھا، مرہٹوں کے خلاف مہمات میں جگہ جگہ ناکام ہونے لگا حتیٰ کہ انہی مہمات کے دوران احمد نگر (دکن) کے مقام پر چل بسا۔ ''ترکشِ ما را خدنگِ آخریں'' (اقبالؒ)

کیا ۱۶۹۰ء تک اورنگ زیب کی کامیابی سلطان الفقر وسلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی ''دعوت''[1] کی مرہون منت تو نہیں تھی جسے وہ کفار کے خلاف بادشاہ اسلام کی کامیابی کے لئے پڑھنا ضروری سمجھتے تھے؟ حضرت سلطان العارفینؒ کے عملی سلوک پر نظر رکھنے والے کسی

---

[1] ''دعوت'' حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کے عملی سلوک کا اہم جزو ہے اس کو دعا کا ایک طریقہ کہا جا سکتا ہے۔ دعوت کے لئے دو چیزیں لازمی ہیں یعنی کسی ولی کی قبر ہو اور اس پر مطلب براری کے لئے قرآن پڑھا جائے اس کے کچھ آداب ہیں اور جن امور کے لئے یہ دعوت پڑھی جاتی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ عامل کامل کو بادشاہِ اسلام کی اعانت کے لئے دعوت پڑھنی چاہئے جو کافروں سے جنگ کر رہا ہو۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھے راقم کی تصنیف ''احوال ومقامات حضرت سلطان باہوؒ'' صفحہ ۱۰۷ تا صفحہ ۱۱۳

Marfat.com

بھی معتقد کے دِل میں یہ سوال اُٹھ سکتا ہے کہ جس کا جواب اثبات میں خود اس کے لئے تو تسلی بخش ہوگا مگر ظاہری شواہد نہ ہونے کی بناء پر شاید کسی دوسرے کی یقین دہانی کے لئے کافی نہ ہو۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیفات میں ان کے عہد کے واقعات کے بارے میں کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ان کے بارے میں مروی حالات سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ ایک بار وہ اورنگ زیب سے ملے ضرور تھے اور جب بادشاہ نے حصولِ فیض کی درخواست کی تو فرمایا کہ میں جہاں بھی رہوں تمہیں فیض پہنچتا رہے گا لیکن میرے آنے یا رہنے پر اصرار مت کرو۔

دراصل تمام مشائخ کبار کی طرح حضرت سلطان العارفین عملی طور پر سلوک سکھانے والے مرشدِ کامل تھے اور اپنی تصنیفات اور دیگر مشاغل میں بھی انہوں نے بس اپنے کام سے کام رکھا یعنی تحریر وتقریر میں لوگوں کو فقیری اور درویشی کے ظاہری و باطنی رموز سکھاتے رہے انہیں جب یہ یقین ہوگیا کہ ملک پر ایک قابل، منتظم اور راسخ العقیدہ مسلمان بادشاہِ غازی حکمران ہے تو پھر انہوں نے امورِ مملکت اور ان سے متعلقہ شعبہ ہائے زندگی کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اور سفر و حضر میں عوام کی تعلیم وتربیت میں ساری زندگی بسر کردی۔اب یہ بات تو الٰہی مصلحت وحکمت کا نتیجہ ہے کہ ثقافتی مراکز میں نہ بیٹھنے کے باوجود ان کا اسم گرامی چاردانگ عالم میں پھیلا ہوا ہے اور الٰہی وعدہ کے تحت ان کی کتب کے مطالعہ اور ان کی قبر مبارک کے انوار سے ایک خلقت مستفیض ہورہی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

حیاتِ حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ

سلطان الفقراء وسلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ اپنی ہر چھوٹی بڑی تصنیف کے شروع میں اپنے بارے میں عام طور پر ایک تعارفی جملہ ضرور لکھتے ہیں یہ ان کی تصانیف کی ایک ایسی علامت اور سند ہے کہ اگر کسی کتاب یا رسالے کی ابتدائی سطور میں اس قسم کا کوئی جملہ نہ لکھا ہو تو شک پڑتا ہے کہ شاید یہ ان کی اصل تصنیف نہ ہو بلکہ ان کی کتاب کی تلخیص ہو یا ان کی کتب سے اخذ کردہ کلمات کا کوئی مجموعہ بطور یادداشت بعد ازاں مرتب کیا گیا ہو.....اس قسم کے مجمل تعارفی جملوں میں حضرت سلطان باہوؒ نے اپنی سوانح کے بنیادی حقائق کے بارے میں ضروری اشارات قلمبند فرمائے ہیں۔ باقی جو کچھ ہے، وہ اس اجمال کی تشریح وتفصیل ہے۔

''نور الہدیٰ'' کے دیباچے میں تحریر فرمایا ہے۔

''مصنف تصنیف قادری سروری باہو، فنافی ہو، ولد بازیدؒ عرف اعوان ساکن قلعہ شور''۔

بعض کتب کے دیباچے میں اپنے روحانی مقام کے بارے میں کچھ زیادہ کھل کر لکھا ہے جیسے ''عقل بیدار'' اور ''روحی'' میں، اسی طرح ''کلید التوحید'' میں ذکر کرتے ہیں کہ آپ کا زمانہ ''صاحبِ شریعت اور راسخِ دین سلطان محی الدین اورنگ زیب'' کا دور ہے۔ رسالہ ''روحی'' اور ایک دو اور رسائل میں جائے سکونت کے بارے میں ''ساکن قرب وجوار قلعۂ شور'' لکھا ہے اور ساتھ ہی دعائیہ کلمہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ اللہ اسے فتنوں اور سختیوں سے محفوظ رکھے۔

آیئے اب ان خود نوشت اشارات کی روشنی میں مزید کچھ شواہد کی مدد سے حضرت

Marfat.com

سلطان العارفینؒ کے سوانحی حالات پر نظر ڈالیں اس سلسلہ میں سب سے پہلے ان کے خاندانی پس منظر اور آباء واجداد کا ذکر ضروری ہے جن کی طرف محققین نے اس سے پہلے کوئی خاص توجہ نہیں دی۔

خاندانی پس منظر ''اعوان''

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ اعوانوں کے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اعوانوں کا شجرہ نسب حضرت علیؓ سے جا ملتا ہے۔ سلطان محمود غزنوی جب سومنات پر حملہ کرنے کے لئے ہندوستان روانہ ہوا تو اس کے ساتھ علویوں کے ایک دستے نے ہمراہی کی اجازت چاہی جس کی قیادت میر قطب شاہؒ یا میر قطب حیدرؒ کر رہے تھے۔ سلطان محمود غزنوی نے بخوشی اجازت دی اور اس دستے کو ''اعوان'' کا خطاب دیا۔ بعدازاں اس قبیلے کے لوگ اسی لقب سے موسوم ہوئے۔

اعوانوں نے سومنات کی لڑائی میں بہادری کے جوہر دکھائے اور بادشاہ ان سے بہت خوش ہوا۔ جب لشکر واپس ہونے لگا تو میر قطب شاہؒ یا میر قطب حیدرؒ نے سلطان سے درخواست کی کہ انہیں ان کے گروہ کے ساتھ ملک کے کونوں کھدروں میں حکمران راجپوت سرداروں اور جاگیرداروں کی سرکوبی کے لئے مامور کیا جائے۔ سلطان نے یہ درخواست قبول کر لی۔ چنانچہ میر قطب حیدرؒ اعوانوں کے لشکر کو لے کر موجودہ علاقہ پوٹھوہار کے گرد ونواح اور کوہستان نمک کے علاقوں میں برسر اقتدار جنجوعہ اور چوہان راجپوتوں پر حملہ آور ہوئے۔ ان کو پسپا کر کے انہوں نے پہاڑوں سے نیچے دھکیل دیا اور اعوان قبائل ان پہاڑوں کی خوبصورت وادیوں پر قابض ہو کر ان میں آباد ہو گئے۔ اب یہ اعوان ''قطب شاہی اعوان'' کہلائے۔

میر قطب شاہؒ

بعض اعوان نسب دانوں کی رائے میں میر قطب شاہؒ کا شجرۂ نسب حضرت علیؓ کے صاحبزادے حضرت امام محمد بن حنیفہ سے جا ملتا ہے۔ ان کے آباء واجداد ساداتِ فاطمیؓ کی حمایت میں حکمرانوں سے لڑتے ہوئے اور سادات کو اپنی حفاظت میں لئے ہوئے افغانستان چلے آئے

Marfat.com

تھے اور ہرات میں آباد ہوئے۔ بعد ازاں سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں اس کے لشکر میں شامل ہو گئے۔

جب میر قطب شاہؒ یہاں وارد ہوئے تو ان کی ایک بیوی ان کی ہم کفو تھیں اور ان سے اولاد بھی تھیں۔ پھر ان علاقوں کی فتوحات کے بعد یہاں آ کر انہوں نے کچھ اور شادیاں کیں۔ ان میں سے بعض ان شکست خوردہ راجاؤں کی بیٹیاں تھیں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور فاتح سردار کے ساتھ رشتہ مناکحت کو اپنے لئے باعث فخر خیال کیا۔ ان سب سے جو اولاد ہوئی وہ راولپنڈی، اٹک، جہلم، ہزارہ، میانوالی، خوشاب اور سرگودھا کے اضلاع میں آباد ہے۔ دراصل میر قطب شاہؒ کے ساتھ آنے والے ان قبائل اور نو مسلم باشندوں کے درمیان دودھیال، ننھیال کے لحاظ سے مناکحت اور اولاد کا باہمی سلسلہ شروع ہوا تو بالآخر چونکہ ان کی معروف نسبی پہچان کے لئے میر قطب شاہؒ ہی ایک مقتدر اور مشہور شخصیت تھے لہٰذا انہی سے منسوب ہوئے، ورنہ بلا واسطہ ان سے نسبی تعلق رکھنے والے تو شاید چند خاندان ہی ہوں گے جن کے بارے میں آج کے دور میں تحقیق بھی دشوار ہو گی بہر حال اب یہ لوگ خواہ کہیں بھی ہیں اپنے تئیں قطب شاہی اعوان کہتے ہیں۔

مذکورہ شجرۂ نسب میں کچھ الجھاؤ بھی نظر آتا ہے جو شاید کسی بغض کے تحت یا مخفی مفاد کے پیش نظر غیر اعوان لوگوں کی تحریروں سے پیدا ہوا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ اعوان ان میر قطب شاہؒ کی اولاد نہیں ہیں بلکہ ایک اور قطب شاہ تھے جن کا اصل نام عَون بن یعلیٰ تھا اور جو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے رشتہ داروں میں سے تھے اور بغرض تبلیغ یہاں آئے تھے، ان قطب شاہ کا شجرۂ نسب حضرت عباس بن علیؓ سے جا ملتا ہے۔ چنانچہ کہا گیا کہ سبھی اعوان حضرت عباس بن علیؓ کی اولاد سے ہیں۔

مگر اس قسم کی باتیں شاید اس لئے لکھی گئی ہیں کہ اعوانوں کی طبائع سے ان کے عسکری مزاج کو مٹایا جائے اور فاتح کی اولاد ہونے پر جو ان کے دلوں میں قدرتی طور پر ایک جذبہ اِفتخار

Marfat.com

اور احساسِ برتری موجود ہے، اس کو دور کیا جائے لیکن حقائق کا اگر معروضی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوہستان نمک کے اطراف میں جو راجپوت سردار قابض تھے وہ کسی پیر یا شیخ طریقت کی ترغیب وتحریص پر اپنے علاقے چھوڑ کر ہرگز نہ جا سکتے تھے۔ انہیں تو بزور شمشیر ہی بے دخل کیا جا سکتا تھا۔ اس زمانے میں جب پنجاب کے میدان صحرا اور جنگل تھے۔ یہاں کی بارانی زمین ان کے مقابلے میں زرا گلتی تھی چنانچہ ان خوبصورت علاقوں کو کوئی از خود چھوڑ کر ہرگز نہیں جا سکتا تھا۔ انہیں صاحبِ شمشیر وسناں میر قطب شاہؒ اور ان کے ہمراہ جنگجو قبائل نے تلوار کی طاقت سے ہی میدانوں میں دھکیل دیا تھا۔ اب ایک اشکال اور باقی ہے کہ بعض اعوانوں کے پاس جو شجرے ہیں وہ عباس بن علیؓ یا حضرت علیؓ کے کسی اور صاحبزادے کی اولاد ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ میرے خیال میں اس کا جواب جو ایک اعوان مؤرخ نے پیش کیا صحیح ہے۔ میر خواص خاں ہزاروی نے اپنی تحقیق کے بعد صائب رائے دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں، ''میں تو یہ کہتا ہوں اور بدلائل کہتا ہوں کہ اعوان حضرت علیؓ کی ان دوسری بیویوں کی اولاد سے مختص ہو گئے ہیں جو سوائے حضرت فاطمۃ الزہرہ کے خواہ حضرت علیؓ کے بیٹے محمد بن حنیفہ کی اولاد سے یا حضرت علیؓ کے دوسرے بیٹوں، عباس علمدارؓ یا عمر الاطرافؒ کی اولاد سے ہوں یا حضرت علیؓ کی جس اولاد سے شجرۂ نسب ملا سکتے ہوں یا منسوب کرتے ہوں خواہ وہ ہندو پاک میں یا کسی اور عرب وعجم کے ملکوں میں ہوں۔ شجرہ انساب ان کے پاس ہو یا نہ ہو، وہ عربی النسل ہیں ہندوستان میں تو وہ اعوان اور بعض مقامات پر علوی کہلاتے ہیں، دوسرے ملکوں میں علوی کہتے ہیں یا کچھ اور معلوم نہیں۔''

شجرۂ نسب

جیسا کہ ذکر ہوا، میر قطب شاہؒ کے شجرۂ نسب میں اختلاف ہے اور یہ بھی نظر آتا ہے کہ اعوان اپنے نسب ناموں کی کڑیاں حضرت علیؓ کے صاحبزادوں سے جا ملاتے ہیں۔ اس لئے معقول رائے یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ سب نسب نامے درست ہیں۔ اعوان عربی النسل اور آل علیؓ ہیں اور وہ جو بعض انگریزوں اور ہندوؤں نے اپنے گزیٹرز اور یادداشتوں میں انہیں ''آوان''

۱۲۵۷۴۶

Marfat.com

لکھا ہے اور سنسکرت کے لفظ ''آوان'' کے معنی ''محافظ'' لکھتے ہوئے انہیں راجپوت ظاہر کیا ہے، وہ محض لغو اور بے بنیاد بات ہے۔

''مناقبِ سلطانی'' کے مصنف جناب سلطان حامدؒ نے کالا باغ کے اعوان رئیسوں کے کتب خانہ میں کسی کتاب انساب سے حاصل کردہ حوالہ کی رو سے حضرت سلطان باہوؒ کے خاندان کا شجرۂ نسب نقل کیا ہے مگر عجیب بات یہ ہے کہ کالا باغ خاندان کے ایک رکن ملک شیر محمد نے اپنی کتاب ''تاریخ الاعوان'' میں اعوانوں کا جو شجرۂ نسب دیا ہے، وہ اس سے بالکل مختلف ہے۔

''مناقبِ سلطانی'' کے مصنف نے اعوانوں کے جد امجد میر قطب شاہؒ کا شجرۂ نسب یوں نقل کیا ہے: حضرت شیخ قطب شاہ بن حضرت امان شاہ بن حضرت سلطان حسین شاہ بن حضرت فیروز شاہ بن حضرت محمود شاہ بن حضرت شیخ فرطک شاہ بن حضرت یخ نواب شاہ بن حضرت شیخ دراب شاہ بن حضرت ادہم شاہ بن حضرت شیخ عبیق شاہ بن حضرت شیخ سکندر شاہ بن حضرت شیخ احمد شاہ بن حضرت خجر شاہ بن حضرت امیر زبیر بن اسد اللہ الغالب امام امیر المومنین حضرت علی المرتضےٰ.....''

ملک شیر محمد تاریخ الاعوان میں لکھتے ہیں، ''حضرت میر قطب شاہ بن شاہ عطاء اللہ غازی بن شاہ طاہر بن شاہ طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن شاہ عمر غازی بن شاہ ملک آصف بن شاہ بطل غازی بن شاہ عبدالمنان غازی بن محمد حنیفہ بن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ''

''مناقبِ سلطانی'' میں دیئے گئے شجرۂ نسب پر حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی ایک کتاب کے مترجم نے بھی دیباچے میں اعتراض کیا ہے۔ محک الفقراء (خورد) کے دیباچے میں یہ صاحب لکھتے ہیں، ''سجادہ نشین نے جو شجرۂ نسبی دیا ہے، اس میں لکھا ہے کہ حضرت سلطان باہوؒ اٹھائیس واسطوں سے حضرت علیؓ کے فرزند امیر زبیر کی اولاد تھے۔ مگر حضرت علیؓ کا اس نام کا کوئی بیٹا کسی نسب کی مشہور کتاب (معارف ابن قتیبہ۔ تاریخ طبری وغیرہ) میں نہیں دیا اور نہ شاہ مرتضیٰؓ کے کسی پوتے کا نام حجر شاہ منقول ہے۔''

Marfat.com

بعض نے اس مشکل کو یوں حل کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان کے علم کے مطابق حضرت محمد حنیفہ کی کنیت ابوزبیر تھی اس لئے صرف زبیر بھی لکھ دیا گیا تو اس سے مراد وہی ہیں مگر پھر بھی یہ مشکل تو باقی رہتی ہے کہ مذکورہ دو شجروں میں سے کس کو صحیح تسلیم کیا جائے۔

اگر کوئی قطعی دلیل سامنے نہ آئے تو ہمیں کتاب ''تاریخ الاعوان'' کا شجرۂ نسب ہی صحیح تسلیم کر لینا چاہئے کیونکہ جس خاندان کے کتب خانے کے حوالے سے یہ شجرۂ نسب نقل ہوا ہے سلطان حامد صاحبؒ بھی اسی کے حوالے سے روایت کر رہے ہیں اب اس موقع پر اس شک کی گنجائش بہرحال موجود ہے کہ سلطان حامدؒ صاحب کو کسی نے غلط نسب نامہ لکھ کر دیا ہو یا اعوانوں کے بہت سے نسب ناموں میں سے بلاتحقیق کوئی نسب نامہ نقل کر کے ان تک پہنچا دیا گیا ہو۔ واللہ اعلیٰ بالصواب۔

ظاہر ہے کہ اعوانوں کے نسب نامے میں کچھ الجھاؤ موجود ہیں اور اعوان مؤرخین کی توجہ اور محنت سے بعد از تحقیق انہیں سلجھایا جا سکتا ہے فی الحال جو حقائق مسلمہ اور مصدقہ ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ اعوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی غیر فاطمہؓ اولاد ہونے کی وجہ سے آلِ علیؓ کی ہی ایک شاخ ہیں۔

۲۔ جہاں کہیں وہ آباد ہیں، اپنا شجرۂ نسب حضرت میر قطب شاہؒ سے ملاتے ہیں۔

۳۔ حضرت میر قطب شاہؒ نے پوٹھوہار اور کوہستان نمک کے راجاؤں کو زیر کر کے راجپوتوں سے رشتہ مناکحت کیا اور ان کی اولاد ان علاقوں کی حکمران بن کر رہی۔

۴۔ جب باہمی ازدواجی رشتوں کا سلسلہ پھیلا تو سب قبائل اپنے تئیں میر قطب شاہؒ سے منسوب ہونے لگے اور قطب شاہی اعوان کہلائے۔

میر قطب شاہؒ کا سفرِ آخرت

حضرت میر قطب شاہؒ اپنی فتوحات کے دوران میں موجودہ وادیٔ سون سکیسر (ضلع

Marfat.com

خوشاب) کی بستی انگہ میں قیام پذیر رہے۔ معروف روایت یہ ہے کہ وادیٔ سون سکیسر کے اعوان ان کے بڑے صاحبزادے حضرت عبداللہ گولڑہ کی اولاد سے ہیں۔ حضرت میر قطب شاہؒ نے راجپوتوں کو زیر کرنے کے بعد ان علاقوں کا انتظام اپنے بیٹوں کے سپرد کیا اور غزنی کی طرف مراجعت فرمائی۔ ان کا سنِ وفات ماہِ رمضان ۴۳۱ھ بیان کیا جاتا ہے نیز کہا جاتا ہے کہ میر قطب شاہؒ بغداد میں مدفون ہوئے اور وہیں ان کا مزار ہے۔

میر قطب شاہؒ سے حضرت سلطان باہوؒ تک

میر قطب شاہؒ سے حضرت سلطان باہوؒ تک صاحب مناقب سلطانی نے نسب کی ترتیب یوں لکھی ہے: حضرت شیخ قطب شاہ، شیخ امیر شاہ، شیخ انور شاہ، شیخ محمد ہرگن، شیخ محمد جیحون، شیخ محمد بہادری، شیخ محمد سلا، شیخ محمد انون، شیخ محمد سگھرا، شیخ محمد پیدا، شیخ موغلا، شیخ محمد منان، شیخ محمد تمیم، شیخ اللہ دتہ، شیخ سلطان فتح محمد، شیخ سلطان بازید محمد، حضرت شیخ سلطان باہو قدس اللہ سرہٗ۔"

انگہ (وادیٔ سون سکیسر)

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے اجداد انگہ کی بستی میں قیام پذیر رہے یہاں تک کہ ان کے والد مستقل طور پر نقل مکانی کرتے ہوئے شورکوٹ میں جا آباد ہوئے۔

انگہ وادیٔ سون سکیسر کی بہت پرانی بستی ہے جس قدر لوگ شروع میں آئے وہ یہاں آ کر مستقلاً یا کچھ مدت کے لئے ضرور ٹھہرے۔ حضرت میر قطب شاہؒ کے بعد جس مشہور روحانی شخصیت نے یہاں آ کر قیام کیا۔ وہ سادات ہمدان کے بزرگ حضرت سید احمد کبیر المعروف بہ حضرت شاہ بلاول ہمدانیؒ ہیں جن کا مزار اب دندہ شریف (ضلع میانوالی) مین ہے۔ چونکہ وہ انگہ میں بھی کچھ مدت تک قیام پذیر رہے لہٰذا انگہ کو انگہ شاہ بلاول بھی کہا جاتا ہے۔

انگہ کسی زمانہ میں تعلیم وتدریس کا مرکز رہا ہے اس صدی کے اوائل تک دور دور سے طلباء علم کے حصول کی تلاش میں یہاں آتے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ گولڑوی نے کچھ عرصہ تک یہاں کے ایک عالم دین کے مدرسہ میں تعلیم پائی۔ یہاں کے ہمدانی سادات اور اعوانوں میں سے

Marfat.com

قاضیوں اور قبیلے کی دوسری شاخوں میں کئی علماء اور اولیاء ہوئے ہیں جن کی کرامات آج تک مشہور ہیں۔ علاوہ ازیں اس دور میں بھی انگہ ایسی شخصیات کے حوالہ سے معروف ہے جنہوں نے قومی و بین الاقوامی سطح پر شہرت پائی ہے، مولانا غلام مرشد صاحب جو سالہا سال تک شاہی مسجد لاہور میں خطیب رہے، انگہ کے رہنے والے تھے اور ان کا مزار بھی اب یہیں انگہ کے ایک قدیم قبرستان میں (جو حافظ رحمت اللہ کا قبرستان کہلاتا ہے) موجود ہے۔ مشہور شاعر، ادیب اور دانشور احمد ندیم قاسمی اور نامور صحافی اور ادیب ظہیر بابر دونوں انگہ کے رہنے والے ہیں۔ ان کے خاندان میں بھی مشیخت کی روایت رہی ہے جس کا دائرہ اثر پنجاب سے لے کر منی پور (بنگلہ دیش) تک رہا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے اجداد اسی جگہ کی زمینوں میں دوسرے ہم قبیلہ افراد کی طرح کاشت کاری کیا کرتے تھے یا عسکری مہمات پر باہر چلے جایا کرتے تھے جیسے حضرت سلطان باہوؒ کے والد ماجد حضرت سلطان محمد بازیدؒ اپنے زہد و پرہیز گاری کے باوصف تقریباً ساری عمر سپاہی پیشہ رہے۔ اب بھی یہاں اعوان قبائل کے دو بڑے پیشے یہی ہیں۔

مزارت و دیگر آثار

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے آباء و اجداد کے مزارات اور متعلقہ مقامات کے آثار اب تک انگہ اور اس کے گرد و نواح میں موجود ہیں۔

انگہ کی موجودہ بستی سے مغرب کی طرف ایک چھوٹی سی تنگ خوب صورت وادی تقریباً ڈیڑھ دو کلومیٹر تک لمبی چلی گئی ہے اس وادی میں چھوٹے چھوٹے کھیت ہیں۔ جہاں بارش ہو جائے تو خوب فصل ہوتی ہے اس کے سرے پر ایک چھوٹی سی پہاڑی کے دامن میں ایک بہت بڑی چونے کے پتھر (Lime Stone) کی ٹھوس چٹان موجود ہے جو پھیلاؤ اور حجم میں نو سو مکعب فٹ اور دس بارہ فٹ اونچی ہوگی۔ اس کے گرد ایک اونچا سا چبوترہ بھی بنا ہوا ہے اس کے بارے میں یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ یہاں حضرت سلطان باہوؒ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا بیٹھا کرتی تھیں اور ذکر کیا کرتی تھیں۔

Marfat.com

اس چٹان کے سامنے جو کھیت ہیں ان کے بارے میں یہاں کے لوگ بتاتے ہیں کہ اب یہ ایک شاخِ قبیلہ (اعوان) کی ملکیت ہیں جو پھتوال کہلاتی ہے۔ شجرہ میں پھتوالوں سے اوپر جائیں تو اور بھی کئی شاخیں ان سے الگ ہوتی رہی ہیں مگر موجودہ پھتوال خاندان میں یہ روایت چلی آرہی ہے کہ حضرت سلطان باہوؒ کا شجرۂ نسب اسی خاندان سے اوپر جا کر ملتا ہے اور ان زمینوں کی ملکیت میں ان کے اجداد حصہ دار رہے اگر ایسا ہی ہے تو اس سے اس روایت کو تقویت ملتی ہے کہ سادگی کے اس دور میں اپنے گھر کے ساتھ حضرت بی بی راستیؒ یہاں پہاڑی کے دامن میں عام طور پر ذکر وفکر کے لئے اس چٹان کے پاس درختوں کے نیچے بیٹھتی ہوں گی خصوصاً جب کہ وضو وغیرہ کے لئے چشمہ بھی موجود تھا جو بعد میں کسی وجہ سے سوکھ گیا۔ چونکہ حضرت بی بی صاحبہ کے تقویٰ وطہارت اور عفت وعصمت کا شروع سے شہرہ تھا اور گو وہ یہاں سے بیاہ کر شورکوٹ چلی گئی تھیں مگر بعد میں یہ جگہ یادگار کے طور پر محفوظ کر لی گئی۔

اس وقت اس چٹان کے اوپر جنگلی زیتون اور پھلاہ کے بڑے بڑے درخت سایہ کئے ہوئے ہیں چند سال پہلے ایک بڑا انجیر کا درخت بھی تھا جو پرانا ہو کر رہ گیا۔ یہاں پھر گمان ہوتا ہے کہ حضرت بی بی راستی ان سایہ دار درختوں کے سائے میں چٹان کے پاس بیٹھتی ہوں گی تو ان کا گھر بھی قریب ہی ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ اسی چٹان کے مقابل میں پہاڑی پر ان کے کنبے کی ڈھوک (ڈیرہ) رہی ہو ورنہ دوسرا امکان یہ ہے کہ اسی جگہ سے ایک فرلانگ آگے مغرب کی طرف ایک پہاڑی پر پرانی بستی کے کھنڈرات موجود ہیں یہ انگہ کی بستی تھی اور اغلب یہ ہے کہ مرکزی دِہ بھی یہی ہوگا۔ اس کی تصدیق، جزوی طور پر سہی، یوں بھی ہوتی ہے کہ اس پرانی بستی کے بالکل سامنے قریب ہی وادی میں اونچے سے ایک گول ٹیلے پر اس کے اطراف دامن میں قدیم قبرستان موجود ہے جو اس دِہ کا قبرستان رہا ہے۔ اب یہ موجودہ بستی سے تقریباً دو کلومیٹر دور پڑتا ہے۔

اس دِہ سے شمال کی سمت کچھ فاصلے پر ایک چشمہ بھی موجود ہے یہی چشمہ اس آبادی کے لئے پانی مہیا کرتا تھا۔

Marfat.com

مزارات

قدیم آبادی کے آثار کے لحاظ سے جو پرانا قبرستان ہے، آج کل اسے حافظ رحمت اللہ کا قبرستان کہا جاتا ہے۔ حافظ رحمت اللہؒ انگہ کی پہاڑیوں سے چند کوس دور پَرے شمال کی جانب ایک گاؤں کے رہنے والے نیم مجذوب درویش تھے جنہوں نے غالباً پچھلی صدی کے کسی دور میں اس قبرستان کے جنوب میں ایک جگہ چلہ کاٹا اور پھر کچھ بکریاں پال کر یہیں رہنے لگے۔ مشہور ہے کہ حافظ رحمت اللہ سے پہلے ایک سو چالیس اولیاء یہاں دفن تھے۔ جب حافظ رحمت اللہ ان کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے عاجزی وانکساری کے ساتھ ان کے پاؤں کی جانب رہنے لگے تو ان واصل باللہ اولیاء اللہ کی دعا کے طفیل یہ قبرستان حافظ رحمت اللہ کے نام سے ہی منسوب ہوا۔

یہ خاصا بڑا قبرستان ہے جس کے اندر اکثر قبریں اب بھی اچھی حالت میں ہیں۔ بڑے قبرستان میں داخل ہوں تو حضرت سلطان العارفینؒ کے دادا حضرت سلطان فتح محمدؒ کا مزار ہے جسے چند سال پہلے کسی معتقد نے پختہ کر کے اس کے گرد ایک چھوٹا سا چبوترہ بنا دیا ہے۔ لَوح پر نام بھی لکھ دیا ہے۔ کسی زمانہ میں اس کے اوپر کہُو (جنگلی زیتون) اور پھُلاہ کے دو بڑے درخت تھے۔ اب کہُو کا درخت تو گر گیا ہے مگر پھُلاہ باقی ہے۔ اس مزار پر گنٹھیے کے مریض آتے ہیں اور حاضری کے بعد شفایاب ہو کر جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک عوام میں جن کو صاحبِ مزار کے نام کا علم نہ ہوتا تھا ارواح کو ثواب بخشتے ہوئے یہ کہنے کا رواج رہا ہے کہ ''اُس بزرگ کی ارواح جس کی قبر پر کہُو اور پھُلاہ'' (اس بزرگ کی روح کو ثواب پہنچے جس کی قبر پر کہُو اور پھُلاہ کے درخت ہیں)

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کا خاندان ودھیال ننھیال دونوں طرف سے فقر و درویشی کا وارث رہا ہے اور ان کے آثار و مزارات کی برکت کا لوگوں میں شروع سے چرچا رہا ہے۔

گو حضرت سلطان العارفینؒ کا خاندان یہاں کی زمینیں اور جائیدادیں چھوڑ کر شورکوٹ

Marfat.com

ہی میں مقیم ہوگیا مگر ان کے خاندان کے لوگ اپنے اسلاف کی جائے سکونت اور ان کے مزارات کی زیارت کے لئے ہمیشہ آتے رہے۔ خود مصنف ''مناقبِ سلطانی'' حضرت سلطان حامدؒ کئی بار تشریف لائے (ص ۵۴۳) اِس وقت حضرت امیر سلطان رحمتہ اللہ علیہ کا بنگلہ وادیٔ سون سکیسر کے گاؤں اوچھالی میں موجود ہے جہاں ان کے والد بزرگوارؒ اور پھر ان کے صاحبزادگانؒ گرمیوں میں آ کر قیام پذیر ہوتے تھے (اوچھالی کا گاؤں جھیل کے کنارے آباد ہے۔ پرفضا اور خوب صورت جگہ ہے)

پرانے معتقدین بتاتے ہیں کہ موجودہ دور کی (رسل ورسائل) کی سہولتوں سے پہلے اس صدی کے اوائل تک اس وادی سے شورکوٹ تک پیدل یا گھوڑے پر سفر تقریباً پانچ دنوں میں طے ہوتا تھا، خوشاب کے پتن سے دریائے جہلم میں اگر کشتی کے ذریعہ شورکوٹ تک سفر کیا جاتا تو ایک دو دن کی بچت ہو جاتی تھی۔ فاصلہ یہاں سے کوئی ایک سو کوس شمار کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت سلطان العارفینؒ اور ان کی جداولادنے بھی اسی طرح اتنے ہی دنوں میں یہ سفر طے کئے ہوں گے۔

ہمیں یہ معلوم نہیں کہ حضرت سلطان فتح محمدؒ کے، جن کا مزار اب انگہ میں ہے، کتنے بیٹے تھے مگر ان کے صاحبزادے حضرت سلطان بازید محمدؒ ہی تھے جنہوں نے یہاں سے نقل مکانی کی ہے اس کی تفصیل صاحبِ مناقبِ سلطانی نے لکھی ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے والدین

حضرت سلطان باہوؒ کے دادا: حضرت سلطان فتح محمدؒ

(مزار واقع انگہ۔ وادی سون سکیسر)

والد: حضرت سلطان بازید محمدؒ

والدہ: حضرت بی بی راستیؒ

اجدادؒ کی جائے سکونت: اَنگہ (وادی سون سکیسر، ضلع خوشاب) حضرت سلطان بازید

Marfat.com

محمدؒ اگرچہ حافظ قرآن اور پرہیز گار اور نیکوکار انسان تھے مگر کسی خانقاہ یا مدرسہ میں مقیم نہ ہوئے بلکہ سپاہی پیشہ مردوں کا طریقہ اختیار کر کے دہلی پہنچے اور شاہجہان کے لشکر میں ملازم ہو کر منصب دار ہوئے۔ اس بات کا ذکر نہیں ملتا کہ آپ نے جوانی میں کوئی شادی کی یا نہیں، البتہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ آپ کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی اس لئے آپ نے ادھیڑ عمر میں ''نیا نکاح'' کیا (مناقبِ سلطانی کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے بھی آپ نے نکاح کئے تھے مگر اولاد نہ ہوئی)

بہرصورت جوانی تو سلطانی لشکر کے ساتھ مہمات میں بسر ہو چکی تھی اور اولاد نہیں تھی۔ اب ڈھلتی عمر میں ایک بار آپ واپس اپنے علاقے میں آئے تو اپنی ایک رشتہ دار ہم کفو خاتون بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا سے نکاح فرمایا۔

حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا اپنی پاکیزگی اور پارسائی میں اپنے خاندان میں معروف تھیں۔ اکثر ذکر میں مشغول رہتی تھیں نیز صاحب کشف تھیں یہ بات عام لوگوں کو بھی معلوم تھی وگرنہ آپ کے اپنے شوہر کے پاس شورکوٹ چلے جانے کے بعد اُس چٹان کو یادگار کے طور پر محفوظ رکھنے کا خیال کسی کو نہ آتا۔ حضرت سلطان باہوؒ نے اپنی والدہ پر طاری ہونے والی ذکر کی کیفیات کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔

حضرت بی بی راستیؒ کو الہاماً یا کشفاً علم ہو چکا تھا کہ ان کے ایک فرزند ہوگا جو قربِ الٰہی میں بڑا مرتبہ پائے گا اور اس کی ابتدائی تربیت آپ کی آغوش میں ہی ہوگی۔

حضرت سلطان بازید محمدؒ جب اپنی بیوی کے ساتھ رہنے لگے تو ان کی پارسائی اور عبادت گزاری سے بہت متاثر ہوئے۔ اب وہ خود عمر کے اس مرحلے پر تھے جہاں آدمی اپنے اندر تجزیے میں مصروف ہوتا ہے کہ کیا کھویا اور کیا پایا۔ انہوں نے جب اپنے سابقہ اعمال کا اپنی بیوی کے ذکر و فکر اور ذوق وشوق سے موازنہ کیا تو وہ کہیں کمتر نظر آئے چنانچہ انہوں نے دل ہی دل میں طے کر لیا کہ آئندہ اسبابِ دنیاداری سے الگ رہ کر وہ بھی صرف یادِ خدا میں زندگی بسر کریں گے۔

پھر یہ ہوا کہ کسی کو بتائے بغیر آپ ایک دن گھوڑے پر سوار ہوئے اور گھر سے نکل گئے،

Marfat.com

چلتے چلتے ملتان جا پہنچے۔ اس وقت تک شاہجہانی لشکر میں آپ کی غیر حاضری کی شکایت ہو چکی تھی۔ چنانچہ دو طرف سے تلاش شروع ہوئی۔ ایک تو سرکاری طور پر ملک کے ہر صوبیدار کے پاس آپ کا نام اور حلیہ بیان کر کے حکم جاری ہوا کہ ایسا شخص ملے تو اسے دہلی میں شاہی لشکر میں پہنچا دیا جائے اور دوسرے آپ کے علاقے سے کچھ رشتہ دار یا خُدام روانہ ہوئے کہ کہیں سے آپ کا اتا پتا ملے تو واپس لائیں۔

ملتان میں بھی شاہی حکم نامہ پہنچ چکا تھا اس لئے آپ پہچانے گئے اور آپ کو ناظم ملتان کے سامنے پیش کیا گیا۔ ناظم آپ کی باتوں سے متاثر ہوا۔ اس نے نہ صرف یہ کہ آپ کو لشکر شاہجہانی نہیں بھیجا بلکہ اپنے ہاں رہنے اور عبادت میں مشغول رہنے کی اجازت دی اور دو روپے روزنیہ بطور وظیفہ مقرر کئے۔

چند ہی ماہ گزرے تھے کہ ناظم ملتان اور راجہ بیکایز کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ حضرت سلطان باز ید محمدؒ نے اس وقت مناسب سمجھا کہ ناظم کی مدد کی جائے۔ آپ ناظم سے ملے اور فوج سے الگ ہو کر تنہا لڑنے اور مقابلہ کرنے کی اجازت چاہی۔ ناظم چونکہ آپ کی شخصیت سے متاثر تھا، اس نے اپنے خدام سے کہا کہ جیسے یہ کہیں ویسا ہی کرو۔ آپ نے ناظم کے ہاں دشمن راجہ کی تصویر حاصل کی اور ایک راستہ جاننے والے کو ساتھ لے لیا۔ سیدھے اس راجہ کی راجدھانی میں جا پہنچے۔

شہر سے باہر آپ نے اپنے ہمراہی کو رخصت کیا اور بلا جھجک راجہ کے دربار میں جا پہنچے۔ اکیلے آدمی سے کوئی کیا خائف ہوتا۔ راجہ اور اس کے درباری سمجھے کہ کوئی پیغامبر یا سفیر ہے جو بے دھڑک آ رہا ہے۔ کسی نے آپ کو نہ روکا۔ آپ نے قریب پہنچ کر بجلی کی سی سرعت سے تلوار نیام سے نکال کر سوت لی اور وار کر کے راجہ کا سر تن سے جدا کر دیا۔ یہ سب کچھ اس قدر ناگہانی اور غیر متوقع طور پر ہوا کہ دیکھنے والے چند لمحوں کے لئے ششدر رہ گئے مگر ان چند لمحوں میں اسی تیزی کے ساتھ آپ نے راجہ کا سر اٹھایا اور دوڑ کر دربار سے باہر نکلے اور اپنی خاص گھوڑی پر سوار ہو کر ہوا

Marfat.com

ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ گو دروازے بند کر لئے گئے تھے مگر گھوڑی قلعہ کی ایک دیوار پر سے کود گئی اور اس قدر برق رفتاری کا مظاہرہ کیا کہ تعاقب کرنے والے گردِ راہ کی طرح پیچھے رہ گئے۔

ابھی ناظمِ ملتان کا لشکر غنیم کے ساتھ تیاریوں میں ہی مشغول تھا کہ آپ نے ناظمِ ملتان کی خدمت میں دشمن کا سر پیش کر دیا۔ سب ہکا بکا رہ گئے۔

مناقبِ سلطانی کے مصنف نے ملتان کے گرد و نواح میں لطف آباد کے قریب ''رانواں کلاں'' کے جس گاؤں کی جاگیر کا ذکر کیا ہے، عین ممکن ہے کہ ناظمِ ملتان نے ہی سرکار دہلی کی منظوری سے یہ گاؤں آپ کو بطور انعام دیا ہو۔

آپ کی بہادری کا جب ادھر ادھر چرچا پھیلا تو وادی سون سے فرستادہ خدام بھی ملتان پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے جب تحقیق کے بعد معلوم کر لیا کہ حضرت سلطان باز ید محمدؒ کا ہی کارنامہ ہے اور وہ ملتان میں ہیں تو انہوں نے آپ کے گھر والوں کو یہ اطلاع پہنچا دی جس پر آپ کی زوجہ حضرت بی بی راستیؒ کے دو بھائی ملتان آئے اور آپ سے واپس آنے کی درخواست کی۔

حضرت سلطان باز ید محمدؒ نے کہا کہ ایک بار گھر جاؤ اور اپنی بہن سے پوچھ کر آؤ کہ آیا وہ بھی چاہتی ہیں کہ میں واپس چلا آؤں، اگر انہوں نے ایسا خیال ظاہر کیا تو میں چلا آؤں گا۔

جب بھائیوں نے حضرت بی بی راستیؒ کو یہ سب کچھ بتایا تو اس وقت انہوں نے اپنا کشف ظاہر فرمایا اور بتایا کہ ان کے پیٹ میں جو فرزند ہے وہ بہت بڑا ولی اللہ ہو گا اور اس دنیا میں اس کا ظہور چناب دیس میں مقدر ہے اور ہمارے لئے بھی یہی طے ہے کہ ہمیں وہیں رہنا ہو گا۔ اس پر بھائیوں نے حضرت بی بی راستیؒ کو ملتان پہنچا دیا۔

ادھر شاہ جہانی لشکر میں رپورٹ پہنچ چکی تھی کہ سلطان باز ید محمدؒ ناظم ملتان کے پاس حاضر ہیں چنانچہ ناظم کے نام حکم نامہ جاری ہوا کہ سلطان باز ید محمدؒ کو شاہی لشکر میں بھیج دیا جائے۔ سلطان باز ید محمدؒ نے اس حکم کے جواب میں ناظم ملتان کے توسط سے درخواست ارسال کی کہ اب وہ باقی ماندہ عمر یادِ خدا میں مشغول رہنا چاہتے ہیں، انہیں اس کی اجازت دی جائے۔ ان کی سابقہ

Marfat.com

خدمات کے پیش نظر یہ درخواست نہ صرف منظور ہوئی بلکہ شورکوٹ کی جاگیر بھی انہیں عطا ہوئی جہاں وہ اپنے وصال تک اہل وعیال کے ساتھ قیام پذیر رہے۔

جاگیر: شورکوٹ

صاحب ''مناقبِ سلطانی'' نے شورکوٹ کی ''وسیع جاگیر'' کا حدود اربعہ اور اس کا رقبہ بھی بیان کیا ہے۔ اس زمین میں پچاس ہزار بیگھ زمین شامل تھی۔ اس جاگیر کی ایک حد قلعہ کے دروازے سے متصل تھی اور اس سے متعلق چند کنوئیں مصنف کے زمانہ تک سجادہ نشینوں کے قبضے میں تھے۔[1]

ہم اس دور کے حالات کے پیش نظر اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس جاگیر کا بیشتر حصہ دریا کے کنارے ''جنگل بیلا'' کی صورت میں ہوگا۔ زرعی زمین میں کنوؤں کے ذریعے آبپاشی اور کاشت ہوتی ہوگی یا بارانی زمین میں بارش پر انحصار ہوگا۔ یہ سب زمین مزارعین کے زیر انتظام رہی ہوگی۔

انتظام کی کیا صورت ہوگی؟.....ظاہر ہے کہ حضرت سلطان باہوؒ کے بچپن میں ہی حضرت سلطان بازیدؒ کا تو انتقال ہو گیا تھا۔ نئی نئی ملی ہوئی جاگیر کو سلطان بازید محمدؒ نے کچھ سنبھالا ہو گا اور ان کے انتقال کے بعد ان کی زوجہ محترمہ حضرت بی بی راستیؒ کارندوں کے ذریعے کچھ بندوبست کرتی رہی ہوں گی لیکن مناقبِ سلطانی کے مطالعہ پر بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ

---

[1] مولوی محمد دین گجراتی اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں: (حضرت بازید محمدؒ نے) شورکوٹ، جو پرگنات ملتان سے جائے اسلام جمعہ و جماعت وعیدین کے قیام کا مقام تھا، منظور فرمایا اور چند چاہات آپ کی وجہ معاش کے واسطے بنظر اعتقاد والیان دہلی نے نذر کئے۔ جواب تک بوہڑ ڈول اور نیواں چاہ اعوان والا موجود ہے اور بیر کا درخت جس کا بیج مکہ معظمہ سے لا کر نصب کیا تھا اور اس کے بیر بقدرت خدا خوب موٹے اور میٹھے رس دار لذیذ تھے، جو عرصہ پانچ سال سے منہدم ہو گئی ہے اور بنام بیر بازیدؒ والی معروف تھی اور ہر خاص و عام ساکنان شورکوٹ اس کے بیر کھاتے تھے اور خداوند کریم کا نام زبان پر لاتے تھے کہ واہ واہ عجب پھل ہے''.....اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۲۷ء تک یہ آثار موجود تھے جب مولوی صاحب موصوف نے یہ رسالہ تالیف فرمایا۔

Marfat.com

بھی اغلباً شوہر کی وفات کے بعد یہاں سے ملتان کے قریب واقع اس گاؤں میں چلی گئی تھیں جو حضرت سلطان بازید محمدؒ کو شاید ناظم ملتان کی طرف سے ملا تھا۔ سلطان حامدؒ صاحب کی روایت کے مطابق حضرت سلطان العارفینؒ کے متعلقین کا گزارہ بھی اسی رقبہ سے حاصل شدہ آمدنی پر تھا۔ حضرت بی بی راستیؒ کے جانے کے بعد شورکوٹ کی جاگیر کا بہت سا رقبہ ملکیت کے لحاظ سے تو نہیں عملی طور پر مزارعین کے قبضہ میں چلا گیا ہوگا۔

حضرت سلطان العارفینؒ جب بلوغت کی عمر کو پہنچے تو گو جیسا کہ آپ بار بار لکھتے ہیں، آپ کی سکونت شورکوٹ میں رہی مگر جاگیر کا وہی حال رہا ہوگا کیونکہ آپ کی زندگی کا رنگ ڈھنگ ہی جدا تھا۔ وہاں تو ان معاملات سے کچھ سروکار نہ تھا۔ کام بھی اور تھا اور منزل بھی دوسروں سے مختلف تھی۔ کبھی کبھی آپ خود کھیتی باڑی کرنے لگتے تھے مگر جب جذبہ طاری ہوتا تھا تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ''اِدھر اُدھر کی سیر کو نکل جاتے'' تھے۔

گو صاحب ''مناقبِ سلطانی'' نے لکھا ہے کہ ''اب تک وہ جاگیر آنحضرت کے مزار کے سجادہ نشینوں کے قبضہ میں ہے''۔ مگر انہی کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے زیادہ تر حصہ پر مزارعین قابض تھے۔ البتہ کچھ حصہ یقیناً اس وقت تک سلطان العارفینؒ کی زیرِ ملکیت ضرور موجود رہا ہوگا۔ آپ کے والد حضرت سلطان بازید محمدؒ نے شورکوٹ میں وفات پائی اور یہیں ان کا مزار موجود ہے جہاں عقیدت مند حاضری ضروری سمجھتے ہیں۔

موجودہ روضہ میں دوسری قبر آپ کی والدہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کی ہے۔ شورکوٹ میں اس روضہ کے سجادہ نشیں اور متولی حضرت حاجی سلطان عبدالحمید صاحب ہیں۔

صاحب ''مناقبِ سلطانی'' کی روایات کے مطابق حضرت سلطان باہوؒ کے والد محترم کا تو بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا مگر والدہ ماجدہ تادیر زندہ رہیں حتیٰ کہ چالیس سال کی عمر میں حضرت سلطان العارفینؒ کو ایک پیش آمدہ واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے کہ اس وقت حضرت کی والدہ ابھی تک زندہ تھیں۔

Marfat.com

ولادت حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ شورکوٹ میں ۱۶۲۷ء میں پیدا ہوئے۔

صاحب ''مناقبِ سلطانی'' کے بیان کے مطابق حضرت بی بی راستی صاحبہؒ جب انگہ (وادیٔ سون سکیسر) سے شورکوٹ پہنچیں، تو حمل سے تھیں اور انہیں الہاماً و کشفاً معلوم ہو چکا تھا کہ یہ بچہ ولی کبیر ہوگا اور اس کی ولادت چناب دیس میں ہوگی۔

صاحب ''مناقبِ سلطانی'' نے جس طرح واقعات کو ترتیب سے لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلطان بازید محمدؒ شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد ایک جذبہ کے تحت اپنے دیس سے روانہ ہو کر ملتان پہنچ گئے تھے۔ بعد میں حضرت بی بی راستیؒ آپ کے پاس چلی آئی تھیں اور یہاں حضرت سلطان العارفینؒ کی ولادت ہوئی۔

ایک روایت یہ بھی ہے، جو ایک بزرگ نے اپنی غیر مطبوعہ یادداشتوں میں لکھی ہے کہ حضرت سلطان باہوؒ سے پہلے بی بی صاحبہؒ کے بطن سے تین بچے متولد ہوئے۔ ان کی ولادت پر حضرت بی بی راستیؒ ان کو توجہ دیتیں تو وہ برداشت نہ کر پاتے اور ان کا انتقال ہو جاتا تھا۔ حضرت بی بی صاحبہؒ جان لیتی تھیں کہ یہ وہ موعود بچہ نہیں تھا جس کی انہیں الہامی طور پر خبر دی گئی تھی۔ چوتھی مرتبہ حضرت سلطان باہوؒ پیدا ہوئے تو انہوں نے توجہ قبول کر لی۔ اس پر ان کی والدہ جان گئیں کہ یہ وہی بچہ ہے۔ اس روایت کی تصدیق یا تردید کی کوئی صورت ممکن نہیں۔[1]

---

[1] یہ روایت خانوادۂ سلطان العارفین کے ایک پیر طریقت حضرت سلطان محمد عبدالعزیزؒ المتوفی ۱۹۸۱ء نے اپنی یادداشتوں میں تحریر فرمائی ہے۔ مولوی محمد دین گجراتیؒ نے بھی اپنے رسالہ میں اسے نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ''اور روایت ہے کہ جنابہ مائی صاحبہؒ کو پہلی دفعہ ایک لڑکا متولد ہوا اور اس پر نگاہ فرمائی، وہ برداشت نہ کر سکا اور فوت ہو گیا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ آپ کو محض اولاد نرینہ کی خاطر حضرت بازید محمدؒ نے نکاح کیا ہے اور آپ کو کچھ التفات نہیں، خاموش رہیں۔ اسی طرح دو فرزند دو بار پھر تولد ہوئے اور ایک ہی نگاہ سے جاں بحق ہو گئے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کو اولاد نرینہ کی ضرورت نہیں ہے؟ فرمایا کہ ایسی نابکار اولاد بکار نہیں ہے۔ پھر چوتھی دفعہ حضرت سلطان باہو صاحب رحمتہ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ ان پر جو مائی صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا نے نظر فرمائی، انہوں نے نظر کو برداشت کیا۔ مائی صاحبہ نے فرمایا کہ یہ میرا فرزند مادرزاد ولی ہے اور نام نامی ان کا مائی راستی رحمتہ اللہ علیہا تھا۔'' (ص ۲)

Marfat.com

ولادت اور اِسم گرامی

آپؒ کی والدہؒ کو چونکہ علم تھا کہ روحانیت میں ان کے فرزند کا پایہ بلند ہوگا اور وہ مقرب بارگاہِ الٰہی ہوں گے۔ اس لئے آپ کا نام باھو رکھا۔ خود فرماتے ہیں:

نام باھو مادر باھو نہاد زانکہ باھو دائمی باھو نہاد

(محک الفقراء کلاں ص ۹۴)

(باہوؒ کی ماں نے نام باہوؒ رکھا کیونکہ باہو ہمیشہ ھُو کے ساتھ رہا)

یہ معلوم نہیں کہ ''سلطان'' آپ کے نام کا حصہ تھا یا بعد میں مقام روحانیت پر فائز و متمکن ہونے پر آپ کا لقب ٹھہرا[1]

فقیر نور محمد علیہ الرحمۃ نے آپ کے اسم گرامی میں حکمت کے بارے میں لکھا ہے۔

''آنحضرت قدس سرہ العزیز اسم باھُو کے عین مظہر ہیں اور اپنی کتابوں میں ہر جگہ اپنے آپ کو فقیر باھو فنا فی عین ذات یا ھُو ذکر فرماتے ہیں اور جا بجا اپنی فنا اور بقا اسی اسم ھُو میں بیان فرماتے ہیں..... چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ''اگر بائے بشریت حائل نبودے باھُو عین یا ھواست''، یعنی اگر بشریت کی باء درمیان میں حائل نہ ہوتی، تو باہوؒ عین یاہو تھا اور نیز فرماتے ہیں:

باہو با یک نقطہ یاہو می شود وِرد باہو روز و شب یا ہو بود

یعنی باہو ایک نقطہ سے یاہو بن جاتا ہے اور باہو کا وِرد دن رات یاہو رہتا ہے اور ایک مصرع میں فرماتے ہیں:

تو نمی دانی کہ باہوؒ باخدا است

یعنی اے طالب کیا تو نہیں جانتا کہ باہو کے معنی ہے باخدا، یعنی خدا کے ساتھ واصل

---

[1] اقبالؒ نے اس مقام کی ایک خصوصیت قاہری (غلبہ) یا تسخیر و تصرف کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس طرف یوں اشارہ کیا ہے۔

خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی
یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سُلطانی

Marfat.com

اور موصل اور اس بیت میں عجیب رمز ادا فرماتے ہیں:

ہر چہ خواہی طالب از باہو بیاب اسم باہو چیست یعنی کج وہاب

اے طالب، تو جو کچھ بھی چاہے باہوؒ سے طلب کر کیونکہ اسمِ باہوؒ الٹا اور معکوس ''وھاب'' ہے۔ یعنی اسم باہو کو اگر الٹا دیا جائے تو اسم وہاب بن جاتا ہے..... آپ کے اسم باہو کے عدد بحساب ابجد چودہ (۱۴) ہوتے ہیں۔ اسی عدد کے حساب سے چاند مکمل ہو کر بدر بن جاتا ہے اور انسان کا بچہ بلوغت اور شباب کو پہنچتا ہے اور یہ عدد کائنات کے سات انواع کا دگنا ہے اور اگر اسی چودہ (۱۴) کو دگنا کیا جائے تو چاند کے اٹھائیس (۲۸) اور حروف تہجی کے اٹھائیس (۲۸) حروف بن جاتے ہیں کیونکہ چاند کی تیس تاریخوں میں دو دن چاند غائب رہتا ہے اور وہ محسوب نہیں ہوتے اور حروف تہجی کے تیس حروف ہیں۔ ہمزہ اور الف اور ینزل اور لا ایک شمار ہوتے ہیں۔ باقی اصلی حروف اٹھائیس رہ جاتے ہیں۔ غرضیکہ اس پاک اسم کے اسرار اور معارف اگر شمار کئے جائیں تو ایک دفتر بن جائے گا۔ آپ کے اسم مبارک میں اللہ تعالیٰ کے اسماء عظام کی سی تاثیر اور برکت پائی جاتی ہے کیونکہ جو فقیر اللہ تعالیٰ کے انوار ذاتی میں فنا اور بقا کلی حاصل کر لیتے ہیں، ان کے اسماء میں بھی اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کی سی تاثیر پائی جاتی ہے۔''

(مخزن اسرار: ص ۱۷۵)

بچپن سے ہی دیکھنے والوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ کوئی معمولی بچہ نہیں ہے۔ روایت یوں بیان کی جاتی ہے کہ جب آپ گھر سے باہر نکلتے تو ہندو اور سکھ تک کلمہ پڑھنے لگ جاتے تھے۔ حتیٰ کہ انہیں آپ کے والد سے کہنا پڑا کہ بچے کو وقت بے وقت اُن کے سامنے نہ لایا جائے کیونکہ ان کا دھرم خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

ابھی آپ کمسن تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا اور آپ کی سرپرستی، پرورش اور تربیت کی ذمہ داری براہ راست آپ کی والدہ ماجدہؒ کے کاندھوں پر آن پڑی جو نہایت دور اندیشی کے ساتھ اس سے عہدہ برآ ہوئیں۔

Marfat.com

حضرت بی بی راستیؒ جانتی تھیں کہ ان کا بچہ مادرزاد ولی ہے..... مادرزاد ولی وہ ہوتا ہے جسے وہ قوتیں پیدائشی طور پر حاصل ہوتی ہیں جو دوسرے لوگ محنت اور ریاضت شاقہ کے بعد حاصل کرتے ہیں۔ اسے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ جس منزل پر دوسرے ولی بعد از رنج وتعب پہنچ پاتے ہیں، وہاں سے مادرزاد ولی کے سفر کا آغاز ہوتا ہے۔

حضرت بی بی راستیؒ اپنے پیدائشی طور پر ولی بیٹے کی مربیٔ اول تھیں۔ آپ کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا تھا کہ ظاہری طور پر ذکر کے ابتدائی طریقے آپ نے اپنی والدہ سے ہی سیکھے اور خود اپنی والدہ کے احوال وواردات کے شاہد بنے۔

ظاہری تعلیم آپ نے کہاں سے حاصل کی، اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ اس قدر ضرور پتہ چلتا ہے کہ ابتدائی ظاہری تعلیم آپ نے ضرور حاصل کی (ممکن ہے حافظ قرآن بھی ہوں کیونکہ حفاظ کی طرح آپ اپنی کتب میں قرآنی آیات کے حوالے دیتے چلے جاتے ہیں) مگر شاید غلبہ واردات وجذبات کی وجہ سے کسی نصاب یا درس کی تکمیل نہ کر پائے اسی کو انہوں نے یوں ظاہر فرمایا ہے کہ ''ایں فقیر را ظاہری علم چنداں نہ بود'' (یعنی اس فقیر کو ظاہری علم کچھ زیادہ نہ تھا) مگر جذب وشوق میں آپ اس مقام پر پہنچے، جہاں علوم ظاہر و باطن آپ کے قلب پر براہ راست القا ہونے لگے۔ فرمایا:

اگرچہ نیست ما را علم ظاہر ز علم باطنی جان گشتہ طاہر

(اگرچہ ہمیں علم ظاہری کچھ زیادہ نہیں تھا مگر علم باطنی سے یہ حال ہوا کہ روح پاک ہو گئی) پھر جو کچھ آپ کے منہ سے یا قلم سے نکلا، سراسر الہام والقاء الٰہی تھا۔ اسی لئے آپ کے ابیات ہوں یا نثری کتب ان کی تاثیر دوسرے صوفی بزرگوں کی کتب سے بالکل الگ اور قوی تر ہے۔ ہر بیت دل میں اترتا چلا جاتا ہے اور ہر جملہ دماغ اور ذہن کے گوشوں کو منور کرتا چلا جاتا ہے۔ ذہن نشینی کا عالم یہ ہے کہ بغیر کوشش اور سعی کے ابیات اور نثری جملے خود بخود حافظے میں اترتے چلے جاتے ہیں اور مستحضر رہتے ہیں۔

Marfat.com

سلوک: سیر وسفر

جب آپؒ نے ہوش سنبھالا تو والدہ ہی نے آپؒ کو اس طرف توجہ دلائی کہ سفر پر نکلو اپنے دور کے فقراء سے ملو اور مشائخ کے مزارات پر حاضری دو۔[1]

یہ جو کہا گیا ہے کہ آپ مرشدِ کامل کی تلاش میں نکلے تھے اور کسی کے ہاتھ پر ظاہری بیعت کر کے فیض حاصل کرنا چاہتے تھے، تو یہ بات کچھ درست نظر نہیں آتی۔ اسے تسلیم کرنے میں چند امور مانع ہیں۔ اول یہ کہ آپ مادرزاد ولی تھے اور وہ خصوصیات آپ کو پہلے سے حاصل تھیں جو ظاہری مرشدی اور تعلیم و تلقین سے مرد راہ کا نصیبہ بنتی ہیں۔ البتہ مادرزاد ولی میں جو بنیادی قوتیں پیدائشی طور پر پائی جاتی ہیں ان کو وسعت دینے اور عروج تک پہنچانے کے لئے مزید تجربات و واردات کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ضرورت سیر و سفر (ظاہری و باطنی) کے مشاہدات، فقیروں اور درویشوں کی صحبت و ملاقات، مزارات مشائخ کی زیارات اور الٰہی صفات کے ظاہری و باطنی مظاہر و تجلیات سے پوری ہوتی ہے۔ دوم حضرت سلطان باہوؒ کی پہلی مربی ان کی والدہ مکرمہ تھیں جو خود ایک کامل ولیہ تھیں، پھر انہیں فتح کبیر عطا ہوئی۔ یعنی اویسی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہ راست حصول فیض کا کشف ہوا، تو اس نے انہیں ظاہری مرشدی سے بے نیاز کر دیا۔ سوم حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ نے اپنی کتب میں سے کسی میں ذکر نہیں کیا کہ وہ کہیں ظاہری طور پر مرید ہوئے جبکہ مذکورہ اویسی فیض کا بار بار ذکر فرماتے ہیں۔ یہ بات ان کی شکر گزار طبیعت سے بعید ہے کہ انہوں نے کہیں فیض پایا ہو اور اس کا ذکر نہ کریں۔

صاحب ''مناقبِ سلطانی'' کے بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں ہی آپ کو اویسی طور پر سب کچھ عطا ہو چکا تھا۔ انہوں نے اپنے بزرگوں کی روایات کی سند کے ساتھ

---

[1] ''والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ گو تو مادرزاد ولی ہے لیکن صوفیان وقت ظاہرین سے مجالس، ملاقات کرنا سالکان طریقت کے لئے منجملہ ضروریات سے ہے۔'' (رسالہ مؤلفہ مولوی محمد دین گجراتی: ص ۲۷)

Marfat.com

بالتفصیل بیان کیا ہے کہ جب آپ ''سن رشد وتمیز یا سن بلوغت کو پہنچے'' تو ایک روز حضرت علیؓ اپنی پوری شان سے آپ کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں لے گئے جہاں صحابہ کبارؓ موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ بڑھائے اور فرمایا: میرے ہاتھ پکڑو، پھر بیعت فرمایا اور تلقین کی۔ یہاں تک کہ ''درجات اور مقامات کا حجاب باقی نہ رہا۔ اول وآخر یکساں ہوگیا۔''

تلقین سے مشرف ہونے کے بعد حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، تو میرا فرزند ہے۔ پھر آپ نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے ''قدم چومے اور اپنے کانوں میں غلامی کا حلقہ پہنا''۔ بعدازاں آپ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کیا گیا اور خلقت کے ارشاد و تلقین کا حکم صادر ہوا۔

صاحب ''مناقبِ سلطانی'' فرماتے ہیں، ''اس روز سے آپ پر ذاتِ الٰہی کے جذبات وانوار اس طرح متجلی ہونے شروع ہوئے کہ سینکڑوں آدمیوں کو ایک ہی نگاہ سے ایک ہی قدم پر خدا رسیدہ بنا دیتے تھے..... اور اللہ تعالیٰ کے لاکھوں طالبوں کو بامراد کرتے تھے۔'' (ص ۱۷۔۱۹)

حیرت یہ ہے کہ اس کے باوجود وہ پھر حضرت سلطان العارفینؒ کے اپنے لئے کسی مرشدِ کامل کی تلاش میں نکلنے اور کسی بزرگ سے ''ازلی نصیبہ'' کے پانے کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ ازلی نصیبہ تو حضرت سلطان العارفینؒ کو دنیا میں ظہور کے ساتھ ہی بلکہ اس سے بھی کہیں پہلے مل چکا تھا اور والدہ ان کو راستے پر بھی ڈال چکی تھیں۔

اس فقیر کا خیال یہ ہے کہ یہ سب سیر وسفر کسی مرشد کی تلاش کے لئے نہ تھا بلکہ ولایت کی انتہائی منزلوں تک رسائی اور تکمیل کے لئے تھا۔ ان منزلوں تک پہنچنے کے لئے سیر وسفر کے ذریعے مختلف سطح پر تجلیات الٰہیہ کا مشاہدہ وتجربہ مطلوب ہوتا ہے چنانچہ اسی خاطر آپ گھر سے نکل کھڑے ہوئے تھے۔

Marfat.com

بتایا گیا ہے کہ جب آپؒ اپنی والدہ کی ہدایت پر اس غرض سے روانہ ہوئے تو آپؒ کی ایک یا دو بیویاں گھر پر موجود تھیں۔ (مناقبِ سلطانی ص ۴۱) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اوائل عمر میں ہی آپ کی شادی ہو چکی تھی۔

فقیروں اور درویشوں سے ملاقات

''مناقبِ سلطانی'' میں آپ کے سیر و سفر کے جن واقعات کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے بعض کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اوائل زمانہ میں کئے اور بعض ''ارشادِ خلق'' کے حکم کی تعمیل کے لئے کئے گئے۔ پھر بعض اوقات آپ نے تنہا سفر کئے ہیں اور بعض مواقع پر ایک یا ایک سے زائد درویش بھی آپ کے ساتھ رہے ہیں۔

ابتدائی دور میں آپ نے حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ کے مزار پر حاضری دی ہے اور وہاں آپ نے اپنے مخصوص انداز میں ''دعوت'' پڑھی ہے۔ (یعنی اکیلے میں قبر کے اوپر بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کی۔ اس طرح کے پڑھنے کو آپ دعوت کہتے ہیں لیکن بار بار یہ وضاحت کرتے ہیں کہ صرف خواص ہی یہ دعوت پڑھ سکتے ہیں)

اسی موقع پر ایک ہندو ساہوکار کی لڑکی مسلمان ہوئی اور آپ کی زوجیت میں آئی۔

اسی طرح ایک بزرگ عبدالرحمٰن قریشی کے مزار پر بھی دعوت پڑھی لیکن یہاں اس طرح کا واقعہ پیش آیا کہ آپ کے دونوں پاؤں پر آبلے پڑ گئے۔ ''جب آپ مزار سے نیچے اترے تو حضرت سلطان العارفینؒ نے فرمایا تو نامراد اور لاولد فقیر ہے۔ ہم صاحب اولاد ہیں۔ ہماری اولاد میں سے کوئی بھی تمہاری قبر پر نہیں آئے گا۔'' (مناقبِ سلطانی ص ۳۸)

اسی دور میں کئی اور بزرگوں کے مزارات پر بھی گئے ہوں گے۔ آپ کی کتاب ''گنج الاسرار'' سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حجرہ شاہ مقیم کے بزرگوں کے مزارات پر حاضری دی اور شاید وہاں کے سجادہ نشینوں سے بھی ملے۔ آپ نے اس نثری کتاب میں یہ اشعار رقم فرمائے ہیں:

Marfat.com

ہر کرا پدرش بود عارف مقیم چوں نباشد ولد بر راہ مستقیم

شرف زاں لعل بہاول باوصال نظر برقبرش بکن شوریدہ حال

(جس کا والد بزرگوار عارف مقیم ہو، اس کا بیٹا صراط مستقیم پر
کیوں کر نہ ہو گا۔ لعل بہاول باوصال سے اسے یہ شرف ملا۔
اے شوریدہ حال، ان کی قبر پر نظر رکھ)

دریائے راوی کے کنارے واقع گڑھ بغداد میں ایک شیخ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری مشہور تھے۔ ان کی خدمت میں بھی آپ حاضر ہوئے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے مختلف انداز سے حضرت سلطان العارفینؒ کو آزمانے کی کوشش کی مگر ہر بار حضرت سلطان العارفینؒ کو قوت وہمت میں خود سے بڑھ کر پایا۔ آخر کو آپ سے درخواست کی کہ میرے شیخ حضرت پیر سید عبدالرحمٰن قادری دہلوی کی خدمت میں تشریف لے جایئے۔

صاحب ''مناقبِ سلطانی'' کے بیان کے مطابق دہلی کے اس سفر میں بھکر کے ایک درویش سلطان حمید بھی آپ کے ساتھ تھے۔ وہ آپ کے خلیفہ بھی تھے۔ جب آپ حضرت پیر عبد الرحمٰن قادری کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ''پیر صاحب آپ کا ہاتھ پکڑ کر خلوت میں لے گئے..... پس آپ نے مرشدِ کامل سے اپنا ازلی نصیبہ ایک قدم سے ایک ہی دم میں پالیا، جو چاہتے تھے، مل گیا۔'' (ص ۴۴)

پھر وہ واقعہ لکھا ہے کہ اسی روز جمعہ کے دن حضرت سلطان العارفینؒ جامع مسجد گئے تو تمام حاضرین پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ شہنشاہ اورنگ زیب بمع قاضی وکوتوال مسجد میں موجود تھے۔ انہوں نے بھی دست بستہ توجہ کی درخواست کی۔ جس پر آپ نے بادشاہ سے پہلے یہ عہد لیا کہ ہمیں اور ہماری اولاد کو شاہی انعام واکرام سے نہیں نوازا جائے گا ''تا کہ تمہارے دنیاوی اموال کے سبب ہمارے عیال واولاد میں دنیاوی جھگڑے اور فساد نہ پڑ جائیں اور گمراہ نہ ہو جائیں۔'' (ص ۴۵) اورنگ زیب نے اقرار کیا اور پھر آپ نے اس کو توجہ دی۔ اس موقع پر جو

Marfat.com

مکالمہ آپ سے منکشف ہوا، وہ شاہی کاتبوں نے ریکارڈ کرلیا اور اب یہ رسالہ ''اورنگ شاہی'' کے عنوان سے دستیاب ہے۔[1]

تب آپ دہلی سے لوٹ آئے۔

''شیخِ ما'': حضرت سلطان العارفینؒ کے مرشد

مناقبِ سلطانی کے مصنف نے انہی عبدالرحمٰن قادریؒ کو حضرت سلطان العارفینؒ کا ظاہری مرشد مانا ہے اور ایک شجرۂ طریقت بھی نقل کر دیا ہے مگر مذکورہ واقعہ بیان کرنے سے قبل انہوں نے حضرت سلطان باہوؒ کا ایک کشف بھی لکھا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت سلطان العارفینؒ کو سب مطلوبہ فیض اویسی طور پر مل چکا تھا اور بارگاہِ نبوی ﷺ سے بوسیلہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ خلق خدا کو ہدایت دینے کا حکم صادر ہو چکا تھا۔

کشف کا یہ واقعہ مصنف ''مناقبِ سلطانی'' حضرت سلطان حامد صاحبؒ نے ''اپنے بزرگوں سے سند بہ سند سنا ہے۔'' (ص ۱۸)

یہ کشف عین بیداری میں ہوا۔ آپ ایک دن شورکوٹ کے آس پاس کہیں کھڑے تھے

---

[1] فقیر محمد زکریا ایک درویش شاعر تھے۔ انہوں نے ۱۳۰۲ ہجری میں حضرت سلطان العارفینؒ کی شان میں ایک سہ حرفی لکھی۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ اورنگ زیب نے جب سلطان صاحبؒ کا شہرہ سنا تو

''فراق ہویا دل مشتاق ہوا، بادشاہ کہیا کل امیر نوں جی!!!،
شور شہر جاواں، اوتھے بیعت ہوواں ونج سلام کراں اس فقیر نوں جی،
اونٹ، فیل، غلام ہزار گھوڑے ونج نظر کیتیس دستگیر نوں جی،
محمد زکریا شاہ سلطانؒ کہیا، میتھوں دور کرو اس شریر نوں جی،

(بادشاہ ملنے کا مشتاق ہوا۔ اس نے امراء سے کہا کہ میں شورکوٹ جا کر اس فقیر کی سلامی کرنا اور اس سے بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ہزاروں اونٹ، ہاتھی، گھوڑے اور غلام اس نے لے جا کر سلطان العارفینؒ کے نذر کیے مگر سلطان صاحبؒ نے فرمایا کہ اس شریر دنیا کو میری نظروں سے دور کرو)

Marfat.com

کہ ''اچانک ایک صاحب نور، صاحب حشمت اور بارعب سوار نمودار ہوا۔ جس نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے بٹھالیا''..... یہ حضرت امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تھے۔ بعد ازاں جو کچھ پیش آیا۔ اس کی تفصیل گزشتہ سطور میں نقل کی جا چکی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضری اور صحابہ کبارؓ اور اہل بیتؓ کی برکت سے مملو کر کے آپ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کیا گیا۔

رسالہ ''روحی'' میں حضرت سلطان العارفینؒ جب ارواحِ سلطان الفقراء کا ذکر کرتے ہیں تو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادری جیلانیؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''یکے روحِ شیخ ما، حقیقتہ الحق، نورِ مطلق، مشہود علی الحق، حضرت محبوب سبحانیؒ''

(ایک روح ہمارے شیخ، حقیقتہ الحق، نور مطلق، مشہود علی الحق
حضرت محبوب سبحانیؒ ہیں)

اب اگر اس کشف کے بیان اور پیر عبدالرحمٰن قادریؒ کی ملاقات کی روایت کا موازنہ کیا جائے تو تضاد ظاہر ہو جاتا ہے۔ جب اس ''فتح کبیر'' کے بعد حضرت سلطان العارفینؒ پر تجلیات ذاتی وارد ہونے لگیں اور خود ارواح جلیلہ نے آپ کو رشد و ہدایت کی اجازت سے سرفراز کر دیا تھا تو پھر کسی پیر سے ''ازلی نصیبہ'' پا لینے کا کیا سوال ہے؟ آپ تو خود ہی شروع سے مرشدِ کامل کے مقام پر فائز ہو چکے تھے۔

مناقبِ سلطانی میں یہ بھی لکھا ہے، ''چونکہ حضرت سلطان العارفینؒ قدس سرہ مادرزاد

جب بادشاہ نے وہ سب دولت راہِ خدا میں لٹا دی تو ''سلطان صاحب گل لالیا، منظور کیتیس دلدار تائیں'' (سلطان صاحب نے گلے لگا لیا اور دلداری فرمائی)
مگر معلوم ہوتا ہے یہ سب شاعری ہے۔ اگر اورنگ زیب شورکوٹ آتا تو وقائع نگار، جو بادشاہ کی نقل و حرکت نوٹ کرتے رہتے تھے اور جن کا ریکارڈ اب تک کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے، اس کا ضرور ذکر کرتے..... اورنگ زیبؒ کا کسی فقیر کی خدمت میں خاص طور پر جا کر حاضر ہونا اور بیعت ہونا کوئی معمولی واقعہ نہ تھا، جسے وقائع نگار نظر انداز کر دیتے۔

Marfat.com

ولی تھے اس لئے روز پیدائش سے ہی صاحبِ اسرار تھے۔ نیز آپ خود فرماتے ہیں کہ مجھے انوارِ ذات کی تجلیات کے مکاشفات کے سبب ظاہری علم اور درود و وظیفہ کے لئے فرصت نہیں۔ میں ہر وقت وحدانیت میں مستغرق اور سیر فی الذات میں رہتا ہوں۔'' ص ۲۴

اگر ظاہری علم یا درود و وظیفہ کی فرصت و ضرورت نہ تھی تو پھر ظاہری مرشدی کی ضرورت سے بھی آپ اسی طرح بے نیاز تھے۔

معلوم ہوتا ہے جس طرح ہمارے تہذیبی زوال کے دور میں مختلف حلقوں اور شعبوں کے متاخرین کے ہاں صرف ظاہری نظام کے قواعد کا التزام اور اس کی غیر ضروری تاکید ہی باقی رہ گئی تھی۔ اسی طرح طریقت میں بھی روایت کی ظاہری صورت کی اہمیت کچھ زیادہ ہی بڑھا دی گئی تھی۔ شاعری میں اگر کوئی کسی کو اپنا استاد ظاہر نہیں کر سکتا تھا تو اس کو بے استاد ہونے کا طعنہ دیا جاتا تھا۔ اسی طرح طریقت میں جو اپنے تئیں کسی پیر سے منسلک ظاہر نہ کر سکتا تھا، وہ بے پیر کہلاتا تھا۔ جہاں تک حضرت سلطان العارفین، سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق ہے، انہوں نے تو اس کی ہرگز پرواہ نہیں کی اور اپنے رسائل و کتب میں کسی حبیب اللہ شاہ اور پیر عبدالرحمٰن قادری وغیرہ کا ذکر نہیں فرمایا۔ اس کے برعکس اپنے اویسی فیض اور مذکورہ کشف کا اکثر ذکر کیا ہے مگر شاید بعد میں آنے والوں نے ضروری سمجھا کہ اس دور کے مخصوص تہذیبی پس منظر میں اپنے جدامجد کو کسی نہ کسی روایتی شجرۂ طریقت سے منسلک دیکھیں اور دکھائیں۔ یوں ''ظاہری مرشد'' کا حوالہ ان کے نزدیک لازمی ٹھہرا۔

مولوی محمد دین گجراتیؒ نے پیر عبدالرحمٰن قادریؒ سے حضرت سلطان العارفینؒ کے تعلق کو محض ''بشارت'' دینے کی حد تک مانا ہے۔ انہوں نے روایت کی ہے کہ پیر عبدالرحمٰن قادری نے ''آپ کا ہاتھ پکڑا اور حجرے کے اندر لے گئے اور فرمایا تو تو مالا مال فیضانِ توحیدی سے ہے اور تیرے ہاتھ پر ہاتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور حضرت پیرانِ دستگیر رضی اللہ عنہ کا تو تربیت یافتہ ہے۔ پس حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بشارت پا کر

Marfat.com

بازار دہلی میں تشریف لاکر بازاریوں پر توجہ فرمائی۔ پس دوکاندار خاص وعام کو ایک عالم جذب کا ظہور میں آیا۔'' (ص ۱۱)

بعد کے محققین میں فقیر نور محمد علیہ الرحمۃ اور جناب صاحبزادہ سلطان الطاف علی نے بھی براہِ راست اویسی فیض کو ہی صحیح تسلیم کیا ہے۔ فقیر نور محمد صاحب نے لکھا ہے کہ ''حضرت سلطان العارفین قدس سرہ العزیز کی ظاہری بیعت کا کہیں سے سراغ نہیں ملتا اور ٹھیک پتہ معلوم نہیں ہوتا۔'' (مخزن اسرار۔ ص ۲۶۰)

سلطان الطاف علی صاحب نے بھی ''شرحِ ابیات باہوؒ'' کے دیباچے میں اسی طرح کا اقرا کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت سلطان باہوؒ کے شیخ وہی تھے جنہیں آپ نے جابجا اپنی کتب میں ''شیخ ما'' لکھا ہے یعنی شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی روحانی شان ایسی ہے کہ آپ ''اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف کرتے ہیں۔'' (ہمعات شاہ ولی اللہ۔ ص ۱۲۷) اور آپؒ کے طریقہ کے بارے میں حضرت سلطان العارفینؒ نے فرمایا ہے کہ قادری طریقہ آفتاب کی مانند ہے اور دوسرے طُرق چراغوں کی مانند، باقی طریقے مٹ سکتے ہیں لیکن اسے اویسی طریق پر فیض رسانی کا شرف عطا ہوا ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔ فرمایا:

بغداد شہر دی کیہہ نشانی اچیاں لمیاں چیراں ہو
تن من میرا پرزے پرزے جیون درزی دیاں لیراں ہو
ایہناں لیراں دی گل کفنی پاکے رَلساں سنگ فقیراں ہو
بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں باہو کرساں میراں میراں ہو

(بغداد کی نشانی اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ دل میں گہرے اور لمبے زخم ہیں۔ تن من درازی کے ٹکڑوں کی طرح ہو رہا ہے۔ ان ٹکڑوں کا کفن گلے میں پہن کر فقیروں میں شامل ہو جاؤں گا۔

Marfat.com

بغداد شہر میں گدائی کروں گا اور ''میراں میراں'' پکاروں گا)

ظاہر ہے کہ حضرت سلطان العارفینؒ کی سوانح لکھتے ہوئے حضرت غوث الاعظمؒ کے علاوہ جن بزرگوں کا بھی کہیں ذکر کیا گیا ہے وہ صرف آپ کے پیرانِ صحبت تھے اور بس۔ ان سے کسی فیض کی نسبت غیر متعلق اور تحقیقی لحاظ سے نا قابل تسلیم بات ہے۔

یہ بھی سچ ہے کہ حضرت سلطان العارفینؒ نے کئی مقامات پر اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ تیس سال تک مرشدِ کامل کی تلاش میں پھرتے رہے ہیں اور تیس سال سے کسی باصلاحیت طالب کی تلاش میں ہیں۔ اول تو تیس سال محض مبالغہ کے لئے محاورۃً لکھا ہے مگر اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو کوئی ایسا مرشد کامل نہیں ملا جو آپ کے معیار پر پورا اترتا ہو۔ یہاں تک کہ غیب سے آپ پر فیوض و برکات اور تجلیات و واردات کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اسی طرح کوئی ایسا طالب بھی آپ کو نہ مل سکا جو مکمل طور پر آپ کا روحانی وارث بنتا۔ یعنی جس طرح آپ صاحبِ کل تھے اسی طرح وہ بھی صاحبِ کل ہوتا۔ آپ کے نزدیک طلب کا معیار بھی بہت بلند تھا۔ حق یہ ہے کہ صاحبِ کل تو کوئی لاکھوں میں ایک ہوتا ہے۔ ہر ایک میں صاحبِ کل بننے کی صلاحیت اور ظرف کہاں، جتنا کچھ بھی آپ کے مریدوں نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق حاصل کیا، وہ بھی بہت تھا۔ وہ خود ہی کیا، ان کے آثار و مزارات تک مرجع خلائق بن گئے۔

تعلیم و تلقین

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے سجادہ نشین شیخ کے مقابلے میں ایک جگہ آزاد فقیر کی تعریف کی ہے کیونکہ آزاد فقیر مصلحتوں اور آداب و رسوم کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہوتا ہے۔ آزاد فقیر ایک تو کسی جگہ کا پابند ہو کر رہنے پر مجبور نہیں ہوتا، دوسرے اس کا فیض ہر حال اور ہر صورت میں جاری رہتا ہے۔ عام طور پر وہ اس قدر ہمت و طاقت رکھتا ہے کہ سیر و سفر میں رہتے ہوئے روحانیت کی دولت لوگوں کے گھروں اور دروازوں پر لٹاتا پھرتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ بھی تمام عمر اکثر و بیشتر سیر و سفر میں

Marfat.com

رہے۔آپ کے بعض رسائل کے موضوعات ومضامین کی تکرار سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے وہ اپنے مریدوں اور درویشوں کے لئے سفر میں ہی لکھے اور ان کے حوالے کر کے آگے چل دیئے۔ان کا اسلوب بھی مکالمات کا سا ہے۔

بارہا ایسا ہوا کہ جذب کی حالت میں آپ نے اثنائے سفر میں کسی پر نظر کی اور اسے خدا رسیدہ بنا دیا۔ایسے ہی ایک لکڑہارے کا ذکر ہے کہ چولستان میں لکڑیاں اکٹھی کر کے باندھ رہا تھا۔ جب حضرت سلطان العارفینؒ کا وہاں سے گزر ہوا، آپ کی نظر پڑتے ہی وہ بے خود ہو گیا اور وہیں کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ کچھ دیر بعد آپ لوٹ کر اس جگہ پر آئے تو دیکھا کہ وہ وہیں متحیر کھڑا ہے۔ حضرتؒ نے پھر اپنا دستِ مبارک اس کے سر پر رکھا۔جب وہ ہوش میں آیا تو اسے قربِ الٰہی کا درجہ حاصل ہو چکا تھا۔

اگر کچھ درویش آپ کے ساتھ ہوتے تو ان کی تربیت بھی ساتھ ساتھ جاری رہتی تھی۔ بھکر کے سلطان حمید کا ابھی ذکر ہوا ہے۔کہیں بھکر کے گرد ونواح میں حضرت سلطان صاحبؒ اس کے ہمراہ سیر کو نکلے تو ایک ویران ٹیلے پر بیٹھنے لگے مگر فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا ''اس ٹیلے سے جلد اُترو، یہ کسی ظالم کا مکان ہے۔'' وہاں سے ہٹ کر آپ نے تھوڑی دیر کے لئے آرام فرمایا اور ریت پر ہی سلطان حمید کے زانوؤں پر سر رکھ کر لیٹ گئے۔سلطان حمید کے دل میں خیال گزرا کہ اگر اس کے پاس دولت ہوتی، تو وہ اپنے مرشد کے لئے قیمتی لباس اور محل بنواتا وغیرہ۔حضرت سلطان العارفینؒ اس کے دل میں آنے والا یہ خیال جان گئے اور سر اٹھا کر فرمایا: آنکھیں بند کرو۔ ''سلطان حمید نے آنکھیں بند کیں تو کیا دیکھتا ہے کہ میں ایک باغ میں ہوں جس میں ایک مجلس دیبا کے فرش وفروش سے آراستہ ہے اور اس میں ایک خوبصورت عورت جڑاؤ زیور اور ریشمی کپڑے پہنے سلطان حمید سے رغبت کرتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھ سے نکاح کر لو۔سلطان حمید نے اسے اشارۃً اور نرم لہجے میں کہا کہ دُور ہو جا، ادب کا مقام ہے، میں اپنے ہادی کی خدمت میں حاضر ہوں، میرے پاس نہ آ، دور ہو جا''۔جب اس نے آنکھیں کھولیں تو سلطان صاحبؒ نے فرمایا کہ جب

Marfat.com

دنیا تیرے پاس آئی تو، تو نے قبول کیوں نہ کی۔ اب سلطان حمید پر یہ حقیقت کھل چکی تھی۔ اس نے عرض کیا کہ میں صرف اللہ تعالیٰ سے اس کی ذات کا نور چاہتا ہوں، مال و دولت نہیں چاہتا۔ آپ نے خوش ہو کر فرمایا کہ فقر کا اثر تیرے خاندان سے نہیں جائے گا۔

بعض مشائخ جب اپنی منزل پر پہنچ جاتے ہیں تو وہاں انہیں کبھی کبھی دھوکہ ہو جاتا ہے کہ شاید اس سے آگے اور کوئی نہیں گیا ہوگا۔ ایسے مواقع پر پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے کسی خضر صورت مرشدِ کامل کو بھیج دیتا ہے کہ ان کو اس دھوکے سے نجات دلائے۔ ایسے ہی ایک بزرگ حضرت شیر شاہ تھے جو ایک سطح پر مجلس نبوی ﷺ میں حاضر ہوتے تھے اور سمجھتے تھے کہ بس یہی ایک مجلس ہے جس میں وہ حاضر ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت سلطان باہوؒ سے ملے اور آپ کے کمالاتِ ظاہر و باطن دیکھ کر جب آپ کو مجلس میں نہ پایا تو معترض ہوئے۔ تب حضرت سلطان العارفینؒ نے ان کی عقدہ کشائی کی اور فرمایا کہ حضرت سرور کائنات ﷺ کی کچہریاں تو باطن میں کئی مقامات پر لگتی ہیں۔ سب سے ادنیٰ مجلس وہ ہے جو اس دنیا میں منعقد ہوتی ہے اور جس میں تمام اولیاء اللہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ جب حضرت شیر شاہ کو حقیقت معلوم ہوئی تو انہوں نے مرید ہونے کی درخواست کی۔ آپ نے ''ان کی درخواست پر انہیں اپنا خلیفہ بنایا اور مقام ادنیٰ سے نکال کر مقام اعلیٰ پر سرفراز فرمایا۔'' (مخزن اسرار۔ ص ۲۵۱)

سلطان حامدؒ مصنف ''مناقبِ سلطانی'' نے یہ روایت اور طرح بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ سلطان العارفینؒ کے ایک مرید سلطان طیب انہی حضرت شیر شاہؒ کی کرامات پر فریفتہ ہو کر ان کے مرید ہو گئے۔ بعد میں کسی بات پر ناراض ہو کر شیر شاہ صاحبؒ نے ان سے نعمت سلب کر لی اور وہ بے بس ہو کر رہ گئے۔ (سلوک میں یہ اصول ہے کہ جو کچھ مشائخ کرام اپنی توجہ یا ہمت سے کچھ فیض مرید کی طرف منتقل کرتے ہیں تو اسے واپس بھی لے سکتے ہیں مگر کوئی اپنی محنت و ریاضت سے کچھ حاصل کرتا ہے تو اسے نہیں چھین سکتے) حضرت سلطان العارفینؒ کو خبر ہوئی تو آپ نے مجلس نبوی ﷺ میں اس بارے میں شکایت کی۔ ''وہاں یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت شیر شاہؒ سلطان

Marfat.com

طیب کو پہلے سے ساٹھ حصے زیادہ نعمت عطا کریں۔'' پھر قصور معاف ہوگا چنانچہ حضرت شیر شاہؒ کو ایسا کرنا پڑا۔ (ص ۳۳)

فقیر نور محمد علیہ الرحمۃ کے بیان کے مطابق دو دفعہ آپ ڈیرہ غازی خاں اور ڈیرہ اسماعیل خاں کے اضلاع میں درویشوں کے ہمراہ تشریف لے گئے اور وہاں اپنا باطنی فیض پھیلایا۔ (مخزن اسرار۔ ص ۲۵۲)

ملتان کے علاقہ میں دریائے راوی کے کنارے قصبہ سردار پور میں ایک صوفی شیخ جنید رہتے تھے۔ ان سے سلطان صاحبؒ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے رعب جمانے، یا آزمانے کی خاطر کچھ تصرفات کا مظاہرہ کیا مثلاً ان کے حکم پہ ان کے خادموں نے سنگریاں دیگ میں ڈالیں اور پکا کر نکالیں، تو وہ سویاں تھیں۔ اس پر کہا جاتا ہے کہ سلطان العارفینؒ نے ان سویوں پر مٹی ڈال دی تو وہ شکر بن گئی اور کسی گڑھے سے بارش کا پانی لے کر چھڑکا تو وہ گھی بن گیا۔ ساری مجلس نے وہ سویاں کھائیں چنانچہ شیخ جنید اور ان کے فرزند شیخ کالو شاہ دونوں آپ کے معتقد ہوئے۔

ایک بار ''شورکوٹ کے قرب وجوار'' میں اپنی زمینوں پر آپ نے ہل جوت رکھا تھا کہ آپ کی شہرت سن کر سادات کا ایک فرد مفلسی وغریبی سے گھبرایا ہوا حاضر ہوا مگر جب اس نے خود سلطان صاحبؒ کو ایک عام دہقان کی طرح ہل چلاتے ہوئے پایا، تو سوچا، یہ میری کیا مدد کریں گے۔ لوٹنے لگا تو سلطان صاحبؒ نے بلا لیا۔ حال پوچھا تو اس نے اپنی حالت بیان کی۔ آپ نے مٹی کا ایک ڈھیلا اٹھا کر پھینکا تو ''اس کھیت کے ڈھیلے اور مٹی سونا ہو گئے۔ آپ نے اس سفید پوش سید کو فرمایا کہ اپنی حاجت کے مطابق یہاں سے سونا اٹھا لو۔ اس نے گھوڑے اور ساتھیوں کو خالص سونے سے لاد لیا۔ (مناقبِ سلطانی۔ ص ۵۳)

فقیر نور محمد صاحب روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ایک دائی آپ کے درویشوں کے لئے روٹیاں پکانے لگی مگر اس کی بچی رونا بند نہیں کرتی تھی۔ حضرت سلطان العارفینؒ پنگھوڑے کے پاس بیٹھ گئے تو آپ کے اشارے پر ہی بچی چُپ ہو گئی اور اس کے دل میں ذکر

Marfat.com

جاری ہوگیا۔ بڑی ہوکر وہ مائی غلام فاطمہ مستوئن کے نام سے مشہور ہوئی۔ ''مجذوبہ صاحبِ کمال'' ہوگئی۔ فقیر صاحب کے بیان کے مطابق ''مائی صاحبہ کی قبر زندہ ہے اور مرجع خلائق ہے۔ بہت سے لوگ ان کے مزار سے فیضیاب اور مستفیض ہوتے ہیں اور دینی و دنیوی مراد پاتے ہیں۔'' (مخزن اسرار۔ص ۲۵۴)

رشد و ہدایت کی غرض سے سیر و سیاحت کے دوران میں حضرت سلطان العارفینؒ کئی بار اپنے آبائی علاقہ سون سکیسر اور اس کے گرد و نواح میں بھی تشریف لاتے رہے..... بلکہ کہا جاتا ہے کہ سوڈھی جے والی کے گاؤں سے آگے سلطان مہدیؒ کی خانقاہ کے مقام کے نزدیک دو پہاڑوں کے درمیان ایک آبشار اور تالاب سا بن گیا ہے۔ وہاں پر موجود مشہور و معروف ''غار'' میں بیٹھ کر آپ ذکر و فکر کے لئے بھی معتکف رہے۔ (اب تک دور دور سے درویش اور فقیر وہاں آتے ہیں اور چلہ کاٹتے ہیں) یہ قیاس بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ ممکن ہے سلطان مہدیؒ صاحب، آپؒ ہی کے خلیفہ ہوں۔ جن کے مزار پر علاقے سے دور دور کے لوگ کئی مرادیں دِل میں لئے ہر جمعرات کو حاضر ہوتے ہیں۔

سون سکیسر سے ملحقہ علاقہ ''وَنہار'' کہلاتا ہے۔ یہ بھی کوہستان نمک کے سلسلہ کے پہاڑوں میں ہی واقع ہے۔ وہاں راولپنڈی جانے والی سڑک کے ساتھ ہی واقع کلر کہار کا مقام قابل دید اور خوبصورت ہے۔ یہاں ایک چھوٹی سی جھیل ہے اور دامن کوہ میں کچھ باغات اور چشمے ہیں۔ وادی کی ایک پہاڑی سے متصل ایک ٹیلے پر خانقاہ ''آہو باہو'' واقع ہے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت سلطان العارفینؒ اپنے ایک خلیفہ سلطان نورنگ کے ہمراہ یہاں تشریف لائے تھے اور اس ٹیلے پر پورا رمضان کا مہینہ استغراق کے عالم میں معتکف رہے۔ حتیٰ کہ آپ کو سحری و افطاری کی بھی خبر نہ تھی۔ اس مدت میں ایک ہرن آتا رہا جس کے سینگ کے ساتھ کھانا بندھا ہوتا تھا۔ سلطان نورنگؒ اور ایک اور خادم غلام محمد[1] جو قریب کے ایک گاؤں نور پور سہتی کا

---

[1] غلام محمد کا ذکر حضرت سلطان محمد عبدالعزیزؒ کی غیر مطبوعہ یادداشتوں میں ملتا ہے۔ ان کے بیان کے مطابق یہ ایک سیدھا سادھا چرواہا تھا۔ جب حضرت سلطان العارفینؒ کے گاؤں اس کے پاس سے گزرے تو وہ بھی آپ کیساتھ ہولیا تھا۔

Marfat.com

تھا، کھانا اتار لیتے اور ہرن واپس چلا جاتا۔ اسی طرح روزانہ ہوتا رہا۔ فقیر نور محمد علیہ الرحمۃ نے اس موقع پر سلطان نورنگ کا ایک شعر بھی نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا:

عجب دیدم تماشہ شیخ باہو
برات عاشقاں بر شاخِ آہو

جب رمضان شریف ختم ہوا تو سلطان نورنگ اور غلام محمد نے کھانا لانے کا واقعہ آپ کے گوش گزار کیا۔ بعد میں حضرت سلطان العارفینؒ کے سامنے وہ ہرن آیا اور آپ نے اس پر نظر کی تو وہ جاں بحق ہوا۔ آپؒ نے باقاعدہ قبر بنا کر اسے وہاں دفن کیا۔ جب خادم غلام محمد نے آہو کے وصال کا یہ درجہ و مرتبہ دیکھا تو وہ بھی توجہ کا طالب ہوا۔ اس کے اصرار پر آپ نے توجہ دی، تو وہ بھی واصل باللہ ہو کر انتقال کر گیا چنانچہ اس کی قبر بھی وہیں بنی۔

فقر

حضرت سلطان العارفین کا اسلوب حیات

یہ بات جناب سلطان حامدؒ مصنف ''مناقبِ سلطانی'' کی روشن دماغی پر دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے ''حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کی زندگی بسر کرنے کے طریق میں'' کے عنوان سے ایک الگ فصل لکھی ہے۔ گو انہوں نے روایتی طور پر صرف حضرت سلطان العارفینؒ کی طرز معاش اور ان کے استغناء کے بارے میں ہی کچھ اشارات لکھے ہیں اور معلومات بہم پہنچائی ہیں مگر اس سے کم از کم یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ انہیں ایک مرشدِ کامل یا فقیر کامل کے اسلوبِ حیات کی اہمیت کا احساس ضرور تھا۔ اسی طرح انہوں نے حضرت سلطان العارفینؒ کے ترکِ دنیا کے بارے میں بھی ایک علیحدہ فصل میں کچھ حالات تحریر فرمائے ہیں۔

حضرت سلطان العارفینؒ نے فقر کی جن ایجابی خصوصیات پر زور دیا ہے ان میں ترکِ

Marfat.com

دنیا کو بنیادی خصوصیت حاصل ہے مگر جیسا کہ کسی اور جگہ وضاحت کی جا چکی ہے۔ ترکِ دنیا[1] سے معاملاتِ زندگی سے مکمل طور پر علیحدگی مراد نہیں ہے۔ صوفیاء کا مشن خدمتِ خلق ہوتا ہے اور خاص طور پر وہ نبیوں کی پیروی میں تعلیم و تبلیغ کے فریضے کو اختیار کرتے ہیں۔ یہ خدمتِ خلق اس طرح کی نہیں ہوتی، جیسے طبقۂ امراء کے ارکان جز وقتی طور پر فیشن یا شہرت کی خاطر اسے سرانجام دیتے نظر آتے ہیں۔ صوفیاء خدمتِ خلق کو ایک ایسا وظیفہ سمجھتے ہیں جس سے عہدہ برآء ہونے کے بعد بعض اوقات وہ سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں۔ اسی طرح تعلیم و تبلیغ ان کے لئے ایک ہمہ وقتی کارِ عظیم ہوتا ہے، جس کی اہمیت کو دنیا دار لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ ان فرائض کو بخوبی سرانجام دینے کے لئے دیگر کاروبارِ زندگی اور خاص طور پر لذاتِ دنیوی سے قلبی علیحدگی بہت ضروری ہوتی ہے۔ اسی کو صوفیاء ترکِ دنیا کہتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ ان اولوالعزم معلّمین میں سے تھے جن کے لئے بڑے ہو کر مرشدِ کامل کے مقام پر فائز ہونا ازل سے مقدر ہو چکا ہوتا ہے۔ خلقِ خدا کی ہدایت کے لئے استاد بننا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ اس کے لئے اپنے اوپر کئی پابندیاں عائد کرنا پڑتی ہیں اور عام سطح سے بلند ہو کر زندگی بسر کرنا پڑتی ہے۔

آزادہ روی حصے میں اغیار کے بیدمؔ
پابندیٔ آئینِ وفا میرے لئے ہے

گھر میں فاقہ ہو یا رزق کی فراوانی ہو، اس مقام کے انسان کا ذہن ان حالات سے قطعاً اضطرار و اضطراب محسوس نہیں کرتا۔ وہ صرف ایک عظیم کارِ خیر پر نظر رکھتا ہے اور وہ ہے تعلیم و تبلیغ۔ اگر یہ کام درست اور مناسب طریقہ پر ہو رہا ہے تو پھر سب ٹھیک ہے تب مردِ حق ہر حال میں مطمئن رہتا ہے۔

حضرت سلطان العارفینؒ بہت اونچے درجے کے مرشدِ کامل تھے، جو کسی خانقاہ میں کبھی

---

[1] راقم کی کتاب "احوال و مقامات حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ" ص ۶۴

Marfat.com

مقیم ہو کر نہ رہے بلکہ چل پھر کر حکمت و معرفت بانٹتے پھرے۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں والد کو ملی ہوئی جاگیر سے انہیں کیا حاصل ہوتا ہوگا۔ خواہ کتنی بڑی جاگیر ہو، آمدنی کے لئے وہ ہمہ وقت نگرانی اور انتظام کی متقاضی ہوتی ہے مگر یہاں صورت حال یہ تھی کہ والد فوت ہو چکے تھے۔ ایک والدہ محترمہ تھیں، سو وہ بھی ذکر و فکر میں محو رہا کرتی تھیں۔ پھر آپ خود تھے کہ ساری عمر رشد و ہدایت کے سلسلہ میں پیروں اور طالبوں کی تلاش میں دور دراز کی آبادیوں میں سفر کرتے پھرے۔

گو خاصی وسیع جاگیر تھی مگر ذریعہ معاش کے بارے میں حضرت سلطان العارفینؒ بس ہمیشہ توکل اور استغناء سے ہی کام لیتے رہے: ''ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ پچاس ہزار بیگھہ سے زیادہ زمین اس جاگیر میں تھی''۔ (مناقبِ سلطانی۔ ص ۵۱)

اگر اس روایت میں کچھ مبالغہ سے بھی کام لیا گیا ہو، تب بھی رقبہ کی وسعت تو ضرور ظاہر ہوتی ہے مگر اس کی آمدنی ہمیشہ مزارعین کے رحم و کرم پر ہی رہی ہوگی۔

حضرت سلطان العارفینؒ کا معمول تو یہ تھا کہ جب جذبہ طاری ہوا۔ گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ ''یہ امر آپ کی تصنیفات کے مطالعہ اور نصیحتوں کے سننے سے واضح ہو سکتا ہے کہ آپ نے عمر بھر میں کسی دنیاوی تعلق یا شغل سے دست مبارک آلودہ نہیں فرمایا۔ ہاں صرف دو دفعہ بیل لے کر اپنے ہاتھ سے ہل چلایا اور کھیتی باڑی کی لیکن میں نے اپنے والد بزرگوار کی زبانی سنا ہے کہ دونوں مرتبہ ہی عشقِ الٰہی کے جذبات کے سبب آپ نے بیلوں کو جُتے جتائے کنوئیں پر کھڑے چھوڑا اور خود تجلیات اور مکاشفات کے دیدار میں مست ہو کر پہاڑوں اور جنگلوں کی سیر کو نکل گئے۔ مطلب یہ کہ دونوں مرتبہ ہی کھیتی کا کام سرانجام نہ ہوا۔''

(مناقبِ سلطانی ص ۲۶)

''واضح رہے کہ اس مسکین نے جو کچھ اپنے بزرگوں کی زبانی سنا اور آنحضرتؒ کی مؤلفہ کتابوں سے معلوم ہوا اور قرب و جوار کے بزرگوں کی سرگزشت سے مفہوم پایا۔ ان سے قطعی طور پر ثابت نہیں ہوا کہ آپ نے روزی کی خاطر کوئی دنیاوی شغل کیا ہو۔ صرف اسی قدر رہوا کہ آپ نے

Marfat.com

کھیتی باڑی کے ارادہ سے صرف دو دفعہ دو، دو بیل خرید کر کھیتی باڑی شروع کی لیکن ابھی فصل پکنے نہ پائی تھی کہ اسی صورت میں چھوڑ کر نکل جاتے۔ چنانچہ بیل بھی جو چاہتا، لے جاتا۔ کسی کے سپرد نہ کرتے اور جذباتِ الٰہی میں ادھر ادھر کی سیر کو نکل جاتے۔ آپ معہ اہل واطفال اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے۔"

(ایضاً ص ۵۰، ۵۱)

آپؒ ایک ایسے فقیر کامل تھے جو صاحب ارشاد بزرگوں میں "استادِ کُل" کہلاتا ہے۔ آپؒ ان تمام اقدار کے حامل تھے، جو فقر کا لازمہ ہیں۔ مثلاً عشق، عقل، علم، ترکِ دنیا (استغناء اور توکل)۔ آپ ایسے حکیم یا دانشور نہ تھے، جو صرف سوال اٹھانا جانتے ہوں یا صرف باتوں کی حد تک حکمت ودانش کا دعویٰ رکھتے ہوں بلکہ آپ نبیوں کے نائب اور وارث تھے۔ جو پہلے خود عمل کر کے دکھاتے ہیں اور پھر دوسروں کو اس کا سبق دیتے ہیں۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کی شخصیت ان تمام تعلیمات کا نمونہ تھی جو انہوں نے اپنی تحریروں میں بیان فرمائی ہیں۔

آپ شریعت کے پابند تھے اور سختی کے ساتھ اس پر عمل کی تاکید کرتے تھے۔ آپ صاحبِ خُو بزرگ تھے، سُکر کے غلبہ میں بھی آپ کا شعور بیدار رہتا تھا۔ اسی شعور کے تحت آپ نے تصنیف وتالیف کا کام بھی کیا اور درویشوں کی روحانی تربیت کی۔

ازدواج واولاد

مناقبِ سلطانی کے مصنف کے بیان کے مطابق آپؒ کی چار بیویاں تھیں اور آپ کے آٹھ بیٹے بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ حضرت سلطان نور محمدؒ

۲۔ حضرت سلطان ولی محمدؒ

۳۔ حضرت سلطان لطیف محمدؒ

۴۔ حضرت سلطان صالح محمدؒ

Marfat.com

۵۔ حضرت سلطان اسحاق محمدؒ

۶۔ حضرت سلطان فتح محمدؒ

۷۔ حضرت سلطان شریف محمدؒ

۸۔ حضرت سلطان حیات محمدؒ (جو بچپن میں ہی دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔ ص ۵۰)

آپؒ کی ازدواجی زندگی پر بعض کم فہم لوگوں نے اعتراضات کئے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں ایک سے زیادہ بیویاں ہونا فقر کے منافی ہے۔ دراصل ان کی طرف سے یہ شکایت فقر کے اسلامی اسلوب حیات کو نہ سمجھنے کی دلیل ہے۔ ایک مسلمان فقیر کے لئے انسان کامل، خیر البشر، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک کامل نمونہ پیش کرتی ہے۔ ہر خاص و عام کو مخاطب کر کے خالقِ کائنات نے فرمایا ہے کہ زندگی بسر کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لئے کامل نمونہ ہے۔ فقیر اس نمونے کے مطابق زندگی بس کرنا اپنے لئے ایک مرتبۂ عظیم خیال کرتا ہے۔ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

وَكُلٌّ لَهٗ قَدَمٌ وَّ اِنِّیْ

عَلٰی قَدَمِ النَبِیِّ بَدَرِ الکَمَالِ

(اور ہر ولی اللہ کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پر ہوں، جو کمال کے چاند ہیں)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرتی سطح پر بھی ایک بھرپور زندگی بسر کی۔ شادیاں کیں، جنگیں لڑیں، قیادت کی، خطبے دیئے، وعظ کئے اور اپنے آس پاس انسانوں کے دکھ سکھ میں شریک رہے۔ اس سے آپ ﷺ کے فقر میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ اپنی زندگی کے ہر مرحلے پر فقر کو اپنا فخر قرار دیتے ہیں۔

Marfat.com

آج کے دور میں حالات و رجحانات کچھ ایسا رخ اختیار کرنے لگے ہیں کہ تعداد ازدواج کا معاملہ کئی وجوعات کی بناء پر ایک حساس مسئلہ بن گیا ہے مگر آج سے ایک صدی پہلے یہ قطعاً کوئی شدید اہمیت نہ رکھتا تھا۔ آج بھی اگر یہ مسئلہ مردوں یا عورتوں میں سے کسی کے ذہن پر چھایا ہوا ہے تو اس سے سوائے دکھ کے اور کچھ حاصل نہیں ہو سکا..... اسلام نے ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت اس لئے دی تھیں کہ شر اور فساد کے امکانات کو رد کیا جائے۔ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا ضروری نہیں، صرف چار بیویاں رکھنے تک اجازت دی گئی ہے۔ اگر کچھ لوگ اس اجازت کے پیش نظر اپنی بیویوں کے ساتھ خوش رہ سکتے ہیں اور انہیں خوش رکھ سکتے ہیں تو اس پر کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

حضرت سلطان العارفینؒ کے لئے تعددِ ازدواج کا مسئلہ فقر کے خلاف نہ تھا۔ ان کے دور میں یہ مبغوض رویہ بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ ''مناقبِ سلطانی'' میں یہ اشارے موجود ہیں کہ خود آپؒ کی بیویاں آپ کے اسلوب حیات سے مطمئن تھیں اور آپ نے اپنے تمام لڑکوں کو ظاہری طور پر بھی تعلیم سے بے بہرہ نہیں رہنے دیا۔ (ص ۵۰)

خلفاء کرام

ایک بزرگ شیخ کچھ طالبوں کی ایسی روحانی تربیت بھی کرتا ہے کہ وہ آگے اس کے کارِ فیض رسانی کو جاری رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ جہاں رہتے ہیں، اپنے شیخ کی روحانی برکات کے وارث و قاسم بن کر رہتے ہیں۔

گو حضرت سلطان العارفینؒ کو ان کے قول کے مطابق ایسا باصلاحیت طالب نہ مل سکا جو ان کی تمام معرفت و برکت کے حصول کا ظرف رکھتا مگر اس کے باوجود آپؒ نے جو لوگ خلافت کے لئے چُنے، اپنی اپنی جگہ پر مرجع خلائق بن کر رہے اور ان کے مزارات تک شعائر اللہ بن گئے۔

حضرت سلطان العارفینؒ کے خلفاء میں حضرت سلطان نورنگ کھتران کا نام سرفہرست ہے۔ انہیں شاید حضرت سلطان العارفینؒ کی صحبت اور ہمراہی کا زیادہ موقع ملا۔ بقول فقیر نور محمدؒ تمام

Marfat.com

عمر سلطان العارفینؒ کی خدمت میں رہے۔'' (مخزن اسرار ص ۲۲۳)

علاقہ دامان (ڈیرہ اسماعیل خاں) کے ایک قصبہ وَہووہ کے رہنے والے تھے اور بلوچ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ کلر کہار میں حضرت سلطان العارفینؒ پہاڑ کے ٹیلے پر معتکف رہے، تو یہ آپؒ کے ساتھ تھے۔ افسوس ہے کہ ان کے حالات زیادہ نہیں لکھے گئے۔ صاحبِ مناقبِ سلطانی نے اس قدر اضافہ کیا ہے کہ ''حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کی وفات کے بعد حضرت سلطان نور رنگ زندہ رہے اور خلقِ خدا کو بہت فیض پہنچایا۔'' (ص ۵۵) ان کی توجہ بہت مؤثر تھی۔ کبھی کبھی مراقبہ سے سر اٹھا کر کسی کی طرف نگاہ کرتے تو اس کے اثر سے طالب اور مرید ''صاحب کشف واحوال ہو جاتے اور ذاتِ خدا کا نور ان کے سینوں میں چمکتا اور انہیں وجد اور جذبات الٰہی حاصل ہوتے۔'' (مناقبِ سلطانی ص ۵۸)

آگے ان کے خلفاء میں حضرت شاہ مراد، سلطان احمد سٹھو، سلطان نور محمد موچی بہت معروف ہوئے ہیں۔

ڈھاڈر (بلوچستان) کے ملا معالی علیہ الرحمۃ ''عرصہ دراز تک دونوں درویشوں سمیت (ملا مصری اور عالم شاہ) شیخ الشیوخ حضرت سلطان العارفینؒ کے حضور میں حاضر خدمت رہے۔ مدت بعد پورا پورا فیض حاصل کر کے ان دونوں درویشوں سمیت رخصت حاصل کی۔'' (مناقبِ سلطانی ص ۶۵)

موضع گھوٹکی (نزد روہڑی) کے سید محسن شاہ علیہ الرحمۃ کی فیض یابی کا واقعہ اور ان کی خلافت کا حال فقیر نور محمدؒ اور صاحب مناقب سلطانی دونوں نے تفصیل سے لکھا ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ بھی تھی کہ ان کے واقعات میں کہانی کا تسلسل پایا جاتا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ سادات کا یہ بچہ ایام طفلی میں ہی یتیم ہو گیا اور والدہ نہایت عسرت کی حالت میں پرورش کرنے لگی۔ ایک بار اپنے گاؤں سے حضرت سلطان العارفینؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض یاب ہونے والے ایک شخص سے آپ کے صاحبِ فیض اور مستجاب الدعوات ہونے کا شہرہ سنا تو دوسری بار اپنے بچے کو

Marfat.com

بھی حاضری کے لئے اس کے ساتھ بھیج دیا اور عرض کرنے کے لئے کہا کہ دینی اور دنیاوی دونوں طرح اس بچے کو فیض پہنچایئے۔ سلطان العارفینؒ ویسے بھی سادات کا احترام کرتے تھے۔ آپ نے بڑی شفقت فرمائی اور پہلے ظاہری علم حاصل کرنے کی نصیحت فرمائی۔ چنانچہ انہوں نے اس نصیحت پر عمل کیا۔ جب علم ظاہری میں فارغ التحصیل ہو چکے تو پھر حاضر خدمت ہوئے۔ اب کے جو پہنچے "تو آنحضرت قدس سرہٗ نے ان کی دل زمین پر انگشت شہادت سے اسم اللہ ذات لکھ کر توجہ فرمائی۔ جس سے محسن شاہ صاحبؒ کے قلب اور قالب ہر دو روشن اور منور ہو گئے اور عارف روشن ضمیر اور زندہ دل ہو گئے اور آپ کا ظاہر اور باطن اسم اللہ ذات سے معمور ہو گیا۔ حضور کی ذاتی توجہ اور نوری التفات نے سید محسن شاہؒ کو ہر دو دینی و دنیوی، صوری و معنوی اور ظاہری و باطنی طور پر وہ کمال بخشا کہ آپ تھوڑے دنوں میں کامل سالک اور مرجع خلائق بن گئے۔"

(مخزن اسرار ص ۲۵۸)

صاحبؒ مناقبِ سلطانی نے ذرا مختلف طور پر دوسری بار حاضری کا واقعہ بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت محسن شاہؒ ابھی راستے میں تھے کہ حضرت سلطان العارفینؒ کا وصال ہو گیا مگر ان کے پہنچنے پر حضرتؒ کی وصیت کے مطابق اس ذات کا ایک نقش جو آپ نے مٹی پر ہی لکھ دیا تھا، ان کے سامنے کر دیا، جس سے ان پر کیفیت طاری ہو گئی۔ "آپ دیکھتے ہی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور صاحب زادوں نے بدستور اس نقش کو ڈھانپ دیا۔ کہتے ہیں کہ سید محسن شاہ تین دن رات بے ہوش اور مست پڑے رہے، بعد ازاں ہوش میں آئے اور دوسری مرتبہ اسم اللہ ذات کے نقش کو دیکھا تو پھر مست ہو گئے۔ دو دن رات کے بعد ہوش میں آئے، تیسری مرتبہ جب دیکھا تو ایک دن رات پھر مست رہے۔ جب چوتھی مرتبہ دیکھا تو مستی غالب نہ آ سکی۔ یعنی نعمت نے دل میں قرار پکڑ لیا۔" (ص ۶۹)

سید محسن شاہ گھوٹکی میں ہی قیام پذیر رہے اور" کہتے ہیں کہ سید محسن شاہ نے سندھ میں ایک لاکھ آدمیوں کو ارشاد اور تلقین فرمائی۔" (ص ۷۰)

Marfat.com

اپنے مرشد کا اتنا احترام ملحوظ خاطر تھا کہ اگر چناب دیس کا کوئی آدمی ادھر جا نکلتا تو ''اسی وقت اٹھ کھڑے ہوتے اور خدمت کے تمام کام خود دست مبارک سے سرانجام فرماتے۔''

حضرت سلطان العارفینؒ کی وفات کے بعد آپ خانقاہ مقدس کی زیارت کو آتے رہے۔

جب تک آپؒ زندہ رہے، علاقہ میں لوگوں کی رہنمائی کا فریضہ اس طرح سرانجام دیا کہ دور دور تک بدعات کا سد باب ہو گیا اور علاقہ میں امن قائم رہا۔ آپ کے بعد آپ کے خلفاء نے کام کو جاری رکھا۔

حضرت سید محسن شاہؒ کے خلفاء میں انب (وادیٔ سون سکیسر) کے حضرت سلطان ابراہیمؒ بھی تھے جو مدت تک ان کی خدمت میں رہے۔ کچھ عرصہ دائرہ دین پناہ میں قیام کیا۔ پھر انب چلے آئے اور یہیں ان کا مزار مبارک ہے۔

اس کے علاوہ بے شمار مجاورین اور صوفیاء ہیں جنہوں نے حضرت سلطان العارفینؒ کے بعد آپ کے مزار مبارک سے یا آپ کے سجادہ نشینوں سے فیض حاصل کیا اور بالآخر خود فیض رساں بن گئے۔

حضرت سلطان العارفینؒ کو گودہلی جانے کا واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے مگر تلقین اور رشد و ہدایت کے لئے آپ نے زیادہ تر سفر وادیٔ سون سکیسر، ملتان، ڈیرہ غازی خاں، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، سندھ اور بلوچستان کے علاقوں کی طرف کئے اور آپ کے اکثر خلفاء انہی علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔

ایک خاص بات یہ ہے کہ آپ ان مقامات پر ہرگز نہیں رہے جو تعلیم و تدریس یا تہذیب و ثقافت کے معروف مراکز تھے۔ آپ کی ملاقات اپنے دور کے کسی قابل ذکر صاحب تصنیف سے بھی نہیں رہی، جو آپ کا ذکر کسی تذکرہ یا مجموعۂ ملفوظات میں کرتا۔ آپ دیہات کے سیدھے سادھے لوگوں میں ذکر کی تلقین کرتے اور اسم اللہ ذات ان کے دلوں پر نقش کرتے پھرے اور انہی لوگوں نے پھر حضرت سلطان باہوؒ کے فیض کو عام کرنے میں نہایت جانکاہی اور

Marfat.com

استقامت سے کام کیا۔ یہ استعداد بھی ان میں حضرت سلطان صاحبؒ کی ہی پیدا کردہ تھی۔

تصنیفات وتالیفات

حضرت سلطان العارفینؒ نے تصوف وسلوک کے موضوع پر کئی کتابیں لکھیں اور کئی رسائل تصنیف فرمائے اکثر رسائل تو مکالمات معلوم ہوتے ہیں جو آپ کے درویشوں نے قلمبند کر لئے اور آپ نے ان کی توثیق فرمائی۔ یہ بھی ہوا کہ خود آپ نے سلوک میں ان کی رہنمائی کے لئے رسائل لکھ کر ان کے حوالے کئے۔

حضرت سلطان باہوؒ کے بارے میں آج کے بعض دانشوروں کی رسائی علم صرف اُن کے ابیات تک معلوم ہوتی ہے، اس لئے وہ سلطان العارفینؒ کے مقام کو سمجھ نہیں سکے۔ آپ کی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے آپ کی تمام تصنیفات کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ آپؒ نے اپنی اکثر کتابوں کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ الہامی ہیں اور فرمایا ہے کہ جب بھی کوئی درویش اخلاص کے ساتھ ان کتابوں کا مطالعہ کرے گا وہ ظاہری مرشدی سے بے نیاز ہو جائے گا۔

اس وقت ان کتب کے تراجم کتب فروشوں کے ہاں دستیاب ہیں۔ اگرچہ یہ ترجمے معیاری نہیں تاہم ان کتب کی تاثیر میں کوئی فرق نہیں آیا۔ الہامی صحف کا خاصہ ہوتا ہے کہ ترجمے میں بھی قوت قدسیہ کے شرارے موجود رہتے ہیں جو دلوں کو گرما دیتے ہیں۔

اگرچہ پہلے پہل حضرت سلطان العارفینؒ کی کتب مشکل معلوم ہوتی ہیں مگر قاری صبر سے کام لے تو وہ آہستہ آہستہ ان کے اسلوب سے مانوس ہوتا جاتا ہے اور بالآخر اس میں سلطان صاحبؒ کی بات سمجھنے کی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے اور انوار دل میں اترنے لگتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ نے تقریباً ایک سو چالیس رسائل و کتب لکھیں مگر ان میں سے بیشتر ضائع ہو گئیں۔ مندرجہ ذیل کتب تراجم کی صورت میں موجود ہیں اور ان کے فارسی قلمی نسخے بھی بعض عقیدت مندوں کی تحویل میں ہیں جنہیں شروع سے ہی خوش نویس کاتب نقل کرتے اور مریدوں درویشوں میں تقسیم کرتے چلے آئے ہیں۔ بہت سے نسخے ملانے سے

Marfat.com

معلوم ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر کچھ الفاظ تبدیل ہو گئے یا جملے غلط نقل ہوئے۔ آج اگر کوئی صاحب علم ان رسائل و کتب کا ترجمہ کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ پہلے ان کے متن پر تحقیق کرے اور پھر ترجمہ کرے ورنہ اس کی محنت کچھ زیادہ سود مند نہ ہوگی کیونکہ ایسے ویسے تراجم تو پہلے سے موجود ہی ہیں۔

مندرجہ ذیل کتب ورسائل کے ترجمے مل سکتے ہیں:

ابیات سلطان باہو (پنجابی)
اورنگ شاہی
جامع الاسرار
شمس العارفین
عین الفقر
کلید التوحید (خورد)
گنج الاسرار
محک الفقر (کلاں)
نور الہدیٰ (خورد)
امیر الکونین
توفیق الہدایت
دیوان باہو (فارسی)
عقل بیدار
فضل اللقاء
کلید التوحید (کلاں)
مجالسۃ النبی
محکم الفقراء
نور الہدیٰ (کلاں)
اسرار قادری
تیغ برہنہ
رسالہ روحی
محک الفقراء (خورد)
قرب دیدار
کلید جنت
محبت الاسرار
مفتاح العارفین

وفات: مزار

تمام عمر کی فیض رسانی کے بعد جمعہ کی رات تین پہر گزرنے کے بعد اول جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ کو بمقام شورکوٹ وصال فرمایا۔

''آپ کا جنازہ ملتان کے پرگنوں میں سے پرگنہ شورکوٹ کے متعلق موضع قہرگاں کے ایک قلعہ میں، جو پکی اینٹوں کا بنا ہوا تھا، دفن کیا گیا۔'' (مناقبِ سلطانی ص ۱۴۶) یہ مزار عام قبروں کی طرح مٹی کا بنا ہوا تھا۔ جس پر کوئی روضہ یا عمارت نہ تھی۔

ستتر (۷۷) سال آپ کا مزار اس قلعہ قہرگاں میں رہا۔ حتیٰ کہ سکھا شاہی کے دور میں

Marfat.com

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ کی اولاد یہاں سے ہجرت کر گئی۔ تب ایسا ہوا کہ ''اتفاقاً دریا قلعے تک آ پہنچا اور اسے گرا دیا۔ پھر قبروں تک جا پہنچا۔ فقیروں اور خلیفوں نے باقی مزاروں کو نکال کر صندوقوں میں رکھ لیا اور حضرت سلطان العارفینؒ کا مقبرہ بدستور رہا، آپ کا صندوق نہ مل سکا۔ فقیر اور خلیفے ناامید ہو کر رونے لگ کہ یا شیخ، حضور کے جسم مبارک کا صندوق نہیں ملتا اور دریا قریب آ رہا ہے اس صورت میں حضور کی اولاد دیہاتی ہو جائے گی اور فقیر پراگندہ اور پریشان ہو جائیں گے۔

''پس فقیروں اور خلیفوں کو حضور سے ارشاد ہوا کہ ہم ضرور باہر نکلیں گے مگر جو شخص ہمارے جسم کو چھونے کے لائق اور قابل ہو گا وہ کل صبح سویرے سورج نکلنے کے قریب یہاں آئے گا۔ وہ ہمارا صندوق نکالے گا اور دریا غلبہ نہیں کرے گا۔ درویشوں کو اس اشارے سے تسلی ہوئی اور حکمت غیبی کے ظہور کا انتظار کرنے لگے۔ جب مقررہ وقت آیا تو ایک سبز پوش برقعہ دار شخص ظاہر ہوا۔ اس نے چہرے پر سے نقاب نہ اٹھائی اور آتے ہی بلا تامل اسی مٹی میں سے، جو فقیروں اور خلیفوں نے کھود کھاد رکھی تھی، حضرت سلطان العارفینؒ کا صندوق باہر نکالا۔ ہزارہا لوگ جمع ہو گئے۔ انہوں نے زیارت کی۔ دیکھا تو حضرت قدس سرہٗ بدستور سوئے ہوئے تھے اور ریش مبارک سے غسل کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ جب صندوق کھولا گیا تو میلوں تک خوشبو پھیل گئی۔ اکثر حاضرین کو جذبہ اور وجد ہو گیا۔'' (مناقبِ سلطانی ص ۱۵۱)

ایک جگہ جہاں پیپل کا کنواں تھا اور جگہ ویران پڑی تھی، اس جگہ آپ کا مزار مبارک منتقل کیا گیا۔ کہتے ہیں، القاء کی صورت میں خلفاء اور مجاورین کو ایسا کرنے کا امر ہوا۔

مولوی محمد دین گجراتی نے رسالہ میں لکھا ہے ''.....لیکن دفن کرنے کے وقت حاضرین کو سخت تردد ہوا تھا کہ کس جگہ پر صندوق مبارک دفن کیا جاوے کیونکہ جانب غرب دریا کی کل جنگل چراگاہ مویشیوں کا تھا مگر اس میں ایک میدان دو سو گز مربع پر واڑ کانٹوں کی باندھی ہوئی تھی اور جھاڑ کر کے میدان مذکور صاف کیا ہوا تھا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ جھاڑ و مال مویشی چرانے والوں نے کیا ہے۔ ان سے جو لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عرصہ دو ماہ سے یہ حال ہے کہ

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت سلطان [illegible] مولوی محمد دین [illegible] صاحب نے حضرت [illegible] بہت [illegible] حضرت سلطان العارفین [illegible] تابوت [illegible] سلطان العارفین کا صندوق [illegible] زمین کھودنے پر بھی نہ ملا تو سب [illegible] حضرت سلطان نور احمدؒ (سجادہ نشین) کے پوتے صاحبزادہ [illegible] نیچے ہو وہ تو صندوق نکلے گا [illegible] علی الصبح صاحبزادہ صاحب [illegible] شاہ جو مدینہ منورہ کا باشندہ درویش بارگاہِ سلطانی کا ہے، اور میاں محمد فقیر نے [illegible] فوراً نکالا۔ ہائے خوشبو جس کی مثل دنیا میں نہیں مل سکتی، حتیٰ کہ صاحبزادہ [illegible] صندوق تو دستیاب ہوا مگر کثرتِ خوشبو کے باعث دماغ برداشت نہ کرسکا، باہر نکل آئے۔ [illegible] آب و ہوا لے کر افاقت کے بعد پھر اندر گئے اور عربی شاہ باہر آئے، [illegible] بیہوش [illegible]۔ غرضیکہ خوشبو کا وہ عالم تھا کہ بیان سے باہر ہے...... پھر صندوق مبارک نکال کر محل شریف میں ہی محفوظ رکھا اور یہ واقعہ ماہِ محرم کی دس تاریخ سے پہلے ۱۳۳۶ ہجری کو ہوا اور پھر

Marfat.com

بمشورہ حضرت حاجی نور احمد صاحب سجادہ نشین دربار شریف سے ایک میل کے فاصلہ پر غربی وشمالی گوشہ پر محل شریف بنانے کی تجویز مقرر ہوئی اور چھ مہینہ کے عرصہ میں وہاں پر محل شریف، مسجد شریف اور حجرات بنا کر صندوق مبارک کو لے جا کر بروز جمعہ دفن کیا جواب وہ مرجع خلائق خاص و عام ہے۔" (ص ۴۱، ۳۹، ۳۸)

موجودہ جگہ خاص طور پر شاید اس لئے بھی منتخب کی گئی کہ دریا سے دور تھی اور نسبتاً اونچی تھی۔ نوشہرہ (وادی سون سکیسر) کے حافظ غلام محمد صاحب کے والد نور محمد مرحوم ان معماروں میں سے تھے جنہوں نے ابتدائی طور پر ان قبور کو بنانے میں حصہ لیا۔ اپنے والد مرحوم سے حافظ صاحب روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلطان العارفینؒ کا صندوق زمین کے اوپر رکھ دیا گیا اور اس کے گرد دیوار اٹھائی گئی۔ اسی وجہ سے روضہ کے اندر آپ کی مبارک قبر خاصی اوپر اٹھی ہوئی معلوم ہوتی ہے بلکہ کہتے ہیں اب تو یہ کم اونچی ہے کہ روضہ کی تعمیر نو میں ارد گرد بھرائی کر دی گئی، پہلے زیادہ بلند تھی۔ آپ کی قبر کے دونوں طرف تین صندوقوں کو دائیں اور تین صندوقوں کو بائیں رکھ کر آپ کی اولاد کے بزرگوں کی قبریں بنا دی گئیں جو روضہ کے اندر موجود ہیں۔

روضہ مبارک کی تکمیل اور تزئین و آرائش کا کام اگلے سجادہ نشین حضرت حاجی محمد امیر سلطان کے دور میں سرانجام پایا۔ روضہ کی تعمیر اور نفاست و آراستگی سجادہ نشین موصوف کے حسنِ ذوق کی آئینہ دار ہے۔

تُربتِ باہوؒ

یوں تو صوفیاء کرام کی تعلیمات میں یہ امر مسلمہ ہے کہ ایک مرشدِ کامل اور صاحبِ فیض کی قبر سے اس کا فیض ہمیشہ جاری رہتا ہے کیونکہ اس کی قبر پر فرشتے موجود رہتے ہیں اور اس کے مزار کے گرد اہل صفاء بھی ہر وقت حاضر رہتے ہیں۔ نیز حاضری دینے والوں کی دعا و عبادت سے مزار کے آس پاس کی فضا ایک پراسرار تقدس سے معمور ہوتی ہے۔ جن لوگوں کی باطن کی آنکھیں کھلی ہوتی ہیں وہ اوپر سے مزار پر نور برستا ہوا بھی دیکھتے ہیں جو انہیں کبھی کبھار ایک ستون یا مینار کی

Marfat.com

طرح قبر کے اوپر نظر آتا ہے۔ ان اسباب کی بناء پر ایک ایسا ماحول تشکیل پاتا ہے کہ مزار کے اندر داخل ہونے والے زائر کے قلب میں صاحبِ فیض کی روحانی تاثیر روشنی و گرمی پیدا کر دیتی ہے اور اگر کوئی اپنے دل کو خالص کر کے گیا ہو یعنی دل کی صحیح و سلیم حالت کے ساتھ حاضر ہوا ہو تو وہ اس تاثیر کو اس طرح محسوس کرتا ہے کہ اس کا ایمان و عقیدہ حق الیقین کے مرتبے تک پہنچ جاتا ہے۔

اس حقیقت کے باوجود کسی ولی کے لئے اپنی زندگی میں دعویٰ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے کہ وہ قبر میں رہ کر بھی بدستور خلقِ خدا کو اس طرح فیض پہنچاتا رہے گا کہ ظاہری مرشدی کی ضرورت نہ رہے گی۔ یہ دعویٰ کوئی حضرت سلطان باہوؒ جیسا عظیم المرتبت فقیر ہی کر سکتا ہے اور آپ نے یہ لکھا ہے کہ اگر کسی کو مرشد نہ ملے تو وہ فقیر باہوؒ کی قبر پر حاضری دے انشاءاللہ اپنا مقصود پالے گا۔

ملک کے اندر اور باہر عوام و خواص میں بے شمار لوگ مل جائیں گے جن میں سے اکثر نے حضرت سلطان باہوؒ کا نام تک نہ سنا تھا مگر بذریعہ خواب و کشف انہیں حاضری دینے کی ہدایت کی گئی اور حاضر ہونے پر مشکل حل ہو گئی۔

مزار مبارک سے فیض پانے کی صرف ایک شرط ہے کہ حاضر ہونے والا شخص اخلاص اور محبت کے جذبات کے ساتھ حاضری دے۔ کوئی خود بین، خود پسند یا اپنے کسی سلسلہ طریقت سے شدید حد تک وابستہ اور دوسرے طریقوں سے عصبیت رکھنے والا مرید یا تصوف و سلوک کے بارے میں بدعقیدگی رکھنے والا شخص کہیں سے بھی کچھ فیض نہیں پا سکتا۔ اِلا ماشاءاللہ!

تربت باہو چوں کوہِ طور داں
مُوسیا! برخیز نورے شُد عیاں!
ہُو برآید دمبدم از خاک اُو
ہُو کند ہُو ہُو کند خاشاک اُو

(فقیر نور محمدؒ)

Marfat.com

(حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کی تربت کو کوہِ طور کی طرح سمجھو۔ اے موسوی مشرب، اُٹھ! تربت باہوؒ سے نور ظاہر ہو گیا۔ آپ کے مزار کی خاک سے ہر وقت ہُو کی آواز آ رہی ہے۔ وہاں کی مٹی تک ہُو، ہُو کر رہی ہے یعنی ذکر میں مشغول ہے)

حضرات سجادہ نشینؒ

حضرات سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے اب تک مرکزی درگاہ کے سجادہ نشین چلے آ رہے ہیں۔ حضرت سلطان العارفینؒ کے جوہرِ فقر کی تاثیر کا یہ عالم ہے کہ اب تک حلقۂ صوفیاء و فقراء میں یہ سب اہل صفاء کے لئے مثال اور نمونہ بن کر رہے ہیں۔ ان سب حضراتِ گرامی نے (اللہ تعالیٰ ان کے درجات اپنے قرب میں بلند تر فرمائے) سلطان صاحبؒ کی تعلیمات کی اشاعت کے کام کو ظاہری و باطنی طور پر جاری رکھا۔

۱۔ مناقبِ سلطانی کی روایت کے مطابق حضرت سلطان العارفینؒ کے پہلے سجادہ نشین حضرت شیخ سلطان ولی محمدؒ تھے (اگرچہ حضرت سلطان العارفینؒ کے بڑے فرزند حضرت سلطان نور محمد تھے۔ مگر وہ خود کسی اور علاقہ میں چلے گئے تھے اور خود اپنے بھائی حضرت سلطان ولی محمدؒ کو سجادہ نشین بنا گئے تھے)

حضرت سلطان العارفینؒ نے انہیں دہلی اور دیگر مقامات پر بھیجا جہاں انہوں نے ''علومِ دینی اور فنِ کتابت'' میں مہارت حاصل کی۔ خود والد ماجد حضرت سلطان العارفینؒ سے روحانی تربیت پائی تھی اور والد مکرمؒ کی طرح، سُکر کی حالت میں سیر و سیاحت'' کے لئے نکل جایا کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے، آپ کا رُخ بھی سرائیکی علاقہ جات کی طرف ہوتا تھا۔ ایسے ہی ایک سفر میں ڈیرہ غازی خاں کے ایک گاؤں مرڑ میں انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔

۲۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت محمد حسینؒ ۱۱۶۱ھ میں سجادہ نشین ہوئے۔

Marfat.com

نادر شاہی قتل وغارت اور عام بدنظمی کے ماحول سے ہجرت کر کے آپ لیہ (ڈیرہ غازی خان) کے علاقے میں چلے گئے تھے اور وہاں کے ایک گاؤں نوشہرہ سیداں میں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ وہیں وفات پائی اور دفن ہوئے۔

کچھ مدت بعد جب امن وچین کی صورت پیدا ہوئی تو آپ کے صاحبزادے سجادہ نشین حضرت حافظ سلطان محمد رحمتہ اللہ علیہ آپ کا تابوت نوشہرہ سے لے آئے اور حضرت سلطان العارفینؒ کے مقبرے میں دفن کیا۔

۳۔ حضرت حافظ سلطان محمدؒ ۱۲۰۰ھ میں جانشین ہوئے۔

حضرت سلطان حامد صاحب نے تفصیل سے ان کے حالات لکھے ہیں۔ ''فیض عام تھا اور قوی تاثیر رکھتے تھے۔ آپ کے مہمان خانہ اور لنگر کے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے رہتے تھے۔ آپ نے آبادی سے باہر ایک تکیہ مقرر کر رکھا تھا جہاں مہمانوں کی تمام ضروریات مہیا رکھی جاتی تھیں۔ نیک، عالم اور شریف آدمیوں کو اپنے خاص ڈیرے پر ٹھہراتے۔'' (ص ۲۱۹)

سلطان حامد مصنف ''مناقبِ سلطانی'' ان کے پوتے تھے۔ اس لئے اپنے والد سے اپنے جدِ امجد کے بارے میں بہت کچھ سنتے رہتے تھے چنانچہ ان کے معمولات کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''ہمارے جد بزرگوار (حضرت حافظ سلطان محمدؒ) رات کے وقت اکیلے جنگل میں یادِ الٰہی کیا کرتے اور صبح خانقاہ مقدس کی زیارت سے مشرف ہوتے۔ پھر خانقاہ کے باہر روضہ منورہ کی دیواروں سے تکیہ لگا کر فیض رسانی کے سجادہ پر بیٹھتے۔ جلالِ حق کی ہیبت کے سبب، جو آپ کی پیشانی میں تھا، درویش اور فقیر اپنے حجروں میں چلے جاتے اور آپ ایک ایک کو اپنے حضور میں بلوا کر ان پر نوازش فرماتے اور ان کی ضروریات پر غور فرماتے۔ مسکینوں اور فقیروں پر اس قدر رحم فرماتے کہ دعا کا دستِ مبارک ہر ایک کے سر پر پھیرتے..... پھر جو نئے زیارت کرنے والے آتے اس کی جگہ مشرف ہوتے اور اپنی ضرورتیں اور حاجتیں عرض کرتے اور سُنتے۔'' ساتھ ساتھ کھیتی باڑی کی نگرانی بھی جاری رہتی تھی۔ ''دست در کار، دل بایار'' پر عمل تھا۔ بائیس (۲۲) سال

Marfat.com

تک سجادہ نشین رہے۔

۴۔ چوتھے سجادہ نشین حضرت غلام باہو رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ جن دنوں سکھوں کے فساد کے دوران میں آپ کا خاندان خیر پور ٹانویں میں قیام پذیر تھا۔ آپ وہاں کے ایک گاؤں کونڈ میں ۱۱۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ پہلے آپ کا نام قطب الدین رکھا گیا مگر بعد ازاں آپ غلام باہوؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔

آپ ابھی طفلِ شیر خوار تھے کہ حضرت خواجہ محکم دین سہرانی آپ کے والد مکرم سے ملنے آئے۔ انہوں نے آپ کو ہاتھوں میں لیا اور فرمایا: ''یہ لڑکا نیک اور کامیاب ہوگا، اور اس کی عمر بہت زیادہ ہوگی۔''

آپ مصنف ''مناقبِ سلطانی'' حضرت سلطان حامدؒ کے والد ماجد تھے۔ اس لئے موصوف نے آپ کے حالات ومناقب نہایت تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔

آپ کا عہد برصغیر میں مرکزی حکومت کے دورِ زوال سے متعلق ہے۔ ہر طرف فتنہ و فساد تھا اور دہقانوں نے راہزنی اور چوری کا وطیرہ اختیار کر لیا تھا۔ مگر ان حالات میں بھی آپ لوگوں کی مشکلیں دور کرنے کے لئے حکام کے ہاں جاتے رہے اور چوروں، ڈاکوؤں کی لوٹ مار کا سدِّ باب کرتے رہے۔

اکثر آپ ملتان میں تشریف فرما رہتے تھے۔ اسی لئے زیادہ تر وہیں کے لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے اور انہی میں سے کئی خلافت کے مستحق ٹھہرے۔

اپنے جدامجد حضرت سلطان العارفینؒ کی طرح آپ کو بھی ظاہری علم چنداں نہ تھا۔ مگر علمِ باطن میں آپ کامل واکمل تھے۔ آپ جو کام کرتے، رضائے خدا کے حصول کے پیشِ نظر کرتے تھے۔ عبادت اور ذکر وفکر میں نہایت درجہ استقامت رکھتے تھے۔ عنداللہ مستجاب الدعوات تھے۔ آپ کی توجہ غایت درجہ تاثیر رکھتی اور دلوں کو پگھلا دیتی تھی۔ اللہ نے اپنے جدامجدؒ کی طرح آپ کو تسخیر وتصرف کی بے پایاں قوت بخشی تھی۔ آپ کے ان خصائص کی بناء پر آپ کو ''باہو ثانی''

Marfat.com

کہا جاتا ہے۔

تقریباً ۸۲ سال کی عمر میں وصال ہوا۔

حضرت سلطان حامدؒ نے آپ کے خلفاء کے حالات بھی قلمبند کئے ہیں۔ان میں سے ایک حافظ خیر محمد بھی تھے جو انگہ علاقہ سون سکیسر کے رہنے والے تھے۔

ایک فقیر حضرت شیر شاہ بھی وادیٔ سون سکیسر سے جا کر آپ سے بیعت ہوئے۔ان کو حضرت سلطان العارفینؒ کی درگاہ سے خاص تعلق و رابطہ تھا۔ ہر قسم کی ہدایت وہاں سے ملتی تھی۔ حضرت سلطان صاحبزادہ سلطان حامد مصنف مناقبِ سلطانی نے ان کی کئی کرامات بیان کی ہیں۔ عمر کے آخری سات سال صاحبزادہ صاحب موصوف کی درخواست پر درگاہ شریف پر بسر کئے۔مگر گرمیوں میں وادیٔ سون سکیسر میں چلے آتے تھے جہاں موسم نسبتاً معتدل رہتا ہے۔سردیوں میں پھر درگاہ پر چلے جاتے تھے۔درگاہ شریف پر ہی وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

۵۔ حضرت غلام باہو رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت سلطان حافظ صالح محمد سجادہ نشین ہوئے۔حضرت سلطان حامدؒ کے بڑے بھائی تھے۔انہوں نے ان کے بارے میں تحریر فرمایا ہے:

''آپ بے حرص، بے ہوا اور بے طمع ہیں۔اگرچہ ظاہر میں صاحبِ اسباب و تسخیرات ہیں لیکن درحقیقت سب کچھ راہِ خدا میں دے دیتے ہیں۔صوفی باصفا ہیں۔اعلیٰ درجہ کے موحّد اور صاحبِ شرع و ورع ہیں۔طریقت کے تمام رستے طے کئے ہوئے ہیں۔حقیقتوں کے محقق ہیں۔ معارف کے عارف ہیں۔معنوی رموز کے نکتہ دان ہی۔علم لدُنی کے عالم، حافظ قرآن اور فصیح البیان ہیں۔صاحبِ جمال اور صاحبِ قوت روحانی ہیں۔فیض رسانی کے مسند نشین ہیں۔جو کچھ آپ کے فیض منزل دل میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ویسا ہی ہو جاتا ہے۔'' (ص ۲۴۰)

آپ کے بڑے صاحبزادے سلطان نور محمدؒ تھے جو اہلِ اللہ میں سے تھے مگر انہوں نے ۳۹ سال کی عمر میں انتقال کیا۔اگر زندہ رہتے تو وہ سجادہ نشین ہوتے۔

Marfat.com

۶۔ دوسرے صاحبزادے حضرت حاجی سلطان نور احمد رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔اوائل عمر میں اپنے بھائی حضرت سلطان نور محمدؒ کے ساتھ حج کیا تھا۔

آپ سون سکیسر بھی تشریف لائے تھے۔کہا جاتا ہے کہ آج گاؤں اچھالی میں جہاں بنگلہ موجود ہے وہاں آپ خیمہ لگا کر گرمیوں کے دنوں میں قیام پذیر رہے تھے۔

۷۔ حضرت سلطان نور احمدؒ کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت حاجی محمد امیر سلطان رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔ (۱۹۳۱ء میں آپ نے وفات پائی)

آپ شاعر بھی تھے اور قادری طریق میں حضرت سید ابراہیم آفندی بغدادیؒ سے بیعت تھے۔ان کی شان میں کچھ اشعار بھی آپ نے لکھے ہیں۔

انہی کے زمانے میں حضرت سلطان العارفینؒ کے روضہ کی تزئین و تکمیل ہوئی۔لاہور کے ایک ناشر نے جب حضرت سلطان العارفینؒ کی کتب کے تراجم کی اجازت چاہی تو محض اللہ کے لئے اپنے جدِ امجد کے فیض کو عام کرنے کی خاطر اسے اجازت مرحمت فرمائی۔سون سکیسر بھی آپ تشریف لائے اور اوچھالی کا بنگلہ آپ نے ہی بنوایا تھا۔

آپ کے چار صاحبزادگان تھے (۱) حضرت حبیب سلطانؒ (۲) حضرت سلطان نور حسنؒ (۳) حضرت فیض سلطان اور (۴) حضرت سلطان غلام جیلانی دامت برکاتہٗ۔

آپ نے مرکزی گدی کا سجادہ نشین تو حضرت حبیب سلطان کو نامزد کیا اور شور کوٹ (مزار والدین حضرت سلطان العارفینؒ) کی گدی حضرت سلطان نور حسن صاحبؒ کی تولیت میں دے دی۔آج کل اس گدی پر حضرت سلطان نور حسنؒ کے بڑے صاحبزادے صاحبزادے سلطان عبدالمجید فائز ہیں (ان کے دیگر دو صاحبزادگان حضرت صاحبزادہ سلطان حمید اور حضرت صاحبزادہ نذیر سلطان سے مجھے نیاز حاصل ہیں۔حضرت صاحبزادہ سلطان حمید مرکزی حکومت میں ایک بڑے عہدے پر فائز ہیں اور حضرت سلطان العارفینؒ سلطان باہوؒ کی تعلیمات کی اشاعت میں کوشاں رہتے ہیں۔حضرت سلطان باہوؒ اکیڈیمی کے نگرانِ اعلیٰ ہیں۔)

Marfat.com

۸۔ حضرت حبیب سلطان صاحبؒ اپنے جدِ امجد حضرت سلطان العارفینؒ کی مرکزی درگاہ کے سجادہ نشین ہوئے۔

بہت سے تعمیرات کے کام جو آپ کے اسلاف نے شروع کئے تھے، آپ کے زمانہ میں پایۂ تکمیل تک پہنچے۔ ۱۹۷۳ء میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ لاولد تھے۔

۹۔ اس وقت حضرت سلطان غلام جیلانی صاحب (دامت برکاتہٗ وفیوضہٗ) سجادہ نشین ہیں..... چونکہ حضرت حبیب سلطان رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد نہ تھی اس لئے شورکوٹ میں حضرت سلطان العارفینؒ کے مزار مبارک کی گدی تو سلطان نور حسنؒ اور ان کی اولاد کے پاس رہی (جیسا کہ ذکر ہوا، آج کل صاحبزادہ سلطان عبدالمجید صاحب اس گدی پر بیٹھے ہیں) تیسرے بھائی صاحبزادہ فیض سلطان صاحبؒ نے سجادگی کا بوجھ اٹھانے سے معذوری ظاہر کی۔ اس لئے چوتھے بھائی حضرت سلطان غلام جیلانیؒ زیبِ سجادہ مرکزی درگاہِ حضرت سلطان باہوؒ ہوئے۔

آپ رسالہ روحی شریف کے عامل اور معرفتِ سلطانی سروری قادری کے حامل ہیں۔ نہایت کم گو ہیں مگر جس پر نظرِ التفات فرمائیں اسے ہدایت وتلقین سے ضرور نوازتے ہیں۔ بہت کم درگاہ سے باہر جاتے ہیں مگر جہاں حضرت سلطان العارفینؒ کی تعلیمات کی اشاعت وترویج کا معاملہ ہو وہاں ضرور پہنچتے ہیں۔

قلندر صفت، مست اَلست عارف فقیر ہیں۔ انہیں دیکھ کر علامہ اقبالؒ کا مصرع یاد آتا ہے جو انہوں نے مردِ مومن کے خصائص بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

ہر دو جہاں سے غنی اُس کا دِل بے نیاز

☆☆☆

نوٹ:

اب جو اس کتاب کا موجودہ ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے، مرکزی درگاہ حضرت سلطان

Marfat.com

باہوؒ کی سجادہ نشینی کی صورت حال یہ ہے کہ جناب سلطان غلام جیلانی کے انتقال (دسمبر ۲۰۰۱ء) کے بعد سجادہ نشینی کے دعویدار کورٹ میں چلے گئے۔ ابھی تک یہ مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اس اثناء میں گورنمنٹ کی ایک مقرر کردہ کمیٹی درگاہ کے انتظامی فرائض سرانجام دے رہی ہے۔

سید احمد سعید ہمدانی

Marfat.com

تعلیمات

فقر

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات کے لئے تصوف کی بجائے فقر کا لفظ بطور عنوان منتخب کیا۔

انہوں نے اپنی تعلیمات کے عامل کے لئے صوفی کی بجائے فقیر نام کو ترجیح دی۔

دراصل گو فقر تصوف کی تعلیم کا ہی خلاصہ ہے مگر جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ہر لفظ کا کلچر جدا ہوتا ہے اسی طرح فقر اور تصوف کا کلچر ایک ہوتے ہوئے بھی متمیّز اور جدا جدا ہے۔ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ تصوف کے ساتھ خلوت سے پیار، اندرون خانقاہ کے مشاغل میں انہماک اور سہل پسندی کے معنی وابستہ ہو گئے۔ اس کے برعکس فقر میں ٹھوس عملی اقدام کی جانب شدید رجحان کے معنی نمایاں ہوئے۔ خانقاہی نظام میں ماہ وسال کی گردش کے بعد صوفی کے عمل میں اتنی لچک پیدا ہو گئی تھی کہ کفر و اسلام اور حق و باطل کے درمیان کی لکیر مٹتی نظر آنے لگی تھی۔ تب خود صوفیاء حضرات نے اپنے لئے صوفی نام کو چھوڑ کر ''فقیر'' استعمال کرنا شروع کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس صدی کے حکیم شاعر اقبال نے بھی صوفی کے ذکرِ نیم شبی، مراقبوں اور سرور کو بے مقصد دیکھا مگر فقیر کے بارے میں کہا کہ:

فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی

سلطان العارفینؒ بھی ساری عمر خانقاہوں میں گھومے تھے اور اپنے وقت کے صوفیوں

Marfat.com

سے ان کے حجروں میں ملاقی ہوئے تھے مگر جب انہیں ''حکم ارشادِ خلق'' ملا تو انہوں نے تصوف کی اصطلاح استعمال نہیں بلکہ فقر کو پسند کیا اور اسی کے داعی بنے۔

فقیر نہ صرف ظاہری و باطنی اقدار کا امین اور وارث ہوتا ہے بلکہ اس کی تخلیق اور عملی قوتیں اس قدر فعال ہوتی ہیں کہ اقدار کی دریافت اس کے لئے ایک معمول کی بات ہوتی ہے۔ اس کے باوجود اس کی آزادہ روی اور آزاد خیالی دین اور وحیٔ پیغمبر کے دائرے کے اندر رہتی ہے۔

حضرت سلطان العارفینؒ کی تمام تعلیمات کا موضوع فقر ہے اور فقر ایک ایسا اسلوب حیات ہے جو اسلامی تعلیمات کے مغز کو سامنے رکھتے ہوئے، قول و فعل و عمل سے اس کی ظاہری و باطنی اقدار کی پاسداری کرنے سے تشکیل پاتا ہے۔

مغرب سے کچھ کتابیں تصوف کے موضوع پر لکھی ہوئی ہمارے ملک میں پہنچی ہیں اور جنہوں نے اس پر لکھا ہے، وہ یقیناً تصوف کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں کیونکہ انہوں نے کچھ عرصہ تک روایتی خانقاہوں میں بھی تربیت پائی ہے مگر انہوں نے تصوف کو تمام مذاہب میں مشترک خصوصیات کا حامل قرار دیا ہے، لیکن شاید یہ ان کی مجبوری ہے۔ چونکہ وہ اہلِ مغرب کو مخاطب کر کے بات کرتے ہیں اس لئے انہوں نے اس سے آگے بڑھ کر بات نہیں کی، کیونکہ اس سے آگے بڑھیں تو پھر تمیز اور فرق سے کام لینا پڑتا ہے۔ آگے فقر کا دائرہ شروع ہوتا ہے اور یہ دائرہ اسی بلند تر اسلامی اسلوبِ حیات کا ہے جس کے مبلغ و معلم و داعی حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ تھے۔

فقر پر جب بات ہوتی ہے تو پھر تخاطب عوام الناس سے نہیں ہوتا بلکہ وہ لوگ گفتگو میں شامل کئے جاتے ہیں جو عزم و ہمت اور حوصلہ و جرأت کی خوبیوں کے مالک ہوتے ہیں، جن کا ظرف وسیع ہوتا ہے اور جو اپنے مقصدِ حیات کو عملی طور پر پا لینے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔.....ایک عام مسلمان جیسے بری بھلی زندگی بسر کرتا ہے وہ سب کو معلوم ہے مگر فقر کے

Marfat.com

کوچے میں قدم رکھنے والے تو اہلِ عزیمت ہوتے ہیں۔ وہ دوسروں سے بڑھ کر قدم آگے رکھتے ہیں اور اس کی تمام شرائط کی پابندی کرتے ہیں۔

طلبِ صادق

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی نظر میں فقر کے کوچہ میں قدم رکھنے کے لئے طلبِ صادق شرطِ اولین ہے۔ ایک عام مسلمان سے اگر اوامر ونواہی کی پابندی میں کچھ کوتاہی بھی ہو جائے تو اُسے چنداں نقصان نہیں ہوتا، لیکن فقر میں تو چونکہ معاملہ عہد وعزیمت کا ہے، اگر یہاں پاؤں ڈگمگانے لگیں اور دل ڈانواں ڈول ہونے لگے تو فائدہ کی بجائے ضرر کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

فقیر چونکہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے ذریعے اعلیٰ مقامات حاصل کرنے کا متمنی ہوتا ہے اس لئے اسے شروع سے ہی پختہ عزم کرنا پڑتا ہے کہ اس راہ میں مجاہدہ وریاضت کی سختی سے گھبرائے گا اور نہ ہی زُہد وعبادت میں کوئی کمی پیدا ہونے دے گا۔

اللہ تعالیٰ ہر شخص سے اس کے ظاہری وباطنی منصب ومقام کی رعایت سے معاملہ کرتا ہے، چنانچہ فقیر کے ساتھ اللہ کا معاملہ خاص ہوتا ہے۔ فقیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کا وارث بننے کا خواہاں ہوتا ہے۔ وہ اِن مواجید وکیفیات سے بہرہ ور ہونا چاہتا ہے جو اتباع ومحبتِ رسول ﷺ کے ثمرات کے طور پر امت کے فقراء کے لئے مقدر ہیں۔ یہ کوئی معمولی انعام نہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس کے لئے شدتِ طلب کس حد تک ہے۔

مقام ومرتبہ تو اللہ کی دین ہے، جسے چاہے دے۔ کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں لیکن طلبِ صادق، خلوصِ نیت اور عزمِ صمیم تو فقیر کے اختیار میں ہے۔

فقیر پچھلے گناہوں سے توبہ کر کے خلوصِ نیت کے ساتھ فقر کی دنیا میں وارد ہوتا ہے لیکن یہ طلبِ صادق اس کے باطن سے ازخود پیدا ہوتی ہے۔ اس طلب کی شدت جب اسے مضطرب و بے قرار کر دیتی ہے تو پھر وہ کسی رہبر (شیخ کامل) کی جستجو میں نکل پڑتا ہے۔

Marfat.com

شیخِ کامل

یوں تو بہت سے ایسے لوگ خانقاہوں اور زاویوں میں مل جائیں گے جو لوگوں کو خدا تک پہنچانے کے مدعی ہوں گے اور یہ کوئی ضروری بھی نہیں کہ ان میں سے اکثر و بیشتر ریا کار ہی ہوں۔ ان میں خاصی تعداد تصوف وسلوک کی راہ میں چلنے، گزرنے یا راہ میں رُک کر رہ جانے والوں کی بھی ہوسکتی ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ کوئی سالک اگر چل نہ سکا یا کسی وجہ سے راستہ مسدود دیکھا تو وہ اپنی پچھلی کمائی کو سرمایہ بنا کر دوکان کھول کر بیٹھ گیا۔ ایسے لوگوں سے کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہو جاتا ہے۔ چونکہ انہیں ابتدائے کار کا تجربہ ہوتا ہے اس لئے ان کے مشورے بھی کارآمد ہو سکتے ہیں مگر وہ شخص جو فقر میں بہت آگے جانا چاہتا ہے اسے بالآخر ان لوگوں سے دامن چھڑا کر کسی ایسے شیخِ کامل کے ہاں رہنمائی کے لئے ملتجی ہونا پڑے گا جو نہ صرف خود منتہی ہو بلکہ اللہ کی بارگاہ سے دوسروں کو انتہائی درجات تک پہنچانے کا اِذن بھی رکھتا ہو۔ لہٰذا فقیر کو چاہئے کہ کسی ایسے شیخِ کامل کے ہاتھ چومے جو اس کی طلب واہلیت کے مطابق اعلیٰ وارفع مقامات تک پہنچانے کی ذمہ داری قبول کرے۔ اس کے لئے علامت یہ ہے کہ شیخِ کامل ابتداء میں ہی طالبِ حق کو ولایت کی کیفیات سے آگاہ کر دیتا ہے اور طالب اپنے مرشد کو پہچان سکے یا نہیں، مگر مرشد ضرور طالب کو پہچان لیتا ہے اور پھر اسے اپنے سے جدا نہیں ہونے دیتا۔

حضرت سلطان باہوؒ نے شیخ کا معیار بہت اونچا دکھایا ہے۔ ان کے نزدیک غوث و قطب کے مراتب کے اولیاء اللہ بھی آدھے مرشد ہوتے ہیں۔ انہوں نے جابجا قادری طریقہ کے مرشد کی فضیلت بیان کی ہے۔ ان کے ایسے بیانات کو ذرا دِقتِ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جہاں وہ قادری طریقہ کے مرشد کے اوصاف بیان فرماتے ہیں، دراصل وہ ان کے اپنے اوصاف ہیں۔ وہ کسرِ نفسی کی بناء پر کھلم کھلا اپنی تعریف پسند نہیں فرماتے تو قادری طریقہ کی نسبت سے صاحبِ ارشاد ولی کی فضیلتِ خاص کا ذکر کر دیتے ہیں۔ مطلب ان کا یہی ہوتا ہے کہ میرے پاس آؤ، میں تمہیں خدا کی طرف جانے کا راستہ بتاتا ہوں۔ اگر ان کے ان فرمودات کو عمومی

Marfat.com

بیانات بھی سمجھ لیا جائے، تب بھی بعد میں آنے والوں پر لازم ہے کہ وہ ان کے قادری سروری طریقہ کے جانشین مشائخ میں سے کسی شیخ کے پاس جائیں اور بیعت کر کے روحانیت کی سیڑھی پر قدم رکھیں۔

حضرت سلطان العارفینؒ نے جو ظاہری علامات شیخ کی بیان کی ہیں ان کو مشعلِ ہدایت بنا کر شیخ کو پہچانا جا سکتا ہے۔ شیخ میں چار باتیں ظاہر و باہر ہونی چاہئیں۔

اول: صدقِ مقال (بات کا سچا ہو)

دوم: اکلِ حلال (حلال روزی کھاتا ہو)

سوم: طاعتِ الٰہی (پابندِ شریعت ہو)

چہارم: ہمت و توفیق (ریاضت و مجاہدہ میں دوسروں سے ممیّز نظر آئے اور دوسروں کو فقر میں مدد بہم پہنچانے کی ہمت رکھتا ہو)

آپ نے کچھ باطنی علامات بھی بیان کی ہیں مگر وہ ہر ایک کو نظر نہیں آ سکتیں البتہ بیعت کے معاً بعد یا کچھ دن صحبت میں رہنے کے بعد وہ بھی طالب پر منکشف ہونی چاہئیں۔ مثلاً اولیاء اللہ کی جو وصال فرما چکے زیارت ہونے لگے۔ کشف و الہام کی کیفیات سے آگاہی ہو۔ نیز فرشتوں اور نبیوں اور خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مستفیض ہو۔ شیخ اگر باہمت ہو تو طالب کا وِجدان جاگ اُٹھتا ہے اور استعداد کے مطابق روحانی ترقی کے امکانات کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

''جامع مرشد کی یہ پہلی نشانی ہے کہ پہلی ہی نگاہ میں جاہلوں کو عالم، عالموں کو معرفتِ الٰہی، عارفوں کو فقر کا انتہائی درجہ بخشے۔'' (کلید التوحید ص ۸۵)

اگر طالبِ صادق کو ایسا مرشد مل جائے تو اسے چاہئے کہ اپنے تئیں اس طرح اس کے سپرد کر دے جس طرح کپڑا دھوبی کے اختیار میں ہوتا ہے، یا مردہ غسال کے ہاتھ میں۔

ممکن ہے، تلاشِ بسیار اور سعیٔ مخلص کے باوجود کسی طالبِ حق کو شیخ نہ ملے تو پھر اسے

Marfat.com

چاہئے کہ حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کے کتب ورسائل کے مطالعہ کی طرف متوجہ ہو۔ نیز کچھ عرصہ کے لئے حضرت باہوؒ کے مزار پر معتکف رہے اور اپنے تئیں کلی طور پر ان کی روحانیت کے حوالے کر دے۔ حضرت سلطان العارفینؒ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کی مدد کریں گے اور طالب اپنا مقصد پالے گا۔

ہر کہ طالبِ حق بود من حاضرم ز ابتداء تا انتہا یک دم برم
طالب بیا، طالب بیا، طالب بیا تا رسانم روز اوّل باخُدا!

(جو شخص بھی حق کا طالب ہو، میں حاضر ہوں، اسے پل بھر میں ابتداء سے انتہا تک پہنچا دیتا ہوں..... اے طالب آ، اے طالب آ، اے طالب آ!!! تا کہ میں تجھے پہلے ہی دن خدا تک پہنچا دوں)

مرشد کی ہدایات

مرشدِ کامل طالبِ حق کے کردار کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اپنی توجہ، ہمت اور قلبی تلقین اور زبانی تعلیم سے اس کی ماہیئت تبدیل کر کے اسے ایک اعلیٰ درجہ کا انسان بنا دیتا ہے۔ پرانے دور کے صوفیاء کرامؒ اس کی مثال کیمیا سے دیتے تھے، جیسے تھوڑے سے سفوف سے پگھلا ہوا لوہا یا تانبا یا پیتل سونا بن جاتا ہے۔ اس طرح مرشدِ کامل کی تھوڑی سی توجہ سے ایک سفلی انسان علوی صفات حاصل کر کے مردِ کامل کے رتبے پر متمکن ہو جاتا ہے۔ مرشد بتدریج طالب کو اس کے مقام تک پہنچاتا ہے۔

مرشد مرید کو اخلاص وعمل کی راہ پر گامزن کرتا ہے،
اس کے اخلاق کو سنوارتا ہے،
ذکر وفکر کی تلقین کرتا ہے،
اور مرید کو اپنی صحبت سے مستفیض کرتا ہے۔

Marfat.com

جب مرید یا طالبِ حق مرشد کی نگرانی میں اپنا روحانی نصاب مکمل کر لیتا ہے تو پھر اپنی دعا و برکت اس کے شاملِ حال کر کے اسے کسی کام پر لگا دیتا ہے، خواہ یہ کام کسی مقام پر محض موجودگی یا حاضری سے ہی متعلق کیوں نہ ہو۔ اب اس کی حرکات وسکنات مرشد کامل کی روحانیت کے توسط سے تابع مشیتِ ایزدی ہو جاتی ہیں۔

علم

صوفیائے کرامؒ کے نزدیک علم کی اہمیت دوسروں سے کم نہیں۔ اگر وہ کبھی کبھی علم کی مخالفت کرتے نظر آتے ہیں تو صرف ان علماء کو دیکھ کر ایسا کرتے ہیں جن کا علم بے مغز ہے جو علم کی روح کو نہیں سمجھ سکتے اور عمل سے پہلو تہی کرتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفینؒ نے بھی ایسے علماء کی مذمت فرمائی ہے جو ''ساون بھادوں کے بادلوں کی طرح کتابیں اٹھائے پھرتے ہیں'' اور جہاں ''کھانے پینے کا سامان وافر پاتے ہیں وہاں زیادہ ذوق وشوق سے کلامِ پاک کی تلاوت شروع کر دیتے ہیں'' یہ فعل ایک طرح سے علم فروخت کرنے کے مترادف ہے، جبکہ علم ہرگز خرید وفروخت کی شے نہیں ہے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تعلیم اور عمل سے ثابت کیا کہ علم کی تحصیل ضروری ہے۔ ہم تک پہنچنے والی روایات سے ظاہر ہے کہ آپؒ نے اپنے پاس آنے والے ایک نوخیز لڑکے سید محسن شاہ کو فقر اختیار کرنے سے پہلے ظاہری علم حاصل کرنے کی ہدایت کی۔ آپؒ نے اپنے بیٹوں کو تحصیل علم کے لئے دور دراز مقامات تک بھیجا اور خود تمام عمر لوگوں کو علم و معرفت کی تلقین کرتے پھرے۔

فقر میں وہ اس حد تک علم کو ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کے نزدیک جو شخص علم کے بغیر فقیری کرے گا، اس کا انجام کفر اور دیوانگی پر ہوگا۔ روحانی تجربات وواردات سے دوچار ہونے والے جب ان کی تاویلات کو سمجھ نہیں پاتے تو گمراہ ہو جاتے ہیں۔

علموں باہجھ جو کرے فقیری کافر مرے دیوانہ ہُو

Marfat.com

عمل

ایک صوفی نے لکھا ہے کہ دوسرے شعبہ ہائے فن میں تو پہلے علم ہے اور پھر عمل، مگر تصوف وسلوک میں پہلے عمل اور پھر علم ہے۔اس نکتہ کا مطلب یوں سمجھ لیجئے کہ جس قدر اور جونہی علم حاصل ہو، اسی قدر معاً عمل فقیر پر فرض ہو جاتا ہے۔

فقیر اپنے شیخ سے ہدایت حاصل کرنے کے بعد ایک لمحہ کے لئے بھی توقف نہیں کرتا بلکہ فوراً اس پر عمل پیرا ہو جاتا ہے۔اگر وہ حالات کی موافقت کا انتظار کرتا ہے یا اس کی نیت صحیح نہیں ہو پاتی تو اس کو چے میں خام ہے اور اس کی طلب ناقص ہے۔

فقیر جب عمل میں غیر معمولی استعداد پیدا کر لیتا ہے تو پھر اس کی دنیا بدل جاتی ہے، کیونکہ فقر میں عمل کی صورت محض تقلیدی نہیں ہوتی بلکہ فقیر کا ہر عمل تخلیقی نوعیت کا ہوتا ہے۔اس میں بے پناہ حرکت اور فعالیت ہوتی ہے۔دوسرے لوگ محض فلاسفی کی حد تک اپنے آپ کو دوسروں کے عمل کا ذمہ دار سمجھتے ہیں لیکن فقیر نہ صرف واقعہ میں دوسروں کے عمل کو بھی اپنے ذمہ لے لیتا ہے بلکہ اپنے ظاہری و باطنی عمل سے مسلسل اپنے ماحول کو متاثر کرتا رہتا ہے۔اس کا ماحول یا دائرۂ اثر پورے ملک کے برابر بھی وسیع ہو سکتا ہے اور اگر وہ فقر کی انتہاؤں تک جا پہنچے تو اس کی تخلیقی حرکت سارے جہان میں مؤثر ہو سکتی ہے۔یہ محض شاعری نہیں بلکہ حقیقت ہے۔جن لوگوں نے اس امر کی تحقیق کی ہے وہ جانتے ہیں کہیں کوئی تحریک شروع ہوتی ہے یا انقلاب آتا ہے، اس کے پیچھے بہر صورت کسی نہ کسی درویش کے ظاہری و باطنی عمل کی تاثیر محرک کے طور پر کام کر رہی ہوتی ہے۔جہاں بگاڑ پیدا ہوتا ہے وہاں پتہ چلتا ہے کہ کسی شیطانی مداخلت نے اس کے قدرتی طریقِ کار کو راہِ راست سے ہٹا دیا ہے۔[1]

---

[1] Earnest Scott کی پوری کتاب The People of the Secret اسی موضوع پر ہے۔

The Octagon Press, London (1983)

Marfat.com

عشق

مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ

اس قسم کا تخلیقی عمل بغیر کسی جذبے اور شدید لگاؤ کے ممکن نہیں ہے۔ اس عمل کے لئے جو جذبہ درکار ہے وہ تقریباً ہر ایک میں تھوڑا بہت موجود ہوتا ہے مگر عام طور پر خوابیدہ رہتا رہے۔ شیخ کی توجہ وہمت، اس کی تعلیم وتلقین، درویشوں کی صحبت ومعیت، ذکر وفکر کی مشقوں اور مشائخ کبارؒ اور اہلِ ذوق کی کتب کے مطالعہ سے یہ جذبہ بیدار ہوتا ہے، یہ عشق کا جذبہ ہے۔

جذبے کی بیداری کے بعد پھر کوئی ایسا چیلنج نہیں جو مردِ فقیر کے لئے ناقابلِ قبول ٹھہرے اور کوئی مشکل ایسی نہیں جس کا وہ مقابلہ نہ کر سکے، اور یہ سب کچھ وہ فطری انداز میں کرتا ہے۔

عشق کا جذبہ مردِ راہ میں ایسی تبدیلی اور حرکت لاتا ہے کہ بنظرِ ظاہر دیکھنے والے حیران رہ جاتے ہیں اور جب وہ ان کی ناقص فہم کے تراشے ہوئے کسی سانچے میں ٹھیک نہیں بیٹھتا تو وہ اسے مجنون اور مسحور قرار دیتے ہیں۔ مگر مردِ فقیر ان کی کسی ملامت سے متاثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ بظاہر وہ ان کے ساتھ اسی معاشرے میں بستا رہتا نظر آتا ہے لیکن درحقیقت ان کی سطح سے کہیں بلند ہو کر سوچتا اور عمل پیرا ہوتا ہے۔

فقراء کے لئے عشق فلسفیوں کی طرح کسی تجریدی اصول سے نہیں ہوتا جسے وہ خدا مان لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی واحد اصول کے گرد پوری کائنات گھوم رہی ہے اور پھر اس کی کارفرمائیوں کو دیکھ کر جھولتے اور جھومتے نظر آتے ہیں۔

درویش اور فقیر اللہ کو اس کی ذات وصفات کے ساتھ واحد ویکتا مانتے ہیں۔ اس کی رحمت، ربوبیت اور حکمت کو ہر ذرے میں کارفرما دیکھتے ہیں۔ ان کا قلب اس کے تمام اسماء و صفات کو اپنے اندر سمو لیتا ہے اور اس جذبہ کی نوعیت چونکہ تخلیقی ہوتی ہے لہٰذا یہ فقراء میں ایک محرک قوت بن کر ان کے فعل وعمل میں ظاہر ہوتا ہے۔ یوں سمجھئے کہ وہی جذبۂ حق جو تخلیق کائنات کا

Marfat.com

سبب بنا، ان پر بھی طاری ہو جاتا ہے۔ اسی کو وہ عشق کہتے ہیں اور خود اسی جذبے سے انہیں ایسا لگاؤ ہو جاتا ہے کہ انہیں گویا عشق سے عشق ہو گیا ہے۔

شاد باش اے عشقِ خوش سودائے ما اے طبیبِ جُملہ عِلّت ہائے ما!
اے دوائے نخوت و ناموسِ ما اے تو افلاطون و جالینوس ما!
جسمِ خاک از عشق بر افلاک شُد کوہ در رقص آمد و چالاک شُد!

(رُومیؒ)

(خوش رہ، ہمارے اچھے جنون والے عشق! اے ہماری تمام
بیماریوں کے طبیب! اے ہمارے تکبر اور عزت طلبی کی دوا! اے
کہ تو ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے۔ خاکی جسم عشق کی وجہ سے
آسمانوں پر جا پہنچا، پہاڑ ناچنے لگا اور ہوشیار ہو گیا)

حضرت سلطان باہوؒ نے ابیات میں عشق اور عاشق کی بہت تعریف کی ہے اور عاشق کی دو نمایاں صفتیں خاص طور پر بیان کی ہیں کہ اول تو وہ معشوق پر سے آنکھ نہیں اٹھاتا اور دوسرے وہ مخلوقات کا خیال تک نہیں کرتا۔

ترکِ دُنیا

فقر میں ترکِ دنیا سے مراد رہبانیت ہرگز نہیں ہے۔ فقیر کی عارضی خلوت گزینی کو جو اس کی روحانی تربیت کا جزو ہوتی ہے، رہبانیت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔

ترکِ دُنیا سے مراد مال و دولت اور دیگر متاعِ دُنیا کی محبت دل سے نکال کر اس کی جگہ اللہ کی محبت کو جگہ دینا ہے۔

ترکِ دُنیا اُن علائق دنیوی کا ترک ہے جو خدا سے غافل کر کے انسان کو حیوانیت کی سطح پر لے آتے ہیں۔

حضرت سلطان باہوؒ دنیا کے ایک حصے کو آدھی لعنت کا مستحق سمجھتے ہیں جو انسان کے

Marfat.com

مقصدِ پیدائش کی فراموشی کا باعث بنتی ہے اور دوسرے آدھے حصے کو برداشت کر لیتے ہیں کیونکہ اس سے روحانی تربیت کی صورت نکلتی ہے..... مرد فقیر دنیا میں رہ کر ہی اخلاقی تزکیہ کرتا ہے۔ اللہ سے لَو لگاتا ہے۔ اُس کے احکام کی اطاعت کرتا ہے اور اس کے قرب میں درجات پانے کی سعی میں منہمک رہتا ہے۔ اس لئے دنیا اس کے لئے ایک جائے امتحان کے طور پر ضروری ٹھہرتی ہے۔

لیکن حضرت سلطان باہوؒ دنیاداروں کو پوری لعنت کا مستحق گردانتے ہیں کیونکہ وہ خدا کو بھول کر متاعِ دنیا اور اس کی رنگارنگی میں اپنی ذات کی پونجی لُٹا بیٹھے۔ فرمایا:

اَدھی لعنت دنیا تائیں تے ساری دنیا داراں ہُو

پاسداریٔ شریعت

فقر اسلامی زندگی کا اعلیٰ اسلوب ہے اور فقیر مسلمانوں میں وہ چُنا ہوا شخص ہے جو ظاہر و باطن میں اسلام کا صحیح نمائندہ قرار پاتا ہے۔ چنانچہ وہ شریعت کے تمام قوانین و احترام کی شدت سے پابندی کرتا ہے۔ اُس میں اور مُلائے مسجد میں فرق یہ ہے کہ فقیر اپنی فقیری میں کسی کم عمل مسلمان کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا اور اُس کے ٹوکنے اور تربیت کا انداز بھی مختلف ہوتا ہے۔ وہ محبت کی نرم آنچ سے لوہے کو پگھلانے میں مہارت رکھتا ہے۔ وہ لوگوں کی نگاہ سے تربیت کرتا ہے اور فقیرانہ انداز میں اپنے عمل سے مثال قائم کر کے لوگوں کو پاسداریٔ شریعت پر راغب و آمادہ کرتا ہے۔

فقر میں جو درویش شریعت کی پابندی نہ کرے یا اُس کے خلاف بات کرے حضرت سلطان باہوؒ کے نزدیک ملعون اور مردود ٹھہرتا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے فقر کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ وہ علمی و عملی تصوف کے بیان میں اس مقام پر رُک نہیں جاتے جہاں تمام مذاہب کی مشترکہ سرّی روایات ایک نکتے پر مل رہی ہیں۔ یہاں صرف سرّی روایات کی وحدت کا احساس ہوتا ہے جو اگرچہ بظاہر دلفریب ہے مگر فقر کی حقیقت سے یہ مقام کہیں نیچے ہے۔

Marfat.com

فقیر کی نظر ہمیشہ انسانِ کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر رہتی ہے۔ آپ ﷺ نبوت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوتے ہوئے بھی ظاہری عبادات میں دوسروں سے آگے اور ممتاز نظر آتے تھے، یہی حال فقیر کا ہے۔ ذکرِ الٰہی میں اُس کے انہماک کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ استغراق کے سمندروں میں غرق ہوتا ہے مگر اس کے باوجود ظاہر میں اس کا شعور بہر حال اسے شریعت کے ظاہری احکام ومعاملات پر استوار رکھتا ہے۔

اخلاق: تزکیہ

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک جو لوگ اخلاق کے بغیر فقر کی بلندیوں تک پہنچنے کی آرزو رکھتے ہیں، جاہل اور خام ہیں۔ جب تک اخلاق کا مکمل طور پر تزکیہ نہیں ہو جاتا محبتِ الٰہی دل میں جڑ نہیں پکڑتی۔ ہر قسم کے اخلاقی رذائل تکبر، حرص، رعونت، انتقام، حسد، رقابت اور جنگ وجدل فقر کی نفی کرتے ہیں۔ جہاں یہ کمینہ خصائل ہوں گے وہاں فقر نہیں ہوگا۔ کامل اخلاقی تربیت اور پختگی کے بعد فقر کے کوچے میں قدم رکھا جا سکتا ہے۔

اخلاقی تزکیہ کے لئے مرشد کی ہدایت وصحبت دونوں ضروری ہیں اور فقر کے مدارج طے کرنے میں بھی مرشد کی دستگیری لازمی ہے۔

بیداریٔ قلب: تصفیہ

درویشوں کی صحبت، مرشد کی توجہ اور تاثیرِ ہمت نیز کثرتِ ذکر سے انسانی ذات کا قریب ترین مرکز حرکت میں آجاتا ہے، جسے قلب کہتے ہیں۔ اس قلب کا تعلق ظاہری بدن کے اس حصہ سے ہے جس کو دل کہا جاتا ہے۔ اس دل پر توجہ مرکوز کر کے جب ذکر کیا جاتا ہے تو ذات کی کئی مخفی اور پراسرار قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ اس موقع پر وجدان کی آنکھ کھلتی ہے اور کشف والہام سے ظاہری وباطنی امور فقیر پر منکشف ہونے لگتے ہیں۔ تب یقین بڑھتا ہے اور علومِ وحی پر کامل ایمان کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی کامل ایمان ہے جس کے طفیل زندگی اور اس کے کاروبار کے معاملات میں فقیری نکتۂ نظر یکسر بدل جاتا ہے اور مشیت وتقدیر کے اسرار کھلنے لگتے ہیں۔ پھر

Marfat.com

اتفاقات محض اتفاقات نہیں رہ جاتے بلکہ ان کی حکمتیں نظر آنے لگتی ہیں اور ہر کام اور ہر منظر میں اللہ تعالیٰ کی شان کا ظہور دکھائی دینے لگتا ہے۔

یہ سب اُس وقت ہوتا ہے جب فقیر انتشار ذہنی پر قابو پالیتا ہے۔ نیت کو صاف اور مضبوط کر لیتا ہے۔ عادت اور رسم کا غلام نہیں رہتا۔ ظاہر پر باطن کی فوقیت اور دونوں کی مطابقت جان لیتا ہے اور صراطِ مستقیم اس کے لئے روشن ہو جاتا ہے..... یہ سب بیداریٔ قلب کے ثمرات ہیں۔ فقیر انہی سے روشن ضمیر بنتا ہے۔

معرفت: تجلّیہ

قلب کی بیداری کے بعد ذات کے کئی اور مراکز تک فقیر کی رسائی آسان ہو جاتی ہے۔ صوفیاء نے انہیں رُوح، خفی، اَخفیٰ کے نام دیئے ہیں۔ یہ سب پراسرار قوتوں اور روشنیوں کے سرچشمے (لطائف) ہیں۔ یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً کے بھید کھلتے ہیں۔ علومِ دین کی ایسی معرفت حاصل ہوتی ہے کہ فقیر کتابوں کے اوراق کے مطالعہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اُسے مشکوٰۃ نبوت سے ایسا علم حاصل ہوتا ہے کہ وہ خود کتاب بلکہ صاحبِ کتاب ہو جاتا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''معرفت گشتہ است برمن انجمن'' یعنی معرفت کے نکات نے ستاروں کے جھرمٹ کی طرح میرے قلب ورُوح کو روشن کر رکھا ہے۔

ظاہری علوم کی حدود جہاں ختم ہوتی ہیں، وہاں سے باطنی معرفت کی ابتداء ہوتی ہے۔ بڑی ریاضتوں کے بعد فقیر معرفت وآگاہی سے شرف یاب ہوتا ہے۔

فقراء

جب فقر میں تکمیل ہو جاتی ہے تو پھر فقراء کو کوئی نہ کوئی کام یا منصب تفویض ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے سپرد ایسے کام کرتا ہے جن کی حکمتیں وہ خود ہی بہتر طور پر جانتا ہے۔ خود فقیر کو علم ہوتا ہے کہ یہ کام اس کے سپرد ہے اور وہ جب اس کام کو سرانجام دینے میں مشغول ہوتا ہے تو معلوم

Marfat.com

ہوتا ہے کہ وہ گویا اسی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے، حالات اُس کے موافق ہو جاتے ہیں۔اس کی محنت میں برکت شامل ہو جاتی ہے اور کامیابی ہو یا ناکامی اُسے دیر تک پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔وہ قضا وقدر کو رد کرنے کی دُعا نہیں کرتا بلکہ ہر وقت قضا وقدر کے اندر چھپی ہوئی رحمت اور لطف وکرم کا طلبگار رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی اُسے اپنی رحمت و برکت سے محروم نہیں کرتا۔(رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دُعا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ لا نَسْئَلُکَ رَدَّ الْقَضَاءِ ولٰکِنْ نَسئَلُکَ اللُّطْفَ فِیْہِ اے اللہ ہم قضا وقدر کے رد ہونے کا سوال نہیں کرتے، لیکن اس کے اندر پوشیدہ رحمت کا سوال کرتے ہیں)۔

فقراء کھلم کھلا ظاہر ہو کر بھی کام کرتے ہیں اور چھپ کر بھی اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔ چھپ کر کام کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کا اعلان اور پبلسٹی نہیں کرتے بلکہ خاموشی سے سرگرمِ عمل رہتے ہیں۔یہ سب ان کے کام کی نوعیت پر منحصر ہے اگر وہ چاہیں تو واعظین، حکام، مدرسین یا کسی کو بھی اپنا آلۂ کار بنا لیتے ہیں اور خود پیچھے رہتے ہیں۔

اکثر وہ خود معلم بن کر خانقاہوں میں بیٹھتے ہیں اور لوگوں کی روحانی تربیت کرتے ہیں۔معاشرے کے ہر طبقے میں کوئی نہ کوئی فقیر حاضر رہتا ہے جسے بعض اوقات کسی خاص مقام پر یا کسی خاص گروہ میں موجودگی کا حکم ہوتا ہے.....غرضیکہ حکومت کے بلند ایوان ہوں یا مزدوروں کی جھونپڑیاں، نیکوکاروں کی بستی ہو یا برے لوگوں کا جمگھٹا، تہذیب کے مراکز ہوں یا گنواروں کے گاؤں، کوئی جگہ فقراء سے خالی نہیں ہوتی۔کوئی نہ کوئی فقیر ہر جگہ لوگوں کی دستگیری کے لئے موجود ہوتا ہے۔وہ عام لوگوں کی طرح گاؤں یا محلوں میں رہتا ہے۔معاشرے میں کسی نہ کسی پیشے سے بھی وابستہ ہوتا ہے۔اپنے آس پاس لوگوں سے معاشرتی تعلقات بھی رکھتا ہے مگر اس کی بیداریٔ قلب کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنہیں اس کی طرح نظر و معرفت حاصل ہوتی ہے۔عام لوگ بھی غور کریں تو اُسے پہچان لیں مگر اُن لوگوں سے اُس کی روحانی حقیقت اوجھل رہتی ہے جو خود غرض اور خود پسند ہوتے ہیں اور دوسروں کا استحصال کرنا اُن کا وطیرہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

کچھ مزید مطالعہ کریں گے اور غور وخوض سے کام لیں گے تو ہر انقلاب اور ہر تحریک کے پیچھے کوئی نہ کوئی فقیر نظر آئے گا۔ وہ گدڑی میں ملبوس ہو یا اس نے شاہانہ لباس پہن رکھا ہو مگر ہو گا ضرور۔ بس صرف ہر ایک اُنہیں پہچان نہیں پاتا۔ وہی پہچانتے ہیں جنہیں اُن کی پہچان ہوتی ہے، جو نیت اور دل کے صاف ہوتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی نیکی کے جذبات رکھتے ہیں۔

برخیز کہ فقر را جہانے دگر است
انجم دگر است آسمانے دگر است
در بحرِ وجودِ ما کہ طوفان خیز است
کشتی دگر است بادبانے دگر است

(گرامی)

(اُٹھ کہ فقر کا جہان دوسرا ہے، آسمان اور ہے، ستارے اور ہیں۔ ہمارے بحرِ وجود جو طوفان خیز ہے، کشتی بھی اور ہے اور بادبان بھی اور ہیں)

☆☆☆

Marfat.com

پنجابی شاعری

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے فارسی نثر میں تصوف کے موضوع پر لکھا ہوا کتابوں کا ایک معتدبہ ذخیرہ چھوڑا ہے، ان کتابوں میں تصوف وسلوک پر عمل کرنے والوں اوراس کے بارے میں تحقیقی سوچ رکھنے والوں کے لئے گراں بہا دولتِ فکر ونظر موجود ہے لیکن حضرت سلطان باہوؒ ایک بہت بڑے شاعر بھی تھے۔انہوں نے فارسی میں بھی شعر کہے اور پنجابی میں بھی۔پنجابی میں سی حرفی کی فارم میں اُن کے ابیات مقبولِ خاص وعام ہیں۔

جناب راجا رسالو کا یہ کہنا صحیح ہے کہ حضرت سلطان العارفینؒ کے ابیات کا عوام کے دلوں تک ان کے فقیرانہ خیالات وافکار کے ابلاغ میں بہت بڑا حصہ ہے۔جب بعد میں فارسی کا عمل دخل کم ہوا تو ابیات کی تازگی اور زیادہ نمایاں اور پسندیدہ ٹھہری کیوں کہ یہ ابیات سیدھی سادی پنجابی زبان میں تھے۔

حضرت سلطان باہوؒ کی زبان میں یہ خصوصیت ہے کہ وہ دوآبہ کی پنجابی بولنے والوں کو بھی اپنے قریب معلوم ہوتی ہے اور سرائیکی والے بھی اسے اپنی زبان سمجھتے ہیں۔زبان کی اس صفت کی وضاحت کے لئے ایک بار پھر اُن کے والدین کی پیدائشی سرزمین وادیٔ سون سکیسر کے حوالے سے بات کرنی پڑے گی۔

وادیٔ سون میں اور اُس کے آس پاس ''اعوان کاری'' کے علاقوں میں ایک ایسی زبان بولی جاتی ہے جس پر بیک وقت کئی بولیوں کا اثر ہے۔مثلاً علاقہ دھن اور اُس کے ساتھ ملحقہ

Marfat.com

پوٹھوہار کی بولی، اٹک کی ہندکو سے متاثر بولی اور سرائیکی وغیرہ۔ حضرت سلطان باہوؒ نے پیدائش کے بعد یہی زبان اپنے گھر میں سنی تھی۔ پھر ہوش سنبھالا تو جھنگ میں بولی جانے والی زبان کا لب و لہجہ کانوں میں پڑا۔ بس انہی دو علاقوں کی بولیوں کا ملا جلا لہجہ اور زبان کا عکس حضرت سلطان العارفینؒ کے ابیات میں نظر آتا ہے۔ اب اسے آپ سرائیکی کہئے یا کچھ اور، مگر سچی بات ہے کہ اس پر کوئی لیبل نہیں لگایا جا سکتا۔ البتہ اب بھی یہ پنجابی شاعروں اور ادیبوں کے لئے مثالی اور معیاری نمونہ کا کام دے سکتی ہے۔ ایسا کرنے سے عام پنجابی اور سرائیکی کے نام نہاد فرق کا معاملہ بھی ختم ہو جائے گا۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات کو ہی اپنے ابیات میں سمو کر پیش کیا ہے۔ ان کے کلام پر ''حکم ارشادِ خلق'' کی گہری چھاپ موجود ہے۔ وہ اپنی شاعری میں بھی فقیری و درویشی کے مربی و معلم ہیں۔

ڈاکٹر نذیر احمد مرحوم نے اپنے مرتب کردہ ''کلامِ باہوؒ'' کے دیباچے میں لکھا ہے کہ سلطان صاحبؒ فقر کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ شاید یہ ان کا ''کمپلیکس'' ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم طبعاً تو درویش صفت تھے مگر مسلکاً اُن کا درویشی سے کوئی تعلق نہ تھا لہٰذا وہ حضرت سلطان باہوؒ کی معلمانہ شان کی قدر نہ کر سکے۔

سلطان صاحب حلقۂ فقراء میں مرشدِ کامل ہیں اور اپنے ابیات میں بھی انہوں نے اپنی اس حیثیت کو برقرار رکھا ہے۔ انہوں نے فقر کے موضوعات کو ہی ابیات میں بیان فرمایا ہے اور اس انداز میں خوش نوائی کی ہے کہ ابیات پڑھنے والے پر بھی فقیری کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ اس لحاظ سے تو اُن کی یہ خصوصیت اور زیادہ قابل تعریف ہو جاتی ہے۔

اب تک ابیات پر دو سطح پہ کام ہوا ہے۔ جناب صاحبزادہ سلطان الطاف علی صاحب نے بڑی محنت سے تمام ابیات جمع کئے اور شرح لکھی۔ ڈاکٹر نذیر احمد مرحوم نے ابیات کے وزن پر تحقیقی کام کیا۔ مگر ان کا کام کچھ زیادہ سود مند نہ ہو سکا، کیوں کہ وہ سلطان صاحبؒ کے مسلک اور

Marfat.com

اشعار میں اُس کی جھلک کے بارے میں کوئی ہمدردانہ رویہ نہیں رکھتے تھے مگر جہاں تک اُن کے کام کی نوعیت کا تعلق ہے اس کی اہمیت سے انکار نہیں۔ اب بھی یہ کام کسی محقق کی تحقیق واصلاح کا منتظر ہے۔ محمد شریف صابر اور ممتاز بلوچ نے بھی قابل قدر کام کیا ہے۔

ابیات پر ایک مبسوط نوٹ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔[1] اس لئے یہاں پہ انہی سطور پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس کے آخر میں یہ جملے ہیں:

> ''قوالی کی محفل ہو یا کہیں بھی کوئی مترنم آواز، ہُو کی تاثیر میں ڈوبے ہوئے یہ ابیات سُن کر کون سا دل ہے جو ہل نہیں جاتا۔ ان میں جذبہ کی گرمی بھی ہے اور تخیل کی لطافت بھی، الفاظ کی معنی آفرینی بھی ہے اور لحن کی تاثیر بھی۔''

☆☆☆

[1] باب ۸ ''ابیات'' (احوال ومقامات حضرت سُلطان باہوؒ ص ۱۴۹۔۱۶۸)

Marfat.com

ارشاداتِ حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ

جائیکہ من رسیدم امکان نہ ہیچ کس را
شہباز لامکانم آں جا کجا مگس را
عرش و قلم و کرسی کونین رہ نیابد
افرشتہ ہم نہ گنجد آنجا نہ جاہوس را

(جہاں تک میں پہنچا، وہاں کسی شخص کے پہنچنے کا امکان نہیں ہے میں لامکان کا شہباز ہوں، وہاں مکھیوں کی کہاں جگہ ہے؟ وہاں تو عرش وقلم وکرسی اور دونوں جہاں راہ نہیں پاتے، فرشتے کی بھی گنجائش نہیں وہاں ہوس کے لئے کوئی جگہ نہیں)

.....

میں شہباز کراں پروازاں وچ افلاک کرم دے ہُو
زباں تاں میری کن برابر موڑاں کم قلم دے ہُو
افلاطون ارسطو جیہے میرے اگے کس کم دے ہُو
حاتم جیہے لکھ کروڑاں در باہو دے منگدے ہُو

(میں شاہباز ہوں اور کرم کے آسمانوں میں پرواز کر رہا ہوں، میری زبان سے نکلی ہوئی بات ''کُن'' کے برابر ہوتی ہے۔ میں

Marfat.com

"قلم" کے کام پلٹ سکتا ہوں۔ افلاطون اور ارسطو جیسے حکماء
میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے، حاتم جیسے کروڑوں
دولت مند سردار باہو کے در کے بھکاری ہیں!)

.....

اے طالب حق!
میں نے اپنی باطنی توفیق سے ہر علم کی مکمل طور پر تحقیق کی ہے۔
میں لاف زن نہیں بلکہ فقیرِ کامل ہوں اور اللہ کے فضل سے دونوں جہان کی ہر چیز کُل و
جز مجھ پر عیاں ہوگئی ہے۔
کوئی چیز مجھ سے مخفی نہیں!

.....

ہر حال میں آدمی کو چاہئے کہ صاحبِ علم و شعور ہو۔

.....

علم جان مؤنس ہے
جاہل فقیر شیطان کا مصاحب ہے۔

.....

عارف جو بے علم ہو، اندھا ہے اور عالم جسے معرفت نہ ہو کسی طرح بھی حق تک نہیں پہنچ
پاتا.....
علم اور فقر کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔
علم نصیحت اور الٰہی رازوں کی معرفت کے لئے ہوتا ہے۔

.....

اول طالب کو چاہئے کہ علم حاصل کرے، اس کے بعد فقر کا ارادہ کرے ورنہ جہالت

Marfat.com

سے اس راہ میں گمراہ ہو جائے گا۔

.....

علم ہمیشہ عمل کے ساتھ ہی مفید ہوا کرتا ہے۔

.....

علموں باجھوں فقر کماوے کافر مرے دیوانہ ہو
سَے ورہیاندی کرے عبادت رہے اللہ کنوں بیگانہ ہو
غفلت کنوں نہ کھُلیُس پردے دِل جاہل بت خانہ ہو
میں قرباں تنہاں توں باہو جنہاں ملیا یار یگانہ ہو

(علم کے بغیر جو شخص فقر اختیار کرتا ہے دیوانہ اور کافر ہو کر مرتا ہے۔ سینکڑوں سال عبادت کرے تب بھی اللہ سے بیگانہ رہتا ہے۔ اُس کے غفلت کے پردے نہیں کھلتے۔ دِل جہالت کا بت خانہ رہتا ہے۔ باہوؒ میں ان کے قربان جاؤں جنہیں بے مثل یار مل گیا)

.....

اے طالب!

جس کسی نے علم کو جانا اور عمل نہ کیا، وہ شخص نامراد ہے اور جس نے علم کو جانا اور عمل کیا، وہ مردِ دانا ہے۔

.....

علم عمل کے لئے ہے، عمل کے بغیر علم بانجھ عورت کی طرح ہے۔

.....

علماء باعمل اور فقراء کامل دونوں گروہ بزرگ ہیں، جو شخص ان کا دامن پکڑتا ہے، وہ

Marfat.com

دونوں جہان میں پریشان نہیں ہوتا۔

.....

جو شخص علم کے ذریعہ نفسانی لذات حاصل کرے، وہ بمنزلہ سانپ ہے اور جو علم کے ذریعہ قلب اور روح کو سنوارتا ہے، وہ عالم باعمل ہشیار لائق دیدار ہے اور عالم باللہ، عالم فی اللہ اور عالم ولی اللہ اُسی کو کہتے ہیں۔ ایسا شخص علم کے مرتبہ سے بڑھ کر اولیاء اللہ کے مرتبے کو پہنچتا ہے اور بایزیدؒ کی طرح اسم جلّ شانہٗ میں غرق ہو جاتا ہے۔

.....

وہ کون سا علم ہے جس کے سبب شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ وہ طمع اور حرص کا علم ہے جو پہلے وہ نفس کو سکھاتا ہے اور نفس اُس کے سبب بے دین ہو جاتا ہے۔

.....

شیطان کو علم نے کہاں تک پہنچایا؟ بدبختی اور لعنت میں۔ یہ علم روح کے خلاف ہوتا ہے اور اُس کے ذریعہ شروع میں ہی نفس خدا سے باز رہ جاتا ہے اور بے یقین ہو جاتا ہے۔

بایقین علم تو شاہراہ ہے اور علم بے معرفت گمراہ کنندہ ہے۔

عارف لوگ جو حق کو پا لیتے ہیں، ان کی یہ علامت ہے کہ وہ عالم رَبّانی ہوتے ہیں۔ عالم زبانی میں یہ جرأت، حوصلہ اور طاقت نہیں کہ عالم ربّانی کا مقابلہ کر سکے۔

.....

وہ علم نہیں جو دنیا کی حرص ہٹا کر آخرت کا خوف پیدا نہ کرے اور غفلت سے الگ کر کے ہشیاری، خدا ترسی اور شب بیداری کی طرف راغب نہ کرے اور حرام و حلال کے درمیان فرق نہ بتائے بلکہ رشوت خوری، ریا کاری اور جھوٹ بولنے پر اکسارے اور اپنی جان کے ساتھ ہی انصاف نہ کرے اور احکام دین کو بھلا دے اور روپیہ پیسہ اکٹھا کرنے میں کوشاں رہے۔

Marfat.com

ظاہری علم چراغ کی طرح ہے جس سے جہان کے ہر ایک گھر میں روشنی ہوتی ہے اور باطنی علم بمنزلہ آفتاب ہے جس سے سارا جہان روشن ہے۔

عالم باللہ عارف آفتاب کی طرح ہے جو روز بروز طلوع ہو کر تاریکی کو دور کرتا ہے۔

فقیر آفتاب ہے اور دنیا تاریک۔

.....

میں نے کوئی ایسا عالم نہیں دیکھا جو معرفت، قرب اور دیدار کی خاطر علم پڑھتا ہو اور اُس کی غرض اُس سے روشن ضمیری اور بیداریٔ قلب ہو بلکہ وہ (علماء ظاہر) دنیاوی رزق اور روزگار کی خاطر پڑھتے ہیں۔

.....

علماء تو علم مردوں سے سیکھتے ہیں اور فقراء اللہ تعالیٰ سے حاصل کرتے ہیں۔

.....

واضح رہے کہ علماء وارثِ انبیاء اور صاحبِ ادب ہیں اور فقراء صاحب حکم جو شخص علماء و فقراء کا دوست ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے آفات ارضی وسماوی سے محفوظ رکھتا ہے کیونکہ علم لعلوں کی کان ہے۔ علم ہی سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے علم ہی سے وصال نصیب ہوتا ہے، علم ہی سے مشکلات آسان ہوتی ہیں۔ اللہ بس باقی ہوس۔

.....

جو عالم بے معرفت ہے، نادان ہے۔

جو لوگ ساری عمر (صرف) مطالعہ میں بسر کر دیتے ہیں۔ وہ نادان بچے ہیں جو مرتے وقت ملک الموت کو دیکھ کر سب علم بھول جاتے ہیں حتیٰ کہ ایک حرف بھی یاد نہیں رہتا۔

Marfat.com

عالم بے عمل اور فقیر بے توکل وصبر سے خدا محفوظ رکھے۔

.....

حافظ پڑھ پڑھ کرن تکبر مُلّاں کرن وڈیائی ہُو
ساون مانہہ دے بدلاں وانگوں پھرن کتاباں چائی ہُو
جتھے ویکھن چنگا چوکھا اُتے پڑھن کلام سوائی ہُو
دوہیں جہانیں مُٹھے باہو جنہاں کھادی وچ کمائی ہُو

(حافظ قرآن پڑھ پڑھ کر تکبر کرتے ہیں، مُلّا لوگ بڑائی میں پڑ جاتے ہیں، ساون کے مہینے کے بادلوں کی طرح کتابیں اٹھائے پھرتے ہیں جہاں کھانے پینے کی چیزیں وافر دیکھتے ہیں، زیادہ کلام پڑھتے ہیں۔ان کے دونوں جہان گئے جنہوں نے اپنی کمائی بیچ کھائی۔)

.....

عالم کلام سن کر علم حاصل کرتے ہیں اس لئے صاحبِ شنید ہیں۔فقیر دِل کی آنکھوں سے دیکھ کر معرفت حاصل کرتے ہیں اس لئے صاحبِ دید ہیں۔

.....

کامل اور دانا وہ ہے جو ظاہر میں اوراق کا مطالعہ کرتا ہو اور باطن میں ذکرِ الٰہی کے شغل میں غرق ہو۔

.....

علمائے دین دنیا کے چراغ کی طرح ہیں اور فقراء آفتاب کی طرح ہیں۔فقیر آفتاب ہے جو جاہل کو ایک نظر میں علم عطا کرتا ہے اور عالم کو عارف کر دیتا ہے۔

.....

Marfat.com

علماء کی انتہا فقراء کی ابتداء ہے۔

.....

جو شخص اولیاء اللہ کی تصانیف کا ہمیشہ مطالعہ کرتا رہے گا، اُس کی کوئی بات حکمت سے خالی نہ ہوگی اور ان کی تصانیف کی برکت سے ذکر، ارادت اور حیاتِ دِل نصیب ہوگی۔

.....

جو عالم عامل، زندہ دِل اور صاحبِ ذکر ہے، وہ کامل فقیر ہے۔

.....

اللہ کی راہ کو نہ علم سے تعلق نہ جہالت سے واسطہ، یہ تو محض محبت اور اخلاص کی راہ ہے۔

.....

جو صاحبِ درد ہے، وہی مردِ خدا ہے
اور کامل کی توجہ بے مثل ہے۔
دِل وہی ہے جو مردانِ خدا کی تاب سے آب ہو جائے نہیں تو پانی اور مٹی کا ایک لوتھڑا ہے۔

.....

جو شخص قربِ الٰہی کے احوال سے بے خبر ہے، خواہ وہ عالم بھی ہو تو جاہل ہے۔

.....

فقر کی ابتداء اور انتہا سراسر معرفت قرب اور حضوری ہے۔

.....

فقر کی ابتداء یہ ہے کہ بدن پر شریعت کا لباس پہنے اور احوال حقیقت سے واقف ہو کر معرفت میں غوطہ لگائے دم بدم صاحب کرم وجُود ہو۔ مجلس محمدی ﷺ کا محرم ہو اور فنا فی اللہ ہو جائے۔

.....

Marfat.com

واضح رہے کہ علم سونے چاندی اور نقدی کی طرح ہے اور فقر و معرفت فولادی تیغ کی طرح ہے۔ پس جو کام تلوار سے نکل سکتا ہے وہ سونے چاندی سے کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔

.....

ربانی کلمات پڑھنے سے نفس مردہ اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔

.....

اے عالم باعمل، تو کامل فقیر کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھ کیونکہ فقیر احکم الحاکمین کے حکم سے صاحبِ حکم ہوتا ہے۔ فقیر کا سوال حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشابہہ ہے اس میں عین حکمت ہے۔

.....

نماز کے تارک فقیر کو حق تعالیٰ کی معرفت کی بو بھی نہیں پہنچتی خواہ وہ تجھے چاند سے لے کر مچھلی تک سب کچھ دکھا دے۔ یہ محض استدراج اور گمراہی ہے۔

.....

جو باطن ظاہر کے موافق ہے، برحق ہے کیونکہ منجانب اللہ ہے اور جو باطن ظاہر کے مخالف ہے وہ باطل ہے۔

.....

جاہل سے بڑھ کر جہان میں کوئی خوار و ذلیل اور بُرا نہیں ہوتا۔

.....

اہل بدعت فقیر شیطان کا مرید ہے اور صاحبِ شریعت فقیر اللہ تعالیٰ سے یگانہ ہے۔ اہل بدعت فقیر باؤلے کتے کی طرح ہے۔ ایسے لوگ گو فقر کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن وہ فقیر نہیں بلکہ ٹکر گدا اور نفس کے کتے ہیں۔ باطن میں معرفتِ الٰہی سے محروم روزی کیلئے سائل بنتے ہیں۔

.....

Marfat.com

واضح ہو کہ جو فقیر خلافِ شرع شریف ہو، اُس کا باطن بھی باطل ہے اور اُس کا دعویٰ جھوٹا اور بے اعتبار ہے۔

.....

جو شخص امر معروف بجا نہیں لاتا وہ مردود اور خبیث ہے۔

.....

جس طریقہ کو شریعت رد کر دے، وہ بے دینی ہے۔

.....

مردانِ خدا پہلے نفس کو درست کرتے ہیں پھر معرفت و حضوری کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں اس کے بعد انہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ مجاہدہ وغیرہ سے مستغنیٰ ہو جاتے ہیں۔

.....

جو فقیر کامل اور نامور عالم بے ریا ہو اُس کا ادب ملحوظ رکھو خواہ اُس کی تصویر دیوار پر ہی کیوں نہ بنی ہو،

.....

اگر تو عقل مند ہے تو تجھے ایک ہی بات کافی ہے اور اگر احمق ہے تو نفس کی قید میں رہ، اہل نفس مکھی کی طرح ہیں۔ خواہ وہ اڑیں بھی تو شہباز کو نہیں پہنچ سکتے۔

.....

یقیناً استقامت کرامت سے بہتر ہے۔

.....

جو دِل محبت سے پر درد اور نور سے گرم ہے وہ دنیا اور اہل دنیا سے سرد ہے۔

.....

مردوہ ہے کہ جس حال میں ہو، اپنے نفس کا خود انصاف کرے، نفس پرست سارے ہی

Marfat.com

ہیں۔ خدا پرست کوئی کوئی ہے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

....

جس راہ کو شریعت نے رد کر دیا، وہ کفر ہے۔

....

اہل حضور خاموش ہیں اور اسی خاموشی کے عالم میں حضوری میں ہیں اور خون جگر پیتے ہیں۔

لیکن بے عقل جوش وخروش میں خود فروش ہیں۔

....

فقیر کا وجود کان ہے اور اُس کی باتیں جو وہ گنہ، وغیرہ کی بابت کرتا ہے بیش بہا موتی ہیں۔

پس اے احمق حیوان پریشان اُس کی جلالیت کے قہر سے ڈر، کیونکہ فقیر کا قہر اللہ تعالیٰ کے قہر کا نمونہ ہے اور فقیر کا کلام مشکل کشا ہے۔

فقیر کی توجہ، نظر، نشست و برخاست اور اُس کا ہر ایک کام حکمت سے خالی نہیں کیونکہ حکیم کا کوئی فعل خالی از حکمت نہیں ہوتا۔

....

دل اور قلب کی ولایت ملک لایزال ہے اور دونوں جہان دل کے مقابلے میں بمنزلہ جزو ہیں۔

....

دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ہو
وِچے بیڑے وِچے جھیڑے وِچے ونجھ موہانے ہو
چوداں طبق دلے دے اندر جتھے عشق تمبو ونج تانے ہو
جو دل دا محرم ہووے باہو سوئی رب پچھانے ہو

Marfat.com

(دِل سمندروں کی مانند گہرے ہوتے ہیں، دِلوں کی تہہ تک کوئی
نہیں پہنچ سکتا۔ ان سمندروں میں کشتیاں اور ملاح سبھی موجود
ہیں، چودہ طبق دل کے اندر خیمے کی طرح تنے ہوئے ہیں۔
باہو! جو دِل کا محرم ہو، وہی رب کو پہچان سکتا ہے)

.....

فقیر اگر چہ ظاہر میں محتاج معلوم ہوتا ہے لیکن اصل میں اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر قابض، عارف، ولی اللہ اور عالم باللہ ہوتا ہے۔

.....

رُستگاری کا مرتبہ راستے کی راستی ہے اور کم آزادی راہبر اور رہبری کا وسیلہ، اور دِل آزاری سراسر گناہ ہے۔
اہل حضور ہر مرتبہ سے آگاہ ہے۔

.....

اگر فقیر مرتبہ چاہے تو اُسے اس قدر قوت حاصل ہے کہ وہ ظلِ اللہ بن سکتا ہے۔

.....

جن اولیاء اللہ کا تصرف بے شمار غیبی خزانوں پر ہے اُن کی قید میں مشرق و مغرب تک ہر ایک چیز ہے۔
ولی اللہ ظل اللہ ہوتا ہے۔

.....

جو جس قدر عارف ہے، اُسی قدر زیادہ عاجز ہے کبھی امید میں ہوتا ہے کبھی خوف میں۔

.....

غنی اور لا یحتاج فقیر کی نگاہوں میں ہشت ہزاری امراء بلکہ بادشاہ تک حقیر ہیں کیونکہ

Marfat.com

بادشاہی کی لذت معرفتِ الٰہی سے باز رکھتی ہے۔

.....

وہ لوگ بڑے ہی غافل ہیں جو تھوڑا سا علم اور عقل حاصل کر کے اہل کل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

.....

فقیر صاحبِ امر ہے۔

اگر بادشاہ ظل اللہ بھی ساری عمر طلب میں صرف کرے تو بھی ولی اللہ فقیر کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا، لیکن اگر فقیر چاہے تو قربِ الٰہی کی توجہ سے بادشاہ کے ساتھ ملاقات کر سکتا ہے اور بادشاہ کو اس طرح اپنی طرف کھینچ سکتا ہے کہ بادشاہ ننگے پاؤں بڑی عاجزی کے ساتھ حلقہ بگوش غلام کی طرح حاضر ہو جائے۔

.....

فقیر کُل ہے اور باقی تمام طبقات اولیاء مثلاً غوث وقطب وغیرہ کے مراتب بمنزلہ جزو ہیں۔

.....

جو عارف فقط نظر سے ہی علم کو رواں کر سکتا ہے اور توجہ سے طالبوں کو حضور میں پہنچا سکتا ہے، اُسے ظاہری علم پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔

معرفت سے صاف آئینہ کی طرح تمام مراتب نظر آتے ہیں اور صاحبِ معرفت کو ہر مقام اور ہر مرتبہ کی نہ صرف واقفیت ہوتی ہے بلکہ وہ انہیں دیکھتا بھی ہے۔

.....

معرفت کی اصل نور ہے جس سے عارف کو دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

.....

Marfat.com

عارف فقیر کے چار گواہ ہیں: عیب پوشی، خاموشی، دستکاری اور کم آزاری۔

یہ چاروں باتیں فقر کا خلاصہ اور نچوڑ ہیں۔ جو ان صفات سے متصف نہیں، اسے فقیر نہیں کہہ سکتے بلکہ احمق، رُسوا اور بازاری ہے۔

.....

جو عارف سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو دیکھے، وہ مُرتد ہے اور اُس کی معرفت مردود ہے۔

.....

جاننا چاہئے کہ معرفت کی کیا علامت ہے اور عارف کی کون سی راہ ہے؟

معرفت کی علامت یہ ہے کہ قربِ الٰہی حاصل ہو اور عارف کی راہ یہ ہے کہ اُس کی نگاہ دیدارِ الٰہی پر ہو اور وہ ہر طریقے سے واقف ہو۔ یہ مراتب سلطان العارفین کے ہیں.....

عارف کی نگاہ ہمیشہ دیدار پر ہوتی ہے۔ سوائے دیدار کے اور کچھ دیکھنا اُس کی نگاہ کے لئے حرام ہوتا ہے۔

عارف کی ایک اور علامت یہ ہے کہ عارف کا طالب پہلے ہی روز عارف ہو جاتا ہے۔

.....

عارف کے لئے حیات وموت یکساں ہے اگرچہ ظاہر میں ممات کے مراتب کی قوت کی وجہ سے لوگوں کی نظروں سے غائب ہوتے ہین لیکن سب پر غالب ہوتے ہیں۔

اگرچہ خلقت انہیں جانتی ہے کہ وہ خاک تلے سوئے پڑے ہیں لیکن دراصل وہ قبران کے لئے قرب ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مجلس ہوتے ہیں۔

اولیاء اللہ فقیر جس طرح زندگی میں لوگوں کو طالب اور مرید کر کے تعلیم وتلقین کرتے ہیں، اسی طرح ممات میں بھی کیا کرتے ہیں بلکہ حیات سے دوچند۔

.....

Marfat.com

غیب کا جاننا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو اپنا علم خاصہ سکھاتا ہے جیسا کہ علم لدُنّی۔ بعض کو قربِ الٰہی سے الہام پیغام وصول ہوتا ہے۔

.....

یہ راہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی عنایت کردہ ہے جو اس کا منکر ہے وہ مردود ہے، مردہ دل اور روسیاہ ہے، مردار کی جستجو کے درپے ہے۔

.....

واضح رہے کہ شاعروں کے لئے علم بلاغت وفصاحت وغیرہ کا جاننا ضروری ہے اور فقراء کو قرب اور حضوری علم درکار ہے شاعر کا کلام ناقص یا خام ہو تو اس کے لئے باعثِ ذلت ہے لیکن اگر فقیر کا کلام خام ہو تو بھی شہد کی طرح میٹھا اور سونے چاندی سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔

.....

فقر کا مقام ایک گہرا سمندر ہے جو سدرۃ المنتہیٰ روح الامین کا مقام ہے اس حق الیقین مقام کو صرف اہل دین ہی دیکھ سکتے ہیں۔

.....

کسی کامل فقیر کی جستجو کر۔
اگرچہ وہ دور دراز فاصلے پر رہتا ہو تو بھی اُس کی زیارت سے باز نہ رہ۔

.....

بے عقل وہ شخص ہے جو آخرت اور روزِ حشر کا خیال نہ کرے جس شخص کو اللہ تعالیٰ فقر کے حوالے کرتا ہے، وہی دنیا میں دانا اور عقل مند ہے۔

.....

ہر چیز کی کسوٹی ہوا کرتی ہے سو علم کی کسوٹی فقر ہے۔

.....

Marfat.com

جس شخص کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اُس کے وجود اور نظر کو کیمیا بنا دیتا ہے۔

.....

جس کا نام ولی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ پہلے اُسے بلا میں مبتلا کرتا ہے اللہ والے اُس بلا کو نعمت سمجھتے ہیں۔

.....

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ فقیری مشکل ہے لیکن فقیر باہوؒ کہتا ہے کہ فقیری مشکل نہیں مشکل وہ بات ہوتی ہے جو دِل کو اچھی نہ لگے۔

جس کو فقر دِل سے بھاتا ہے اُس کے لئے آسان ہے۔ اہل فقر دن رات اس واسطے ڈرتے ہیں کہ کہیں فقر ان کے ہاتھ سے جاتا نہ رہے۔

.....

واضح رہے کہ فقیری کوئی آبائی میراث نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یکتا ہونا ہے۔

فقیری سید یا قریش ہونے پر منحصر نہیں بلکہ عرفان پر منحصر ہے۔

.....

عشق کی راہ سخت کٹھن ہے۔

اگر جانا ہے تو عاشق ہو کر جاؤ ورنہ عاشقوں کا منہ نہ دیکھو۔

.....

فقیر بمنزلہ آفتاب ہے جس قدر زیادہ نکلتا ہے اُسی قدر اُس کی روشنی اور تجلی، تاریکی اور اندھیرے کو ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہے۔

.....

Marfat.com

غ

غوث قطب ہن اورے اویزے عاشق جان اگیرے ہو
جہیڑی منزل عاشق پہنچن اوتھے غوث نہ پاون پھیرے ہو
عاشق وچ وصال دے رہندے جتھاں لامکانی ڈیرے ہو
میں قربان تنہاں توں باہو جنہاں ذاتوں ذات بسیرے ہو

(غوث وقطب تو ادھر ہی رہتے ہیں، عاشق ان سے آگے نکل جاتے ہیں۔ جن منزلوں تک عاشق پہنچتے ہیں، وہاں غوث تو چکر بھی نہیں لگا سکتے۔ عاشق ہمیشہ وصال میں رہتے ہیں ان کے ڈیرے لامکان میں ہیں۔ میں ان پر قربان جاؤں باہو جنہوں نے ذات میں بسیرا کیا ہے۔)

.....

اہل فقر کا چہرہ عظمت وعزت کے باعث چودھویں کے چاند کی طرح ہوتا ہے اور اہل دنیا کا چہرہ نجات دنیوی کے باعث مکروہ اور گھناؤنا ہوتا ہے۔

قیامت کے دِن علماء بھی حساب میں مبتلا ہوں گے اور اہل دنیا بھی علماء کو حلال کی وجہ سے ثواب حاصل ہوگا اور اہل دنیا کو عذاب لیکن فقیر عارف باللہ بے حجاب اور بے حساب ہوگا۔

.....

جس فقیر کی نظر قربِ الٰہی پر ہے نہ کہ شاہی طمع پر وہ بادشاہ سے بڑھ کر ہے۔

.....

حق کو لے لے اور بدعت وکفر سے استغفار کر،
جو صاحبِ نظر ہے، وہ ہر طریق سے توحید سے نزدیک تر کر دیتا ہے۔

.....

Marfat.com

اولیاء اللہ قیامت تک ایک دوسرے کے قائم مقام ہو کر آفتاب کی طرح روشن رہیں گے۔

.....

ہزاروں میں سے کوئی ایک آدھ ہی خدا پرست ہوتا ہے جو اپنے رب کے دیدار کی طلب میں زندہ قلب اور بیدار دِل ہوتا ہے۔

.....

ایسے لوگوں سے ہزار بار استغفار ہے جو ظاہر میں ہر دلعزیز اور اہل دکان ہوتے ہیں لیکن ان کے باطن میں خباثت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہوتی ہے، ایسے لوگ ایمان سے بالکل بے بہرہ اور بے خبر ہوتے ہیں۔ یہ لوگ سونے چاندی اور دنیاوی مال کی فکر میں رہتے ہیں، راہزن اور کافر ہوتے ہیں۔

فقیر وہی ہے جسے تحقیقی طریقہ حاصل ہو۔ ظاہر میں با اخلاص شریعت میں مضبوط اور مستحکم ہو۔ اور باطن میں معرفتِ الٰہی اُسے حاصل ہو۔

.....

.....

فقیر بادشاہ ہوتا ہے اور سائل گدا۔

جس شخص کو ظاہری و باطنی تصرف حاصل نہیں، اُسے عارف باللہ فقیر نہیں کہہ سکتے۔

.....

فقیر غنی ہوتا ہے۔ اُس کو قربِ الٰہی کی وجہ سے غنایت حاصل ہوتی ہے نہ کہ دنیاوی مال و اسباب کی وجہ سے۔ کیونکہ دنیاوی مال و اسباب کی وجہ سے جو غنایت حاصل ہوتی ہے، وہ باطل ہوتی ہے۔

.....

.....

دنیا میں سب سے بڑا مرتبہ بادشاہی ہے لیکن فقیر عارف باللہ اس کمینہ اور کمتر مرتبے کی

Marfat.com

طرف نگاہ بھی نہیں کرتا۔

.....

مثل ہے کہ جو بادل زیادہ گرجتے ہیں وہ برستے نہیں، یہی حال اہل کمال کا ہے کہ وہ اپنی زبان بند رکھتے ہیں

نہد شاخِ پُر میوہ سر بر زمین

.....

جو کچھ تو طلب کرنا چاہتا ہے، فقیر سے طلب کر۔

.....

اہل محبت وہ لوگ ہیں جو خدا اور رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جانتے ہیں اور ان کی محبت میں غرق رہتے ہیں۔

.....

فقیری کسی کی ورثہ نہیں اور نہ اس کی حقیقت گفتگو سے دریافت ہو سکتی ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی ہے جو دریا کی موج کی طرح ہے۔ فقراء ایسی موج کے منتظر رہتے ہیں کہ کب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرمائے۔

.....

فقیر وہ ہے جس کے دِل میں دونوں جہاں پوشیدہ ہیں۔

.....

جس طرح اہل دنیا مال و دولت کے لئے پریشان رہتے ہیں، اسی طرح فقراء دیدارِ الٰہی کے لئے پریشان رہتے ہیں۔

.....

اہل عبادت مبتدی اور اہل معرفت منتہی ہیں، مبتدی منتہی کے حال سے کیونکر واقف ہو

Marfat.com

سکتا ہے۔

.....

دنیا میں دو گروہ آزاد ہیں: فقراء وسلاطین۔

ان جیسی آزادی کسی کو نہ ہوئی ہوگی۔ فقراء اس وجہ سے بے نیاز ہیں کہ وہ بے نیاز کے ہم نشین ہیں۔ سلاطین اس لئے بے نیاز ہوتے ہیں کہ مال وزر کی محبت میں مست رہتے ہیں۔

.....

درویش صاحب شعور اور فقیر صاحب حضور کی یہ نشانی ہے کہ وہ اپنے دِل میں دنیا کی محبت نہیں رکھتا۔

جو شخص ہوائے نفسانی کو چھوڑ دے، صاحب شوق ہے اور جو دنیا اور مال وزر کو چھوڑ دے، صاحب ذوق ہے۔

.....

بعض درویش کہتے ہیں کہ محلّہ اور ہر ایک شہر فقراء کی برکت سے قائم ہے بلکہ فقراء کا پھرنا اور سیر کرنا خالی از حکمت نہیں۔

.....

عارف بغیر حکم ربانی کسی شخص سے ہم کلام نہیں ہوتا۔

.....

جس طرح آفتاب کی نظر ہمیشہ پہاڑ پر پڑتی ہے ایسے ہی اللہ کی رحمت کی نظر عارفوں کے دِل پر پڑتی ہے۔ (کیونکہ دنیا کے ظلمت کدہ میں وہی نمایاں اور بلند ہوتے ہیں)

..... جان لے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر عرش وکرسی، لوح وقلم اور صورت انسان اور علم زبان اور عبادت کے ظاہری اعمال اور جنوں اور فرشتوں پر نہیں ہے بلکہ انسان کامل کے دِل پر ہے۔

Marfat.com

اور انسانِ کامل انبیاء واولیاء اللہ ہیں جن کے دِل ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔

.....

فقراء آئینہ کی طرح ہیں۔ جس صورت میں فقیر کو دیکھے، اپنی صورت کی حقیقت ہی سامنے دکھائی دیتی ہے۔

پس جو شخص فقیر کو بے برکت اور خالی جانے، وہ دونوں جہان میں بے برکت اور خالی ہے۔

.....

اور جس نے فتح ونصرت اور بادشاہی پائی، فقیر اور درویش سے پائی۔

بر درِ درویش رو ہر صبح وشام

تا ترا حاصل شود مطلب تمام

(ہر روز صبح وشام درویش کے دروازے پر حاضری دو تا کہ تمہیں پورا مقصد حاصل ہو)

.....

زندہ دِل صاحب راز کو کوئی ریاضت درکار نہیں کہ وہ ہمیشہ باحضور ہے۔

.....

جس کو سرّ کی خبر ہے، وہ ہمیشہ وَرقِ دِل کے مطالعہ میں رہتا ہے اور ہر مقام پر نگاہ رکھتا ہے۔

.....

فقر نعمت ہے اور یہ نعمت ہر کسی کو نہیں ملتی سوائے دوستانِ خدا مثل انبیاء واولیاء کے۔ جو نبیوں اور ولیوں کے علاوہ فقر کا دعویٰ کرے، کاذب ہے۔

.....

Marfat.com

فقیر کا دشمن تین حکمتوں سے خالی نہیں۔ یا وہ منافق ہوگا، یا حاسد یا کافر۔

.....

نہ ہر درویش صاحبِ ولایت ونظر ہے اور نہ ہر شخص لائق صحبت خضر علیہ السلام ہے۔
ہزاروں لاکھوں میں کوئی ایک فقیر صاحبِ تصرفِ سیم وزر ہوتا ہے۔

.....

عارف صاحبِ مشاہدۂ احوال ہے۔

.....

کیمیا نظر اُس شخص کو کہتے ہیں جو ایک ہی نگاہ سے جاہل کو عالم بنا دے اور اُس پر تمام علوم منکشف کر دے۔

.....

جو شخص صاحبِ قلب ہوتا ہے، اُسے دائمی اور سرمدی زندگی حاصل ہوتی ہے۔

.....

اُسی فقیر کی زبان اللہ تعالیٰ کی تلوار ہو سکتی ہے جو ہمیشہ ذکر وفکر اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہتا ہے۔

.....

مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو فقراء کی برائے خدا خدمت نہیں کرتے بلکہ الٹا انہیں اینٹ پتھر مارتے ہیں۔

.....

فقیر کی زبان منہ میں ایسی ہے جیسے میان میں تلوار،

Marfat.com

اگر وہ تلوار سونتی جائے تو قہر فقیر قہر خدا کی صورت اختیار کر کے تمام جہان کو قتل کر دے کیونکہ فقراء کی زبان اللہ تعالیٰ کی تلوار ہوتی ہے۔

.....

دیوانگی اور بے شعوری جنونیت کی علامت ہے۔ایسے لوگ معرفتِ الٰہی سے محروم رہتے ہیں۔

.....

جو مہذب و متقی ہے روزِ ازل سے ہی شائستہ اور متقی ہے وہ لوگوں کو فیض پہنچاتا ہے اور ان پر رحم کرتا ہے۔

.....

ولی اللہ اُس شخص کو کہتے ہیں جو سر سے پاؤں تک رحمتِ الٰہی میں لپٹا ہوا ہو۔

.....

فقیر ہونا آسان نہیں۔

فقر میں پروردگار کے اسرار عظیم کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

.....

اہل دنیا کو لازم ہے کہ وہ فقراء سے التجا کریں لیکن فقیر کے لئے کسی دنیا دار کا ملتجی ہونا گناہ ہے ہاں اگر اللہ کے حکم یا اجازت سے ایسا کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

جو فقیر دِن رات اہل دنیا سے ہم پیالہ و نوالہ رہتا ہے وہ اہل دنیا سے بھی بدتر ہے۔

.....

فقر اور معرفت کا مرتبہ تمام مرتبوں سے برتر عظیم اور کریم ہے۔

.....

تمام زمین درویشوں کے قدم کی برکت سے آباد ہے۔

Marfat.com

جو درویشوں کا منکر ہے وہ دونوں جہان میں پریشان ہے۔

.....

جن لوگوں کو فنا فی التوحید اور معرفتِ الٰہی کا درجہ حاصل ہے ان کا ظاہر و باطن نور ہے خواہ وہ بظاہر خاک میں مدفون ہوں لوگوں کی نگاہ میں اہل قبور ہوتے ہیں لیکن یاد رکھو، موت اُن کے لئے (محض) ایک حجاب ہے۔ موت میں ان کے لئے ثواب ہے۔

.....

اس راہ (فقر) میں بے درد نامراد ہے کیونکہ اہل دل کا علاج دردِ دل ہے۔

.....

اہل دِل کی کیا علامت ہوتی ہے؟
وہ روٹی کھاتا ہے اس جہان کی اور کام اُس جہان کا کرتا ہے۔

.....

کامل فقیر علم کا فیض بخشتا ہے اور دستگیری کرتا ہے..... پس دنیاوی مال و متاع کو عارف فقیر کبھی قبول نہیں کرتا۔ یہ کام اہل فضل و فیض اور اہل مجلس کے لئے مفید نہیں۔

دنیاوی علم سے حیا جاتی رہتی ہے جو کہ حیات کا جزو ہے۔

.....

با توفیق مُرشد غالب الامر اور قافلہ سالار ہوتا ہے۔

.....

طالب مرشد کو نہیں پہچان سکتا، ہاں، مرشد طالب کو پہچان سکتا ہے طلب طالب کو اس طرح پہچان لیتی ہے جیسے قسمت اہل قسمت کو۔

.....

Marfat.com

ہزاروں کتابوں کے سارے احوال مرشد کے قال کے ایک نکتے میں آجاتے ہیں۔

.....

الف

ایہہ تن میرا چشماں ہووے تے میں مرشد نہ رجّاں ہو
لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں ہک کھولاں ہک کجّاں ہو
اتنیاں ڈِٹھیاں صبر نہ آوے ہور کِتے ول بھجّاں ہو
مرشد دا دیدار ہے باہو مینوں لکھ کروڑاں حجّاں ہو

(میں مرشد کے دیدار سے سیر نہیں ہوتا کاش میرا سارا بدن آنکھ بن جائے۔ ہر روئیں کے ساتھ لاکھ آنکھیں پیدا ہو جائیں تا کہ ایک بند کروں تو دوسری کھل جائے۔ پھر بھی کسی طرح قرار نہ آئے تو بھاگ کر کہاں جاؤں۔ باہو! مرشد کا دیدار میرے لئے لاکھ کروڑ حج کے برابر ہے)

.....

س

سَے روزے سَے نفل نمازاں سَے سجدے کر کر تھکے ہو
سَے واری مکّے حج گزارن دِل دی دوڑ نہ مُکّے ہو
چلے چلیے جنگل بھونا اس گل تھیں ناں پکے ہو
سبھے مطلب حاصل ہوندے باہو جد پیر نظر اک تکے ہو

(سینکڑوں روزے رکھے، نوافل نماز میں سجدے کر کر تھک گئے، سینکڑوں حج کئے مگر دِل کی دوڑ اختتام تک نہ پہنچی جنگل میں چلّے کاٹے جنگلوں میں گھومے لیکن مقصد حاصل نہ ہوا۔ باہو جب شیخ

Marfat.com

ایک نظر دیکھتا ہے تو سب مطالب حاصل ہو جاتے ہیں)

.....

طالب کو چاہئے کہ اگر مرشد سے ایک دِن رات میں مقصد حاصل نہ ہو تو اُس سے کنارہ کشی کرے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

.....

کامل مرشد وجودِ دِل کے دروازوں کی کنجی ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی تالے کی کلفت باقی نہیں رہتی۔ تمام مشکلات یکبارگی حل ہو جاتی ہیں۔

.....

مرشد کا فیض بارانِ رحمت یا موجِ دریا یا شعاعِ آفتاب کی طرح ہوتا ہے۔

.....

جو شخص بیعت کے بعد طالب کو خدا رسیدہ نہ بنائے، وہ مرشد خدا کا دشمن ہے۔

.....

ک

کامل مرشد ایسا ہووے جیہڑا دھوبی وانگوں چھٹے ہو
نال نگاہ دے پاک کریندا وچ سجی صبُون نہ گھتے ہو
میلیاں نوں کر دیندا چٹا وچ ذرہ میل نہ رکھے ہو
ایسا مرشد ہووے باہو جیہڑا لوں لوں دے وچ وسے ہو

(کامل مرشد ایسا ہونا چاہئے جو دھوبی کی طرح صاف کر دے نگاہ سے دِل کو پاک کر دے میلوں کو سفید کر دے، ذرہ بھر میل نہ رہنے دے ایسا مرشد ہونا چاہئے جو لُوں لُوں میں سما جائے)

.....

Marfat.com

الف

اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ہُو؟
نفی اثبات دا پانی ملیُس ہر رگے ہر جائی ہُو؟
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھُلاں تے آئی ہُو؟
جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہہ بوٹی لائی ہُو؟

(اسم اللہ ذات چنبیلی کی بیل کی مانند ہے جو مرشد نے میرے دل میں لگا دی۔ ذکرِ الٰہی نے اُس کے بیخ و بن کی آبیاری کی۔ اب پھلنے پھولنے پر آئی تو خوشبو ہر طرف پھیلنے لگی۔ مرشد کامل سلامت رہے جس نے یہ بوٹی لگائی)

.....

مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ آپس میں کوئی طالب اور کوئی مرشد بن بیٹھا ہے لیکن نہ طالب کو طالب کی حقیقت معلوم ہے نہ مرشد کو مرشد کی حقیقت سے واقفیت ہے۔ دونوں ہی احمق اور نادان ہیں۔

.....

خاص کی صحبت بھی معراج ہے۔

.....

عاقل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور بے عقل طمع نفس اور حرص و ہوا کی طرف مائل ہوتا ہے پس تجھے ان دونوں میں سے کون سی بات پسند ہے یا تو معرفت حق حاصل کر یا دنیا کی طرف رجوع کرے۔

.....

Marfat.com

نفس پرست عام ہیں اور خدا پرست کم۔

.....

جس (طالبِ حق) کی نظر میں دنیا اور اہل دنیا کی وقعت ہے وہ دونوں جہان میں ملعون ہے، وہ درویش نہیں۔)

.....

مرید ہونا آسان ہے مگر اپنی مراد اور خواہشوں کو چھوڑنا بہت مشکل ہے۔

.....

اے احمق! نفاقِ قلبی کی بیماری نے تیرے تمام وجود کو کھا لیا ہے۔ کسی طبیب القلوب کو تلاش کر تا کہ اس باطل مرض سے تیرے وجود کو صحت بخشے۔

.....

مردِ کامل وہ ہے جو حق کی طرف لے جاوے اور مرشدِ ناقص شیطان ہے جو باطل کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔

.....

اے طالب حق!

اگر تو سَیّد ہے تو خُلقِ محمدی کی سند حاصل کر۔

اگر قریش ہے تو دِل ریش ہو۔

اگر عالم ہے تو درویشی طلب کر نہ کہ درپیشی۔

اگر جاہل ہے تو علم حاصل کر، وہ علم جو حق تک پہنچا دے اور جملہ ماسوئ باطل کو مٹا دے۔

.....

Marfat.com

اے سیّد!

اگر تو صحیح معنوں میں سیّد اور سردار بننا چاہتا ہے تو اپنے جدامجد کے قدموں پر چلا جا اور ان کے اخلاق، اعمال اور افعال اختیار کر اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید کے حصول کے لئے مرشدِ کامل کو تلاش کر،

اگر تو نے کامل فقیر کو پالیا اور اُس کا دِل ہاتھ میں لے لیا

.....تو بس دونوں جہان سے بے غم ہو گیا۔

.....

یاد رکھو کہ کل مقامات عرش سے فرش تک سب طالب حق کے امتحان کے لئے ہیں۔ان میں جو مقام بھی خالق سے روک دے، وہی شیطان ہے۔

.....

جس طرح لوگ دِن رات کامل مرشد کی تلاش میں رہتے ہیں اسی طرح مرشد بھی کسی کامل طالب کی تلاش میں رہتا ہے۔

.....

خود پسند طالب سالہا سال بھی مرشد کے حضور میں رہ کر بہ سبب بے ادبی وصال سے محروم رہتا ہے۔

.....

توفیق محض عطائے الٰہی اور فیض خدا ہے جسے اللہ چاہے بے ریاضت عطا کر دیتا ہے۔

.....

وہ کون سا علم ہے جس کے سبب شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے؟ وہ طمع اور حرص کا علم ہے جو پہلے وہ نفس کو سکھاتا ہے اور نفس اُس کے سبب بے دین ہو جاتا ہے۔

.....

Marfat.com

خدا کرے وہ سر ہی نہ رہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا مخلوق کو سجدہ کرے

اور وہ آنکھ ہی نہ رہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو دیکھے۔

اور وہ کان ہی نہ رہے جو اللہ تعالیٰ کے غیر کا کلام سنے۔

اور وہ زبان ہی نہ رہے جو اُس کے غیر کا ذکر کرے۔

اور وہ قدم ہی نہ رہے جو اُس کے سوا اٹھایا جائے۔

اور وہ ہاتھ ہی نہ رہے جس سے اُس کے غیر کی دستگیری کی جائے۔

اور وہ کمر ہی نہ ہے جو اُس کے سوا کسی اور کی خدمت کے لئے باندھی جائے۔

اور وہ سینہ ہی نہ رہے جو اُس کے سوا کسی نجس کی نجات سے بھرا ہو۔

اور وہ دِل ہی نہ رہے جو اُس کے سوا غیر کے قرب کا خیال کرے۔

.....

عاشق کی دو صفتیں ہوتی ہیں، اول معشوق پر سے آنکھ نہیں اٹھاتا۔

دوسرے مخلوقات کی ملامت کا خیال تک نہیں کرتا۔

.....

فقیر کے لئے اُس سے بڑھ کر اور کوئی بری بات نہیں کہ لوگوں کے ساتھ نیک و بد اور شور و شر کے بارے میں گفتگو کرے کیونکہ ایسا کرنے سے اُس کا دِل مردہ ہو جاتا ہے اُس کا کلام بھی بے تاثیر ہو جاتا ہے اور اُسے غم، کدورت، حجاب اور خطرات، معرفت و دیدار قربِ الٰہی سے باز رکھتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ کامل فقیر ہمیشہ خلوت گزیں ہوتے ہیں اور خلقت کو چھوڑ کر تنہا جنگلوں میں گزر بسر کرتے ہیں اور ہمیشہ مسافر ہی رہتے ہیں اور اپنے تئیں لوگوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔

اور اگر شہر میں رہتے ہیں تو بعض دیوانے بن جاتے ہیں اور بعض ظاہر میں مجذوب لیکن باطن میں محبوب بنے رہتے ہیں۔

Marfat.com

یار کے ساتھ انہیں بہار ہوتی ہے دیدار سے اُنہیں جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ دیدار کے بغیر تو بہشت بھی بمنزلہ خار ہے!

.....

.....

غفلت کی روئی کانوں سے نکال اور موت کو یاد کر۔

موت تیرے وجود میں ہے اور تیرا وجود موت کی غار ہے۔

.....

جس شخص پر قہر الٰہی ہوتا ہے، اُس پر نفس، شیطان، دنیا اور گناہ غالب آتے ہیں اور وہ ان کا مطیع ہوتا ہے۔

.....

دنیا کے طالب ہر وقت اپنا ذکر کرتے رہتے ہیں اور ان کی کوئی گھڑی اپنی فکر سے خالی نہیں رہتی حتیٰ کہ اسی حالت میں مر جاتے ہیں۔

.....

تمام انبیاء واولیاء نے دنیا کو ترک کیا ہے اور اُس سے بیزاری ظاہر کی ہے۔ پھر جو شخص ان کی خلاف ورزی کرے، کیونکر مسلمان ہوسکتا ہے۔

.....

الف

اَدھی لعنت دنیا تائیں تے ساری دنیا داراں ہُو
جیں راہ صاحب دے خرچ نہ کیتی لین غضب دیاں ماراں ہُو
پیواں کولوں پتر کوہاوے بھٹھ دنیا مکاراں ہُو
جنہاں ترک دنیا دی کیتی باہُو لیسن باغ بہاراں ہُو

(آدھی لعنت دنیا پر اور ساری لعنت دنیاداروں پر، جس نے اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی راہ میں دولت خرچ نہ کی اُس پر غضب کی مار پڑے گی۔
مکار دنیا پر لعنت ہو جو باپوں سے بیٹے ذبح کراتی ہے۔ باہو!
جن حضرات نے دنیا ترک کی وہی باغ و بہار سے لطف اندوز
ہوں گے۔)

.....

دنیاوی دام و دِرم وجود میں کیڑوں کی طرح ہیں۔ان کے سبب سے مختلف خیالات کی بیماری آرام وقرار نہیں لینے دیتی۔

.....

اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کی طلب کرنا، اُس میں مشغول ہونا غلط ہے اور غضب کا راستہ ہے۔

.....

انسانی وجود غار کی طرح ہے جس میں نفس سانپ کی طرح بسیرا کئے ہوئے ہے۔

.....

واضح رہے کہ سب سے بڑا گناہ تکبر اور خود پسندی ہے۔

.....

جو شخص پہلے اپنے نفس کو اپنا مطیع اور محکوم نہیں بناتا اُس کے لئے معرفتِ الٰہی حاصل کرنا محال ہے۔

.....

خام اگر ساری عمر بھی ریاضت کرے تو بے فائدہ تکلیف اٹھاتا ہے۔معرفتِ الٰہی کے خزانے سے اُس کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔

.....

Marfat.com

دِل ایک ایسا وسیع ملک ہے جس میں باقی تمام ملک سما سکتے ہیں لیکن یہ بلحاظ عظمت کسی ملک میں نہیں سما سکتا۔

.....

ذکر قلبی، روشنی اور جمعیت صرف زندہ قلب کو حاصل ہوتی ہے۔

.....

راہِ حق نہ علم میں ہے اور نہ جہل میں بلکہ صرف توفیق الٰہی اور اُس کی محبت و اخلاص میں ہے۔

.....

درویش کے لئے ضروری ہے کہ لقمہ کھاتے وقت حاضر الوقت ہو۔

.....

عمر ریت کی طرح ہے اور وجود شیشے کی مانند اور سانس کی آمد و رفت ریت کی آمد و رفت کی طرح ہے۔

.....

خاص الخاص آدمیوں کی نماز مشرف بدیدار ہوتی ہے۔ وہ روبرو سجدہ کرتے ہیں۔ عام لوگوں کی نماز رسمی ہوتی ہے۔

.....

ریاضت کے چالیس چلّوں سے ایک رات کی اولیاء اللہ کی قبر کی ہم نشینی بہتر ہے۔

.....

عزیز من سنو! تم بے عقلی اور قیاس نہ کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔ تمہاری جان لعلوں کی کان ہے جس سے تم مطلق بے خبر رہ کر حیران و سرگردان اور پریشان پھرتے ہو۔

.....

Marfat.com

جو شخص محبت کی آگ میں نہیں جلا، اُس کے دِل پر دوزخ کی آگ جلے گی۔

.....

خلقت سے مہربانی کرنا اور انہیں نہ ستانا نجات کا باعث ہے۔

.....

الف

ایہہ تَن رب سچے دا حُجرہ وچ پا فقیرا جھاتی ہو
ناں کر منّت خواج خضر دی تیرے اندر آب حیاتی ہو
شوق دا دیوا بال ہنیرے متاں لبھی وست کھڑاتی ہو
مرن تھیں اگے مَردے باہوؔ جنہاں حق دی رمز پچھاتی ہو

(یہ بدن اللہ پاک کا حجرہ ہے، اس میں جھانک کر دیکھو۔ خواجہ خضر کی منّت کرنے کی ضرورت نہیں، تمہارے باطن میں آبِ حیات موجود ہے۔ شوق کا چراغ روشن کرو شاید تمہیں اپنی کھوئی ہوئی چیز مل جائے۔ باہو وہ مرنے سے پہلے مر جاتے ہیں جو حق کی رمز پہچان لیتے ہیں۔)

.....

رزق انسان کی تلاش میں اس طرح رہتا ہے جس طرح موت اُس کی تلاش میں رہتی ہے۔ موت انسان کو کسی جگہ نہیں چھوڑتی اسی طرح اُس کی روزی بھی اُسے کہیں نہیں چھوڑتی۔

.....

بہت علم پڑھنا فرض نہیں بلکہ گناہ سے بچنا فرض ہے۔

.....

خدا کے کسی کامل مرد کو دستگیر بنا تا کہ تُو کامل ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کامل بندے

Marfat.com

کے سوا اور کوئی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ مرد وہی ہے جو اللہ کا طالب ہو..... اور دنیا کا طالب مغموم و پریشان رہتا ہے اور کسی کام نہیں آتا۔

.....

تو اگر چاہتا ہے پل صراط سے آسانی کے ساتھ گزر جائے تو کسی مسلمان کو کسی طرح کا دکھ نہ پہنچا۔

.....

دِل کا حُجرہ اور خلوت، مٹی کے حُجرے اور خلوت سے بہتر ہے۔ کیونکہ مٹی کا حُجرہ کمتر ہے۔ جس نے پایا دِل کے حُجرہ سے پایا اور جس نے دِل سے پایا وہ گل سے دور ہو گیا۔

.....

اللہ تعالیٰ کا کلام (قرآن مجید) اللہ کا خزانہ ہے نامحرم اُس کو نہیں پہچانتا۔

.....

جو شخص سادات کو رضامند نہیں کرتا۔ اُس کا باطن ہرگز صاف نہیں ہوتا اور معرفتِ الٰہی کو نہیں پہچانتا۔ کیونکہ جو سادات کا خادم ہو وہ بالآخر مخدوم ہو جاتا ہے اور جو آلِ نبی ﷺ، اولاد حضرت علیؓ اور اولادِ فاطمۃ الزہرہؓ کا منکر ہے، وہ معرفت سے محروم ہے۔

.....

عقل مند وہی ہے جو اپنے آپ کو تحقیق کرے کہ میں ازل سے کیا لایا تھا اور اب دنیا سے کیا لئے جاتا ہوں اور عاقبت میں مجھے کیا نعمت ملے گی۔

.....

پہلے لقمۂ حلال حاصل کر، بعد ازاں فقر میں قدم رکھ جب تک نفس کو فقر و فاقہ دنیاوی لذتوں سے زیادہ معلوم نہ ہو، معرفتِ الٰہی کی راہ اس پر منکشف نہیں ہوتی۔

.....

Marfat.com

جس میں خلقِ خلیلؑ ہے، وہ رب جلیل کا ہم نشین ہے۔

.....

تجھے معلوم نہیں کہ مکھن سے بڑھ کر کوئی چیز نرم اور ملائم نہیں کیونکہ جب ذرا سی گرمی اُسے پہنچتی ہے تو نرم ہو جاتا ہے۔ اُسی طرح درویشوں، فقیروں اور مومنوں کا دِل دوسرے کی گرمی سے جنبش میں آتا ہے یا کسی مومن بھائی کی تکلیف کو دیکھ کر ان کے نرم دِل کو ٹھیس لگتی ہے۔

.....

ج

جے رب ناتیاں دھوتیاں مِلدا تاں مِلدا ڈڈواں مچھیاں ہُو
جے رب لمّیاں والاں ملدا تاں ملدا بھیڈاں سنّیاں ہُو
جے رب راتیں جاگیاں ملدا تاں ملدا کال کڑچھیاں ہُو
انہاں گلّاں رب حاصل ناہیں باہو رب ملدا دلاں بچھیاں ہُو

(اگر رب نہانے دھونے سے مل جاتا تو مینڈکوں اور مچھلیوں کو ملتا۔ اگر رب لمبے بال رکھنے سے ملتا تو بھیڑوں اور بکریوں کو ملتا۔ اگر رب راتوں کو جاگنے سے ملتا تو چڑیوں اور پرندوں کو ملتا۔ ان باتوں سے رب حاصل نہیں ہوتا۔ باہو، رب ملتا ہے تو دلوں کو صاف کرنے سے)

☆☆☆

Marfat.com

شرحِ اصطلاحاتِ صوفیہ

(استفادہ از ''اصطلاحاتِ صوفیہ'' مؤلفہ شاہ عبدالصمد چشتی و 'سرِّ دلبراں'' مؤلفہ سید محمد ذوقی)

احوال

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے پر جو فیوضات نازل ہوتے ہیں جن کے ذریعہ سے اُس کا باطن صاف ہو جاتا ہے اور بندہ اپنے مولا کے قریب ہو جاتا ہے، اُن فیوضات کے نازک ہونے کے اثرات کو ''احوال'' کہتے ہیں۔ ''صاحبِ مشاہدۂ احوال'' اُس فقیر کو کہیں گے جس پر یہ تمام فیوضات وارد ہو چکے ہوں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے قرب کا اعلیٰ مقام اُسے حاصل ہو چکا ہو۔

استغراق

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ کے سلوک فقر میں ذکر میں غایت درجے کی توجہ کا یہ انتہائی مقام ہے جو صرف فنافی اللہ فقیر کامل کو حاصل ہوتا ہے۔

رسالہ ''رُوحی'' میں انتہائے مقام پر انتہائی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے اپنے متعلق فرماتے ہیں:

''پرتوِ شعاعِ حضرت کبریا بندہ را ذرہ وار در ابحارِ استغراق مستغرق ساخت'' (حضرت کبریا کی شعاع کے عکس نے بندہ کو ذرہ کی طرح استغراق کے سمندروں میں غرق کر دیا)

استغراق نبوت کے خصائص میں سے ہے: ''یہ استغراق ایسے ہی نفوس کو حاصل ہو سکتا ہے جو رذائل سے پاک ہوں، فواحش سے منزہ ہوں، فساد سے دور ہوں، طبیعت کے غلبہ سے آزاد

Marfat.com

ہوں کیونکہ نفس جب تک ان آفاتِ محسوسہ میں مشغول رہے، اُس کا عالم بالا کی جانب توجہ محال ہے۔" (سرِّ دلبراں)

استقامت

جملہ احکام شریعت وطریقت پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جانا اور اُس پر مداومت کرنا۔

الہام

جب درویش دِل صاف کر لیتا ہے تو اُس کے قلب پر واردات نازل ہوتی ہیں اور کسی استدلال کے بغیر وہ ان پر کامل یقین رکھتا ہے، انہیں الہام کہا جاتا ہے۔

انسانِ کامل

تمام مخلوقات میں انسان افضل اور اکمل ہے اور انسانوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اکمل اور ارفع ہیں اس لئے آپ انسانِ کامل ہیں۔ "دوسروں کو یہ رتبہ آپ ہی کی برکت اور آپ ہی کی پیروی ومتابعت اور آپ ہی کی محبت سے ظِلّی طور پر حاصل ہوتا ہے" (سرِّ دلبراں) اس لئے اولیاء اللہ کو بھی انسانِ کامل کہہ دیتے ہیں۔

تجلی

(جمع تجلیات).....لغت میں تجلی ظاہر کرنے اور ظاہر ہونے کو کہتے ہیں.....

ہر وہ شان اور وہ کیفیت اور وہ حالت جس میں حق تعالیٰ کا یا اُس کی صفت یا اس کے کسی فعل کا اظہار ہو تجلی ہے.....

"تجلی کے لئے استقامت کی ضرورت ہے۔" (سرِّ دلبراں)

تجلی کے انوار دراصل حکمتِ الٰہیہ کے فیض کے انوار ہیں اور یہ بے شمار ہیں۔ انتہائی مقام پر ان کو محدود الفاظ میں بیان بھی نہیں کیا جا سکتا اسی لئے حضرت سلطان باہوؒ نے لکھا ہے۔

گر کنم شرحِ تجلی را تمام
دفترش گرد و رقم از خاص و عام

Marfat.com

(اگر میں مکمل طور پر تجلی کی شرح کروں تو خاص وعام کیلئے دفتروں کے دفتر لکھ لئے جائیں) (احوال ومقامات حضرت سلطان باہوؒ ص ۱۴۰)

تلقین

مرشد ایک تو طالبِ حق کو ظاہری تعلیم دیتا ہے یعنی عبادت وذکر کے ظاہری طور طریق بتاتا ہے اور دوسرے روحانی ہمت وتوجہ سے اُس کے باطن پر اس طرح اثر انداز ہوتا ہے کہ طالب سب کچھ بھول کر اطاعتِ حق میں منہمک ہو جاتا ہے۔ اِسے تلقین کہتے ہیں۔

توفیق

حضرت سلطان باہوؒ توفیق کو ایک ایسا نور سمجھتے ہیں جو فقیر کو حاصل ہوتا ہے۔

''نورِ توفیق'' ایک عظیم قوت ہے۔ فقیر جب کسی کام کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو ظاہری و باطنی حالات موافق ہو جاتے ہیں اور نورِ توفیق کی قوت سے ساری مشکلات دور ہو جاتی ہیں۔ مرشد کی حیثیت سے جب وہ طالبِ حق پر توجہ کرتا ہے تو براہِ راست اُس کے قلب وروح کو صفائی اور روشنی بخشتا ہے اور اُس کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ٹھہرتی۔

جمعیت

''ماسوائے اللہ سے روگردانی کرنا اور ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ ہونا''

حال ومقام

سالک کے دِل پر کوشش سے یا کوشش کے بغیر یا کسی نسبت کے طفیل جو کیفیات وارد ہوتی ہیں، ان میں سے ہر کیفیت حال ہے۔

جب کوئی کیفیت کوشش کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہو اور قائم رہ جائے تو پھر وہ حال کی بجائے مقام کہلاتی ہے۔

حاضر الوقت

موجودہ اور حاضر موقع پر توجہ اللہ کی طرف رہے تو یہ حاضر الوقت ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضور، حضوری

''خلق سے بے زار ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہونا۔'' یہ توجہ اگر مسلسل قائم رہے تو یہ حضور یا حضوری کی کیفیت ہے۔ جن لوگوں کو ذکر و فکر میں اہل اللہ کی صحبت کے طفیل یہ کیفیت حاصل ہو جاتی ہے، انہیں اہل حضور کہتے ہیں۔

حق

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک اسم ہے۔
صوفیاء کرام خلق کے مقابل میں ''حق'' بولتے ہیں۔
قُرب کے مراتب کو بھی حق کہتے ہیں جو شریعت و طریقت کے مطابق عمل پیرا ہونے سے حاصل ہوتے ہیں۔

حق الیقین

یقین کے تین درجے ہیں۔

۱۔ علم الیقین یعنی معتبر ذرائع اور معتبر دلائل سے کسی چیز کا یقین ہو۔

۲۔ عین الیقین۔ اُس چیز کا خود بھی مشاہدہ کر لینا۔

۳۔ حق الیقین یقین کا آخری درجہ یہ ہے کہ اُس چیز کی ماہیت اور اثرات کو مکمل طور پر پالیا جائے۔

اصطلاحاتِ صوفیہ کی رو سے ''ظاہر شریعت پر عامل ہونا علم الیقین ہے۔ اس میں اخلاص و محبت کا پیدا ہو جانا عین الیقین ہے اور اُس کا مشاہدہ حاصل ہو جانا حق الیقین ہے۔''

خام

ایسے طالب کو جو فقر کے حلقہ میں آجانے کے باوجود دنیا کی رغبت رکھتا ہو یا یکسُو ہو کر مرشد کی ہدایت پر عمل پیرا نہ ہوتا ہو، خام کہیں گے۔

Marfat.com

دَرد

''عاشق کی اُس حالت کا نام درد ہے، جب غلبۂ شوق اس حد تک بڑھ جائے کہ اُس کی برداشت سے باہر ہو۔ اس حالت میں عاشق ایسا بے چین ہوتا ہے کہ کسی کل کروٹ چین نہیں پا سکتا۔ (اصطلاحاتِ صوفیہ)

''درد اُس قلق اور سوزش دُرونی کو کہتے ہیں جو عاشق فراقِ محبوب اور آرزوئے وصال میں محسوس کرتا ہے اور یہ انسان ہی کا حصہ ہے'' (سرِّ دلبراں)

دِل

دِل کو ''لطیفۂ روحانی اور لطیفۂ ربانی'' کہا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا شعور ہے جو بیدار ہوتا ہے تو خدا تک پہنچا دیتا ہے جس میں اُس کا تعلق اُسی دِل سے ہے جو معروف طور پر سینے میں بائیں طرف موجود ہے۔ مرشد کی رہنمائی میں اس پر ذکر کو جاری کرنے سے یہ روحانی شعور بیدار ہو جاتا ہے۔

جس درویش کے دل میں ذکر ہمیشہ کے لئے رواں ہو جائے، اُسے زندہ دِل کہتے ہیں۔

دیدار

''ہر شے میں، ہر ذرہ میں ذات حق سبحانہٗ تعالیٰ کو دیکھنا'' دیدار کہلاتا ہے۔

راز

راز سے مراد معرفت ہے۔

''صاحبِ راز'' وہی مردِ عارف ہے جسے معرفت حاصل ہوتی ہے۔

روح الامین

جبرائیل علیہ السلام کو کہتے ہیں ''کیونکہ وہ ایک ایسی روح ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کے علم کا خزانہ بطور امانت کے سپرد کیا گیا۔''

Marfat.com

ریاضت

''موافق شریعت وطریقت عبادات شاقہ مثلاً کثرت روزہ نماز، ذکر، نوافل، اعتکاف چلہ کشی وغیرہ۔

تزکیہ نفس اور تہذیبِ اخلاق اور اوصاف ملکوتی کے حصول میں مشقت اٹھانا۔''

سِر

ویسے تو الٰہی بھید کو سِر کہتے ہیں مگر ایک اور سیاق وسباق میں ''قلب'' کو اگر بندے کی ذات کا مرکز قرار دیا جائے تو پھر آگے قلب کا مرکز ''روح'' اور پھر روح کا مرکز ''سِر'' ہوگا۔ اس کا پالینا گویا معرفت کے ایک مصدر ومنبع کو پالینا ہے۔ اس سے آگے پھر سِر کے مراکز بھی ہیں جنہیں خفی اور اخفیٰ کہتے ہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ

''وہ انتہائی مقام جس کے ذریعے سے مخلوق اپنی سَیر میں خدائے تعالیٰ تک پہنچتی ہے۔ اس سے اوپر کسی کی رسائی نہیں۔''

شعور

''معرفتِ ذات حق سبحانہٗ'' کو صوفیاء کرام شعور کہتے ہیں۔

شوق

''دِل کا طلب حق میں بڑھنا اور وصل یار حاصل ہونے پر بھی طلب میں کمی نہ آنا بلکہ زیادہ ہونا'' شوق ہے۔

بقول حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ ''شوق طلب وصال کو کہتے ہیں۔ شوق عموماً غائب چیز کے لئے پیدا ہوتا ہے برعکس ذوق کے جو حاضر یعنی کسی چیز کو دیکھ کر پیدا ہوتا ہے۔

ذوق

''ذکر محبوب یا دیدار معشوق سے عاشق کا مست و بے خود ہو جانا ذوق ہے۔'' نیز

Marfat.com

اصطلاحاتِ صوفیہ کی رو سے معرفت میں ذوق سے مراد وہ نور ہے جو ''اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیاء اللہ کے دلوں پر وارد ہوتا ہے اور اولیاء اللہ اس نورِ معرفت کے ذریعہ سے حق و باطل میں تمیز کرتے ہیں۔''

عشق

عشق کی کوئی جامع تعریف مختصراً بیان نہیں کی جاسکتی۔

اس کا پہلا درجہ محبت ہے ''محبت ایک کشش مقناطیسی ہے جو کسی کو کسی کی جانب کھینچتی ہے۔ کسی میں حسن وخوبی کی ایک جھلک کا دیکھ لینا اور اس کی جانب طبیعت کا مائل ہو جانا'' (سرِّ دلبراں) محبت کا انتہائی مرتبہ عشق ہے۔

اب عشق ومحبت کی کئی کیفیات اور کئی مراحل ہیں جن کے تجربات سے شعراء کے اور صوفیاء کے دواوِین بھرے پڑے ہیں۔ یہ محبت ہر انسانی عمل خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی کو متاثر کرتی ہے اور اُسے ایک خاص رنگ میں رنگ دیتی ہے، محبت کے ڈانڈے پھر معرفت سے جا ملتے ہیں چنانچہ دونوں کو لازم وملزوم قرار دے دیا گیا ہے۔''

''محبت معرفت کی محتاج ہے اور معرفت محبت کی..... یعنی بلا معرفت کے محبت پیدا نہیں ہوتی اور بغیر محبت کے معرفت میں ترقی نہیں ہوتی۔''

عارف

''عارف وہ شخص ہے جسے ذات وصفات کا مشاہدہ حاصل ہو، اور موجودات کی حقیقت وماہیت سے آگاہ ہو اور سلوک کے سارے مراتب طے کر چکا ہو اور ان کے سارے اسرار اس پر منکشف ہو چکے ہوں۔ حضرت سلطان باہوؒ کے نزدیک ''عارف باللہ کا ابتدائی مرتبہ عالم عالم کا انتہائی مرتبہ ہے اور عارف باللہ کی انتہا فقیر کامل کے مراتب ہیں۔'' (قربِ دیدار ص ۱۱) سلطان العارفین وہ ہے جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو مدنظر رکھتا ہے اور خود بھی اللہ کی نظر میں منظور رہتا ہے۔

عارف معرفت میں دوسرے درویشوں کی نسبت ممتاز ہوتا ہے۔

Marfat.com

معرفت وعرفان

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے علم کو معرفت وعرفان کہتے ہیں۔ یہ علم اور ایمان کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔ محض عقل اِس تک نہیں پہنچ پاتی۔ عقل کی رسائی صرف آثار تک ہے اس کی مثال یوں دی گئی ہے کہ اگر سورج کی شعاعیں پانی میں پڑ کر دیوار پر اپنا عکس ڈال رہی ہوں تو صرف ان کو دیکھنے والا نہ آفتاب کو دیکھ رہا ہوتا ہے نہ اس روشنی کو دیکھ پاتا ہے جس سے پانی منور ہوا ہے۔ عقل گویا صرف دیوار پر عکس دیکھ سکتی ہے مگر ایمان کی آنکھ الہام وکشف سے آفتاب اور اس کی روشنی کو بھی دیکھ لیتی ہے۔

فلسفی جو صرف عقل سے کام لیتا ہے آثار تک پہنچ جاتا ہے مگر فقیر حقیقت کو پالیتا ہے جس کے محض آثار تک فلسفی کی رسائی ہوتی ہے۔

فقیر فنافی اللہ فنافی التوحید کو معرفت ذاتی حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ جہاں رہے اور جس حال میں ہو اس کی نظر صرف ذات پر رہتی ہے۔ وہ اللہ سے صرف اللہ کو چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں جہان کے اسرار ورموز اس پر کشف فرماتا ہے۔

(اصطلاحاتِ صوفیہ ص ۹۷)

فقر

عشق کی طرح فقر کی جامع تعریف مشکل ہے کیونکہ یہ ایک زاویۂ نظر بھی ہے اور اسلوبِ حیات بھی۔ حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کے مطابق فقر خاص طور پر ان اقدار کا حامل ہوتا ہے ۱۔ عشق ۲۔ علم ۳۔ ذکر وفکر ۴۔ ترکِ دنیا اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی دو (۲) صفات استغناء اور توکل ۵۔ تسخیر وتصرف (تفصیل کے لئے دیکھئے راقم کی تصنیف احوال ومقامات حضرت سلطان باہوؒ: باب ۴)

فقیر

جو درویش یا طالبِ حق مذکورہ بالا ایجابی صفات اپنی شخصیت وکردار میں جذب کر لیتا

Marfat.com

ہے اور کمال حاصل کر لیتا ہے فقیر کہلاتا ہے حضرت سلطان باہوؒ نے فقیر کے تمام مدارج کی بڑی وضاحت سے تشریح کی ہے ان کے نزدیک کامل ومکمل فقیر مالک الملکی ہوتا ہے جس کے ''قبضے میں اسم اللہ ذات کی برکت سے مشرق سے لے کر مغرب تک تمام روئے زمین کا ہر ایک ملک اور ہر ایک ولایت ہوتی ہے۔'' (دیکھئے مذکورہ بالا کتاب کا باب ۴)

فنافی اللہ

جب اللہ کی یاد میں جان وتن کا ہوش تک نہ رہے تو یہ فنا ہے۔اس فنا کے بعد ایک ایسا شعور ملتا ہے جو ہمیشہ باقی رہتا ہے، اُسے بقا کہتے ہیں فقر ودرویشی میں ترقی کے تین درجے ہیں فنا فی الشیخ، فنافی الرسول، فنافی اللہ یہ گویا تین زینے ہیں جن کے ذریعے فقیر روحانیت کی بلندیوں تک پہنچتا ہے۔

۱۔ فنا فی الشیخ: جب درویش مرشد کی پیروی میں کامل طور پر منہمک ہو جاتا ہے اور شیخ کی محبت اور اتباع میں کمال کو پہنچتا ہے۔

۲۔ فنا فی الرسول ﷺ: فقیر کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واتباع میں محو ہو جانا اور آپ ﷺ کو حاضر وناظر جان کر آپ کی پیروی کرنا۔

۳۔ فنا فی اللہ: یہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے اس سے مراد ہے فقر و درویشی کے سارے عروج ونزول کے مراحل طے کر کے ذات حق سبحانہٗ میں محو ہو جانا۔

سلطان العارفین سلطان باہوؒ کے نزدیک اس کی جامع کیفیت ''استغراق'' ہے۔

فنافی التوحید

اپنی ذات اور خلق کی ذات کو ایک ہی ذات میں فنا کر دینا ''ھواللہ اَحد'' اسے فنائے

Marfat.com

ذاتی کہتے ہیں۔ ''اس مرتبہ میں بندہ اپنی ذات سے غائب اور ذاتِ حق سے حاضر ہو جاتا ہے۔''

(سرِّ دلبراں)

فیض

''فیض جذبہ باطنی کا نام ہے'' (اصطلاحاتِ صوفیہ)

جب مرشد کسی بھی مقصد، ارادے یا نیت کے ساتھ مرید یا طالبِ حق کے دِل پر توجہ کے ساتھ اپنے جذبۂ باطنی کا پرتو ڈالتا ہے تو اسے فیض کہتے ہیں۔

قلب

صوفیاء کے نزدیک قلب انسان کی ذات کا مرکزی جوہر ہے۔ ان کے نزدیک انسانیت کا دارومدار اسی قلب پر ہے۔

انسانیت کے اسی جوہر کو، جوہر انسان میں موجود ہے، عرشِ الٰہی اور نورِ الٰہی کہا گیا ہے۔ مرشد کی توجہ اور ذکر وفکر سے اس میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔

یہ قلب اللہ کے ذکر اور نتیجتاً محبت ومعرفت سے معمور ہو جاتا ہے تو اسے زندہ قلب کہتے ہیں۔

''طلب سے مراد طالب مولیٰ ہے کیونکہ اہل طالبِ تصوف کے یہاں یہی ایک طلب ہے۔ طلبِ کامل اور طلبِ صادق اُسے کہتے ہیں کہ شب وروز اپنے مولا کی یاد سے غافل نہ ہو اور دنیا وآخرت کی نعمتوں کی طرف بالکل متوجہ نہ ہو اور ہر روز بلکہ ہر آن طلب بڑھتی جائے۔

''طالبِ حق یا طالبِ صادق وہی ہے جس کی طلب ایسی ہو جس کا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیریؒ فرماتے ہیں کہ طالب کسی مقام پر پہنچ کر بس نہیں کرتا بلکہ ہر مقام پر پہنچ کر اُس سے اعلیٰ کوشش کرتا ہے (اصطلاحاتِ صوفیہ)

ظلِ اللہ

''ظل اللہ انسانِ کامل کو کہتے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ ممکنات کا انتظام اُس کے ذریعہ سے

Marfat.com

فرماتا ہے۔'' (اصطلاحاتِ صوفیہ) ظاہر میں حکمران یا بادشاہ کو بھی کہہ دیتے ہیں۔

کامل

''کامل وہ شخص ہے جس کے تمام مقامات سلوک طے ہو چکے ہوں اور واصل الحق ہو گیا ہو'' (اصطلاحاتِ صوفیہ) مکمل اکمل اس کے آخری دو درجے ہیں۔

کرامت

اگر کسی ولی سے عام عادت کے خلاف کوئی امر ظاہر ہو تو اُسے کرامت کہتے ہیں۔ اگر کسی نبی سے ظاہر ہو تو اُسے معجزہ کہتے ہیں۔

اگر کسی غیر مسلم یا جادوگر سے ظاہر ہو تو اُسے اِستدراج کہتے ہیں۔

کُل

''حق سبحانہٗ تعالیٰ کا نام ہے جو تمام اسماء الٰہیہ کا جامع ہے'' (اصطلاحاتِ صوفیہ)

صاحبِ کل وہ اولی الامر فقیر ہوتا ہے جو تمام صفاتِ الٰہی کو اپنے اندر جذب کر چکا ہو اور دنیا میں اُس کی جملہ صفات کا مظہر ہو۔ ایسا فقیر اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَئٍ قَدِیْر کا مظہر ہوتا ہے اور تمام ممکنات اُس کے سامنے مسخر ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا ایسا وسیلہ ہوتا ہے کہ ادھر وہ کسی کام کا خیال کرتا ہے اور اُدھر وہ ہو جاتا ہے۔

کُنہ

ہر شَے کی حقیقت اور ماہیت کو کنہ کہتے ہیں۔

مرشد

''مرشد وہ شخص ہے جو لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلانے کی کوشش کرے اور اُس کے طریقے بتائے۔'' (اصطلاحاتِ صوفیہ)

مرید

''وہ شخص ہے جو اپنے ارادہ کو ارادۃ اللہ میں محو کر دے اور اُسے یقین ہو کہ جو کچھ ہوتا

Marfat.com

ہے ارادۂ حق سبحانہٗ سے ہوتا ہے۔ یہ شخص راضی برضائے حق ہوتا ہے۔'' (اصطلاحاتِ صوفیہ)

مشاہدہ

''تجلیات حق کو بلا حجاب دیکھنا'' (اصطلاحاتِ صوفیہ)

نیز ''تجلیات کا پیہم ہونا'' (سرِّ دلبراں)

نظر

''حق سبحانہٗ تعالیٰ کو صفات کے پردے میں دیکھنا'' (اصطلاحاتِ صوفیہ) جو مرشد دوسروں کو یہ نظر عطا کرے، صاحبِ نظر ہوتا ہے۔

نور

اللہ تعالیٰ کا نام ہے نیز ان تمام واردات اور تجربات روحانی کو بھی نور کا نام دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے طالبِ حق کے دِل پر نازل یا منکشف ہوں۔ حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں ''نور کیا چیز ہے؟ نور ایک غیر مخلوق اور باطنی قوت ہے جو حروف اسم اللہ ذات سے نمودار ہوتی ہے، یہی انوار و وسیلہ دیدار ہیں اور نصیب اولیاء اللہ زندہ دِل و عقل بیدار ہیں۔''

(نور الہدیٰ کلاں ص ۱۸۶)

وصل، وصال

حق تک پہنچنا اور حق کو پالینا۔ وصل قربِ حق کا وہ مقام ہے جہاں طالب ماسوائے اللہ سے منقطع ہو جاتا ہے پھر ایک لمحہ کے لئے بھی یادِ حق سے غافل نہیں ہوتا اور ہر وقت ذکر و فکر میں مشغول رہتا ہے۔

جسے حق کا ایسا وصال نصیب ہو جاتا ہے وہ خود ''حق'' بن جاتا ہے۔

ولایت

یہ دو طرح سے لکھا جاتا ہے۔

ا۔ و کے نیچے زیر ہو یعنی وِلایت..... وِلایت قرب کا انتہائی مقام ہے جو دونوں جہان

Marfat.com

میں دائمی طور پر ولی کو حاصل ہوتا ہے۔

''وِلایت سے مراد وہ ولایت ہے جس میں وہ تصرفات عطا ہوتے ہیں جو خلق میں مقبولیت کا باعث ہوں مثلاً خوارق وتصرفات تکوینی۔'' (سرِّ دلبراں)

۲۔ وکے اوپر زبر یعنی وَلایت

وَلایت کے معنی ہیں ''خود واصل بحق ہو کر دوسروں کی حاجت روائی کرنا اور خدمتِ امت پر کمر بستہ ہو جانا'' (اصطلاحاتِ صوفیہ)

''اس سے مراد وہ وَلایت ہے جس میں بندہ کو حق تعالیٰ کی جانب سے وہ تصرفات عطا ہوتے ہیں جن سے طلبِ الٰہی کی استعداد رکھنے والوں پر اثرات ڈالے جاتے ہیں'' اور انہیں ''مقاماتِ قرب تک پہنچایا جاتا ہے'' (سرِّ دلبراں)

☆☆☆

Marfat.com

حوالہ جات

یہ سب حوالے حضرت سلطان العارفینؒ کے رسائل و کتب کے ان اردو تراجم سے دیئے گئے ہیں جو ''اللہ والے کی قومی دکان لاہور'' نے شائع کیے۔

ارشادات	صفحہ	حوالہ رسالہ وکتب
جائیکہ من رسیدم		کلیدالتوحید ص ۱۱
میں شہباز کراں		ابیات
اے طالب حق .... مخفی نہیں		نورالہدیٰ ص ۱۵۵
ہر حال میں .... شعور ہو		نورالہدیٰ ص ۱۶۳
علم جان ....مصاحب ہے		قرب دیدار ص ۳۱
عارف جو .... ساتھ ہے		محک الفقر خورد ص ۳۶
علم نصیحت .... ہوتا ہے		امیر الکونین ص ۱۹
اول طالب کو .... ہو جائے گا		مجالسۃ النبی ص ۱۳
علم ہمیشہ .... ہوا کرتا ہے		مجالسۃ النبی ص ۱۴
ہر علم کا .... دشوار ہے		امیر الکونین ص ۱۱۵
علموں باہجھوں		ابیات

Marfat.com

ارشادات	صفحہ	حوالہ رسالہ وکتب
اے طالب..... .... مرد دانا ہے		محک الفقر کلاں ص ۷۵
علم عمل..... .... کی طرح ہے		کلید التوحید کلاں ص ۱۹۰
علماء باطل..... .... نہیں ہوتا		کلید التوحید کلاں ص ۸۱
جو شخص..... .... ہو جاتا ہے		عقل بیدار ص ۱۵
وہ کون سا..... .... ہو جاتا ہے		عقل بیدار ص ۲۶
شیطان کو..... .... گمراہ کنندہ ہے		عقل بیدار ص ۲۶
عارف لوگ..... .... مقابلہ کر سکے		عقل بیدار ص ۵۸
وہ علم..... .... کوشاں رہے		محک الفقر خورد ص ۳۵
ظاہری علم..... .... دنیا تاریک		امیر الکونین ص ۵۸
میں نے کوئی..... .... پڑھتے ہیں		امیر الکونین ص ۱۱۳
علماء تو..... .... حاصل کرتے ہیں		محبت الاسرار ص ۱۴
واضح رہے کہ..... .... باقی ہوس		اسرار قادری ص ۳۱
جو عالم..... .... یاد نہیں رہتا		تیغِ برہنہ ص ۱۴
عالم بے عمل..... .... محفوظ رکھے		عین الفقر ص ۱۶۰
حافظ پڑھ پڑھ.....		ابیات
عالم کلام..... .... صاحبِ دید ہیں		محک الفقر کلاں ص ۲۰۲
کامل اور دانا..... .... غرق ہو		محک الفقر کلاں ص ۳۰۰
علمائے دین..... .... کر دیتا ہے		نور الہدیٰ خورد ص ۲۵
علماء کی..... .... ابتداء ہے		کلیدِ جنت ص ۶۰

Marfat.com

ارشادات	صفحہ	حوالہ رسالہ وکتب
جو شخص ..... نصیب ہوگی		کلید التوحید کلاں ص ۶۹
جو عالم عامل ..... فقیر ہے		نور الہدیٰ خورد ص ۲۳
اللہ کی راہ ..... راہ ہے		نور الہدیٰ خورد ص ۹
جو صاحبِ درد ..... لوتھڑا ہے		عقل بیدار ص ۱۱۳
جو شخص ..... جاہل ہے		عقل بیدار ص ۱۱۴
فقر کی ابتداء ..... حضوری ہے		عقل بیدار ص ۱۴۴
فقر کی ابتداء ..... ہو جائے		عقل بیدار ص ۵۴
واضح رہے ..... حاصل ہو سکتا ہے		عقل بیدار ص ۶۷
ربانی کلمات ..... ہو جاتا ہے		امیر الکونین ص ۷۶
اے عالم باعمل ..... حکمت ہے		توفیق ہدایت ص ۶۵
نماز کے تارک ..... گمراہی ہے		محکم الفقراء ص ۲۸
جو باطن ..... باطل ہے		توفیق ہدایت ص ۱۰
جاہل سے ..... نہیں ہوتا		کلید التوحید کلاں ص ۸
اہل بدعت ..... بنتے ہیں		امیر الکونین ص ۷
واضح ہو کہ ..... بے اعتبار ہے		نور الہدیٰ ص ۷۶
جو شخص ..... خبیث ہے		کلیدِ جنت ص ۲۹
جس طریقہ ..... بے دینی ہے		کلید التوحید کلاں ص ۷
مردانِ خدا ..... ہو جاتے ہیں		امیر الکونین ص ۷
جو فقیر ..... نہیں پہنچ سکتے		امیر الکونین ص ۳۴

Marfat.com

ارشادات	صفحہ	حوالہ رسالہ وکتب
یقیناً استقامت..... .... بہتر ہے		محکم الفقراء ص ۱۰
جودل..... .... سرد ہے		محکم الفقراء ص ۲۱
مردوہ..... .... باقی ہوس		اسرارِ قادری ص ۵۴
جس راہ کو..... .... کفر ہے		مجالسۃ النبی ص ۱۳
اہل حضور..... .... خودفروش ہیں		عقل بیدار ص ۲۳
فقیر کا وجود..... .... نہیں ہوتا		عقل بیدار ص ۲۵
دل اور..... .... جزو ہیں		عقل بیدار ص ۲۵
دل دریا سمندروں.....		ابیات
فقیر اگرچہ..... .... ہوتا ہے		عقل بیدار ص ۳۷
رستگاری..... .... آگاہ ہے		عقل بیدار ص ۳۹
اگر فقیر..... .... بن سکتا ہے		عقل بیدار ص ۷۱
جن اولیاء اللہ..... .... ہوتا ہے		عقل بیدار ص ۱۰۹
جو جس قدر..... .... خوف میں		عقل بیدار ص ۱۰۹
غنی اور..... .... رکھتی ہے		عقل بیدار ص ۱۲۶
وہ لوگ..... .... دعویٰ کرتے ہیں		عقل بیدار ص ۱۳۸
فقیر صاحبِ امر..... .... ہو جائے		امیر الکونین ص ۲
فقیر کل..... .... جزو ہیں		امیر الکونین ص ۱۷
جو عارف..... .... ہے		امیر الکونین ص ۱۹
معرفت کی..... .... ہوتی ہے		امیر الکونین ص ۲۲

Marfat.com

ارشادات	صفحہ	حوالہ رسالہ وکتب
عارف فقیر..... .... بازاری ہے		امیر الکونین ص۳۱
جو عارف..... .... مردود ہے		امیر الکونین ص۱۰۶
جاننا چاہئے..... .... ہو جاتا ہے		امیر الکونین ص۳۹
عارف کے لئے..... .... دو چند		امیر الکونین ص۱۰۷
غیب کا جاننا..... .... درپے ہے		امیر الکونین ص۱۱
واضح رہے..... .... قیمتی ہوتا ہے		امیر الکونین ص۱۲۰
فقیر کا مقام..... .... دیکھ سکتے ہیں		محبت الاسرار ص۸
کسی کامل..... .... بازنہ رہ		محکم الفقراء ص۱۶
بے عقل..... .... عقل مند ہے		محکم الفقراء ص۲۳
ہر چیز کی..... .... فقر ہے		جامع الاسرار ص۶
جس شخص..... .... بنا دیتا ہے		جامع الاسرار ص۷
جس کا نام..... .... سمجھتے ہیں		جامع الاسرار ص۲۳
اکثر لوگ..... .... جاتا نہ رہے		جامع الاسرار ص۳۱
واضح رہے..... .... منحصر ہے		جامع الاسرار ص۵۱
عشق کی راہ..... .... نہ دیکھو		جامع الاسرار ص۵۷
فقیر بمنزلہ..... .... کرتی ہے		جامع الاسرار ص۷۱
غوث قطب ہمن.....		ابیات
اہل فقر..... .... بے حساب ہوگا		اسرار قادری ص۲۱
جس فقیر..... .... بڑھ کر ہے		اسرار قادری ص۷۱

Marfat.com

ارشادات	صفحہ	حوالہ رسالہ وکتب
حق کو..... .... دیتا ہے		اسرار قادری ص ۱۹
اولیاء اللہ..... .... رہیں گے		توفیق ہدایت ص ۱۵
ہزاروں میں سے..... .... ہوتا ہے		توفیق ہدایت ص ۳۱
ایسے لوگوں سے..... .... حاصل ہو		توفیق ہدایت ص ۲۹
فقیر بادشاہ..... .... نہیں کہہ سکتے		توفیق ہدایت ص ۴۴
فقیر غنی..... .... ہوتی ہے		توفیق ہدایت ص ۴۶
مثل ہے..... .... برزمین		کلید التوحید خورد ص ۱۹
جو کچھ..... .... طلب کر		قرب دیدار ص ۳۹
اہل محبت..... .... رہتے ہیں		عین الفقر ص ۱۰۰
فقیری کسی کی..... .... نازل فرمائے		عین الفقر ص ۱۱۴
فقیر وہ..... .... پوشیدہ ہیں		عین الفقر ص ۱۱۸
جس طرح..... .... رہتے ہیں		عین الفقر ص ۱۵۸
اہل عبادت..... .... ہوسکتا ہے		عین الفقر ص ۱۶۵
دنیا میں..... .... رہتے ہیں		عین الفقر ص ۱۶۹
درویش صاحبِ شعور..... .... صاحبِ ذوق ہے		عین الفقر ص ۱۸۱
بعض درویش..... .... خالی از حکمت نہیں		محک الفقر کلاں ص ۵۴
عارف بغیر..... .... نہیں ہوتا		محک الفقر کلاں ص ۷۸
جس طرح آفتاب..... .... رہتے ہیں		محک الفقر کلاں ص ۷۸
فقراء آئینہ کی طرح..... .... خالی ہے		محک الفقر کلاں ص ۱۳۷

Marfat.com

ارشادات	صفحہ	حوالہ رسالہ وکتب
اور جس نے .... حاصل ہو		محک الفقر کلاں ص ۱۴۵
زندہ دل .... باحضور ہے		محک الفقر کلاں ص ۱۹۳
جس کو .... رکھتا ہے		محک الفقر کلاں ص ۲۰۱
فقر نعمت .... کاذب ہے		محک الفقر کلاں ص ۲۳۵
فقیر کا دشمن .... یا کافر		محک الفقر کلاں ص ۲۹۴
نہ ہر درویش .... ہوتا ہے		نور الہدیٰ ص ۱۱۷
عارف .... احوال ہے		نور الہدیٰ ص ۱۴۱
کیمیا نظر .... منکشف کردے		مفتاح العارفین ص ۵۳
جو شخص .... حاصل ہوتی ہے		کلید التوحید کلاں ص ۹
اسی فقیر .... مشغول رہتا ہے		کلید التوحید کلاں ص ۵۴
مجھے ان لوگوں .... مارتے ہیں		کلید التوحید کلاں ص ۵۷
فقیر کی زبان .... ہوتی ہے		کلید التوحید کلاں ص ۵۷
دیوانگی اور .... رہتے ہیں		کلید التوحید کلاں ص ۵۹
جو مہذب .... رحم کرتا ہے		کلید التوحید کلاں ص ۱۰۵
ولی اللہ .... لپٹا ہوا ہو		کلید التوحید کلاں ص ۱۵۸
فقیر ہونا .... ہوتا ہے		کلید التوحید کلاں ص ۱۶۴
اہل دنیا .... بدتر ہے		کلید التوحید کلاں ص ۱۵۵
فقر اور .... کریم ہے		کلید التوحید کلاں ص ۲۱۴
تمام زمین .... پریشان ہے		کلید التوحید کلاں ص ۳۰۷

Marfat.com

ارشادات	صفحہ	حوالہ رسالہ وکتب
جن لوگوں کو..... .... ثواب ہے		کلید التوحید کلاں ص ۳۲۹
اس راہ میں..... .... دردِ دل ہے		کلید التوحید کلاں ص ۳۲۹
اہل دل کی..... .... کرتا ہے		جامع الاسرار ص ۲۱
ایہہ تن میرا..... .... نجاں ہُو		ابیات
کامل فقیر..... .... جزو ہے		عقل بیدار ص ۳۶
باتوفیق مرشد..... .... ہوتا ہے		امیر الکونین ص ۱۲
طالب مرشد..... .... اہل قسمت کو		امیر الکونین ص ۱۰۶
ہزاروں کتابیں..... .... آجاتے ہیں		امیر الکونین ص ۳۸
سَے روزے سَے نفل.....		ابیات
طالب کو چاہئے..... .... باقی ہوس		جامع الاسرار ص ۵۷
کامل مرشد..... .... ہو جاتی ہیں		جامع الاسرار ص ۷۵
مرشد کا فیض..... .... ہوتا ہے		نور الہدیٰ ص ۱۲۵
جو شخص..... .... دشمن ہے		کلید التوحید کلاں ص ۹۴
کامل مرشد ایسا ہووے.....		ابیات
اللہ چنبے دی بُوٹی.....		ابیات
مجھے ان لوگوں پر..... .... نادان ہیں		کلید التوحید کلاں ص ۱۸۲
خاص کی..... .... معراج ہے		عقل بیدار ص ۱۴
عاقل اللہ تعالیٰ کی..... .... رجوع کر		عقل بیدار ص ۲۴
نفس پرست..... .... کم		عقل بیدار ص ۳۹

Marfat.com

ارشادات	صفحہ	حوالہ رسالہ وکتب
جس کی .... درویش نہیں		محبت الاسرار ص ۱۵
مرید ہونا .... مشکل ہے		کلید التوحید خورد ص ۲۶
اے احمق! .... صحبت بخشے		فضل اللقاء ص ۲۲
مردِ کامل .... کھینچ لے جاتا ہے		محک الفقراء کلاں ص ۱۶۳
اے طالبِ حق .... ہٹا دے		نور الہدیٰ ص ۱۹۸
اے سید! .... بے غم ہو گیا		نور الہدیٰ ص ۲۲۶
یاد رکھو .... وہی شیطان ہے		مجالسۃ النبی ص ۲۰
جس طرح لوگ .... رہتا ہے		کلید التوحید کلاں ص ۶۷
خود پسند .... رہتا ہے		عقل بیدار ص ۶۳
توفیق پسند .... عطا کر دیتا ہے		امیر الکونین ص ۱۳۲
وہ کون سا .... ہو جاتا ہے		عقل بیدار ص ۲۶
خدا کرے .... خیال کرے		عقل بیدار ص ۴۰
عاشق کی .... نہیں کرتا		عقل بیدار ص ۵۵
فقیر کے لئے .... بمنزلہ خار ہے		عقل بیدار ص ۶۰
غفلت کی روٹی .... غار ہے		امیر الکونین ص ۱۶۶
جس شخص پر .... مطیع ہوتا ہے		جامع الاسرار ص ۳۷
دنیا کے طالب .... مر جاتے ہیں		محک الفقراء خورد ص ۲۲
تمام انبیاء واولیاء .... ہو سکتا ہے		گنج الاسرار ص ۲۲
اَدھی لعنت دنیا تائیں		ابیات

Marfat.com

ارشادات	صفحہ	حوالہ رسالہ وکتب
دنیادی دام ودِرم..... .... قرار نہیں لینے دیتی		کلید التوحید کلاں ص ۴
اللہ تعالیٰ کے سوا..... .... راستہ ہے		کلید التوحید کلاں ص ۱۰۵
انسانی وجود..... .... بسیرا کیے ہے		کلید التوحید کلاں ص ۱۳۴
واضح رہے..... .... خود پسندی ہے		کلید التوحید کلاں ص ۱۶۶
جو شخص پہلے..... .... محال ہے		کلید التوحید کلاں ص ۱۶۸
خام اگر..... .... کچھ نہیں آتا		کلید التوحید کلاں ص ۲۶۴
دل ایک ایسا..... .... سما سکتا		عقل بیدار ص ۶۰
ذکرِ قلبی..... .... حاصل ہوتی ہیں		قربِ دیدار ص ۵۸
راہِ حق..... .... محبت واخلاص میں ہے		عین الفقر ص ۱۰۰
درویش کے لئے..... .... حاضر الوقت ہو		مفتاح العارفین ص ۷
عمر ریت کی..... .... کی طرح ہے		عقل بیدار ص ۱۲۷
خاص الخاص..... .... رسمی ہوتی ہے		امیر الکونین ص ۹۹
ریاضت کے..... .... بہتر ہے		محکم الفقراء ص ۳۱
عزیز من..... .... پھرتے ہو		اورنگ شاہی ص ۱۷
خلقت سے..... .... باعث ہے		توفیق ہدایت ص ۴۶
ایہہ تن ربّ سچے دا.....		ابیات
رزق انسان کی..... .... نہیں چھوڑتی		عین الفقر ص ۱۴۴
بہت علم پڑھنا..... .... فرض ہے		عین الفقر ص ۱۵۰
خدا کے کسی..... .... کام نہیں آتا		محک الفقر خورد ص ۱۱

Marfat.com

ارشادات	صفحہ	حوالہ رسالہ وکتب
تو اگر..... .... نہ پہنچا		محک الفقر خورد ص ۳۸
دل کا معجزہ..... .... دور ہو گیا		محک الفقر کلاں ص ۱۵۳
اللہ کا کلام..... .... نہیں پہچانتا		محک الفقر کلاں ص ۲۸۵
جو شخص سادات کو..... .... محروم ہے		نور الہدیٰ ص ۲۲۱
عقل مند وہی..... .... نعمت ملے گی		مفتاح العارفین ص ۶
پہلے لقمہ حلال..... .... نہیں ہوتی		کلید التوحید کلاں ص ۱۵۵
غلط آدمی..... .... آگاہی نہیں ہوتی		کلید التوحید کلاں ص ۲۶۴
جس میں..... .... ہم نشین ہے		کلید التوحید کلاں ص ۲۶۷
تجھے معلوم نہیں..... .... ٹھیس لگتی ہے		کلید التوحید کلاں ص ۲۸۵
جے ربّ ناتیاں دھوتیاں.....		ابیات

Marfat.com

سلطان العارفین

حضرت سلطان باہوؒ

(حیات و تعلیمات)

پروفیسر سیّد احمد سعید ہمدانی

Marfat.com